اِنَّ مِنَ الشِّعرِ لَحِکمَۃً وَّاِنَّ مِنَ البَیانِ لَسِحرًا

(غالب)

تا ز دیوانم کہ سرمست سخن خواہد شدن ⁂ این مے از قحط خریداران کہن خواہد شدن

کوکبم را در عدم اوج قبولی بودہ است ⁂ شہرت شعرم بہ گیتی بعد من خواہد شدن

گلزارِ بادشاہ

تصنیف لطیف شاعر نازک خیال سخنور شیرین مقال

عالی جناب الحاج خطیب قادر بادشاہ صاحب بادشاہ مرحوم

رئیس وانمباڑی ضلع شمالی آرکاٹ

برادر بزرگ جناب نواب امین جنگ مولوی احمد حسین صاحب بہادر سی ایس آئی چیف سکرٹری حضور نظام خلد اللہ ملکہ

مرتبہ

جناب محمد اسمٰعیل سیٹھ صاحب المتخلص بہ مغموم ساکن مدراس

باہتمام خاکسار خطیب محمد عبد الرشید عفی عنہ فرزند مصنف مرحوم

سنہ ١٣٣٧ھ

در مطبع نافع مدراس مطبوع گردید

فہرست مضامین گلزار بادشاہ

تمت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ترانۂ حمدِ آلہی مین عندلیب خامہ بسر سجود ہے جسنے گلزارِ سخن کو سرسبز و شاداب کیا اور نوع بشر کو اوس سے مستفید فرمایا شجر حجر سے اوسکے مدح سرائی کی شان نمایان مرغانِ چمن اسکی نغمہ سرائی مین تر زبان جلّ جلالہ و عم نوالہ نعت رسولؐ مقبول مین زبان عجز کا کیا یارا کہ لب کشائی کرے جسنے اپنے اعجاز سخن سے اقطاع عالم کو مسخر کرلیا اور اعدائے دین کو اپنی سحر بیانی سے مطیع بنالیا صلّی اللہ علیہ و آلہ و صحابہ اجمعین۔

امابعد خاکسار خوشہ چین ارباب علوم محمد اسمٰعیل متعوم ارباب علم و فن اور دلدادگان سخن کی خدمت مین عرض پرداز ہے چونکہ عرصہ دراز سے مجھے مصنف رسالہ ہذا کی ہمنشینی کا فخر حاصل ہے اور وہ میرے شفیق دوست اور میرے مونس و ہمدم تھے لہذا اونکے پاکیزہ خیالات اور نفیس جذبات سے مین جسقدر متاثر ہوا ہون غالبًا اوسکا ذکر یہان بیجا نہوگا۔ نیز اونکی طبعزاد کو روشنی مین لانا بھی ایک ضروری امر ہے تاکہ ناظرین کو اونکے کلام کا موازنہ کرنے مین سہولت حاصل ہو اونکی پاک اور بے لوث زندگی کبھی لہو و لعب مین صرف نہوی مذہبی امور مین ایسے منہمک تھے کہ دنیائے فانی کی ذرہ بھر وقعت اونکے دل مین نہ تھی اگرچہ دنیا اونکے قدمون کے تلے تھی اور خدا نے اونکو مال و دولت سے سرفراز کیا تھا۔ مگر وہ حبّ دنیا سے ہمیشہ متنفر تھے مستحقین کو ہمیشہ اپنے بذل و ایثار سے فائدہ پہنچاتے تھے قومی کامون مین بہت بڑا حصہ لیا کرتے تھے اور بہت سی انجمنون کو اونکی

بیش بہا تائید کا فخر حاصل ہے بلکہ شہر و انباڑی مین بعضے انجمنون کا وجود بہی انہین کے دم سے ظہور پذیر ہوا صوم و صلوات کی پابندی اخیر دم تک قائم رہی اونکا مزاج افراط و تفریط سے بری تہا نہ وہ دنیا نوسی خیالات کے بزرگ تہے کہ پُرانی لکیر کے فقیر بنکر جدید تعلیم سے متنفر ہین اور نہ جدید خیالات سے ایسے متاثر کہ مذہب کو خیرباد کہدین بلکہ خیر الامور اوسطہا اونکا طغرائی امتیاز تہا مذہبی ضرورت اونکے پاس مقدم تھی اوسکے بعد بقدر ضرورت امور دنیوی کو اختیار کرنے اور انگریزی زبان حاصل کرنے مین چندان قباحت نہتی جسکا ثبوت جابجا اونکے اشعار سے ملیگا عجز و انکسار کا جوہر اونکی طبیعت سے نمایان تھا غرض خوشنودی خدا مین اونکی عمر بسر ہوی اور خوف خدا اونکے دلمین جاگزین تہا چنانچہ وہ خود فرماتے ہین۔ ؎

اے بادشہ امیدین یون تو بہت ہین لیکن ہے حُسن خاتمہ کی کافی امید واری

تقریبًا تین سال کا عرصہ ہوا کہ وہ جان بحق ہوے خداوند کریم اونکی پاک روح کو اعلیٰ علیین مین جگہہ دے شعر و سخن مین وہ اعلیٰ درجہ کی مہارت رکہتے تھے ہر ہر شعر اونکے دلی جذبات کا مرقع ہے مذاق سخن اونکا فطری عطیہ تہا اس سے پہلے اونکے دو دیوان شائع ہوکر بقائے دوام کا سرٹیفکیٹ حاصل کرچکے ہین۔ اونکی شہرت عالمگیر ہے یہ اونکے متفرق کلام کا مجموعہ ہے جو بعد وفات مصنف مرحوم ترتیب پایا جسمین ہر مذاق اور سامان دلچسپی موجود ہے اس دیوان مین آپ تین قسم کے اشعار پائینگے ایک تو وہ جس مین بلند پروازی او شوکت الفاظ کے ساتھ حسن بیان اور سلاست زبان کی شان نمایان ہے دوسرے اشعار وہ ہین جس مین سلاست بیان کیساتھ استعارات بدیع اور حُسن بندش کو سادگی کا لباس پہنایا گیا ہے اور وہ اغراق و غلو سے مبرا ہین تیسرے اشعار وہ ہین جسمین نہ بلند پروازی ہے نہ دور از کار تخیل ہے نہ استعارات بدیع ہین ہان حُسن بیان اور سلاست زبان کیساتھ عام فہم الفاظ مین صرف اپنے جذبات کا اظہار کیا گیا ہے جیسا کہ وہ خود فرماتے ہین ؎

صرف اظہار خیالاتِ دلی مقصود ہے بادشہ کا شاعری سے ورنہ کیا ہے مدعا

کلامِ فارسی ایک ہی سانچے مین ڈہلا ہوا ہے اور اپنی دلاویزی مین کشش کہربائی کا اثر رکہتا ہے جس سے مذاق سخن رکھنے والے حظ وافر اٹہا سکتے ہین آپ حیران ہونگے کہ اردو اشعار مین اسقدر تبدیلی کیون واقع

ہوی اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ اونکے وسعت خیالات مین کمی آگئی یا جدت طبع باقی نرہی بلکہ وہ جمیع اصناف سخن پر قادر تھے اونکے خیالات ترقی پذیر تھے اونکے جذبات کا دریا موجزن تہا باوجود اوسکے اونکی یہ روش اونکی صداقت شعاری پر مبنی تھی اسلئے کہ وہ فرضی عشق کے پارینہ داستان کو خیرباد کہہ چکے تھے اغراق وغلو سے طبیعت متنفر ہو چکی تھی یہ نہ کسیکے عاشق نہ اونکا کوئی معشوق مگر شاعری کی بدولت فرضی حسن وعشق کے اشعار مین ایک مدت تک زور طبیعت دکہایا گیا جس کا ثبوت اونکے اگلے دو دیوان سے ملسکتا ہے اگرچہ اونمین بھی نعتیہ اشعار کا ذخیرہ بہت کچھ ہے اور وہ بھی اپنی نرالی شان کیساتھ کیونکہ عشق حقیقی کا ذوق انکی طبیعت مین موجود تھا۔ خدا کی شان کہ ابھی عالم شباب باقی تہا اور اونکی طبیعت نے پلٹا کہائی فرضی عشق کی فرسودہ داستان سے تائب ہو گئے اور عہد کرلیا کہ سوائے حمد ونعت اور نصائح کے کچھہ نہ لکھونگا جیساکہ وہ خود فرماتے ہین ؎

حمد ہو نعت ہو یا کوئی نصیحت ہو رقم بادشہ کی نہ کوئی اور سخندانی ہے

اس عہد کو اخیر وقت تک نباہا اور خلاف عہد ایک لفظ بھی اونکی زبان وقلم سے نہ نکلا مطبوعہ دیوان کے سوائے جسقدر اشعار اس مذاق مین لکھے گئے تھے یا تو چاک کر دئے گئے یا ردی کے نذر ہوے۔ بڑی تجسس کے بعد دو غزلیات جو ردی کی ٹوکری سے برآمد ہوے نمونتًا درج کئے گئے غرض ایک قلیل مدت تک نعتیہ اشعار کا رنگ وہی تہا جس سے اونکی خصوصیت نمایاں ہوتی تہی جن کو مین نے پہلے قسم کے اشعار مین شمار کیا ہے۔ لیکن چونکہ ابتدا سے اونپر مذہبی رنگ چڑہا ہوا تہا لہذا رفتہ رفتہ انھوں نے دور از کار تخیل کو خیرباد کہدیا اور انداز بیان کو سادگی پر منحصر رکھکر اغراق وغلو سے اپنے قلم کو باز رکہا فی الحقیقت دور از کار تخیل سے ایسی الجہنین پیدا ہوجاتی ہین کہ شعر کی غرض فوت ہوجاتی ہے بات وہی کہنی چاہئے جو کوئی مفید نتیجہ پیدا کرسکے معمولی باتون مین نتیجہ خیز مضامین پیدا کرنا ہی شاعری کا مابہ الامتیاز ہے دوسری بات جو اونکے دل مین پیدا ہوی وہ یہ کہ رضائے الہی اور خوشنودی رسول کے احاطے سے قدم باہر نہو چونکہ اونکے کلام کی شہرت اقطاع ہند مین پھیل چکی تہی لہذا وہ اس خواہش سے بھی بے نیاز ہوچکے تھے بلکہ طلب شہرت سے متنفر ہوچکے تہے اپنے تازہ کلام کی بنیاد صداقت شعاری پر رکھی اور اغراق وغلو

سے اجتناب اختیار فرمایا وہ جانتے تھے کہ حسن کلام کو ان بانوں کی ضرورت نہین چنانچہ وہ خود فرماتے ہین۔

حسن اصلی کو ہے کیا زیور کی حاجت بادشاہ
سادگی کو فخر ہے بالکل مرے اشعار پر

اونکو اپنی صداقت شعاری پر یقین تہا کہ وہ رنگ لائے بغیر نرہیگی اور اب نہین تو میرے بعد ضرور اوسکو فروغ حاصل ہوگا چنانچہ وہ خود فرماتے ہین

بادشہ فکر ہے کیا گر نہین اب قدر سخن
خلق کو میرے سخن کا ہے مزہ میرے بعد

جیتے جی قدر سخن ہوتی ہے کب ای بادشاہ
بعد میرے ہونگے سب میرے سخن کے قدر دان

قدر سخن نہین اب ای بادشاہ کیا غم
یک روز قیمتی ہو ہر ہر سخن ہمارا

یہ اونکی پیشینگوئی تھی جو حرف بحرف صحیح ثابت ہوی اور لوگ اونکے ہر ہر سخن کی قدر کرتے ہین نعتیہ اشعار کے ذوق کا یون اظہار کرتے ہین۔

خدا نے دی ہے کیا توفیق اچھی بادشہ تجھکو
کہان رجحان تھا یون نعتیہ اشعار سے پہلے

بادشہ مین نہ لکھونگا کبھی جز نعت نبی
سارے اشعار ہین اس سانچے مین ڈھلنے والے

وہ اپنی تبدیلی خیالات کو بہی محسوس کرتے تھے اور جانتے تھے کہ کذب و غلو کے دلدادون کو میرا طرز بیان پسند نہ آئیگا مگر اونکو اسکی پروا نہتی چنانچہ متعدد اشعار مین اسکا ذکر ہے جس مین سے چند اشعار نقل کرتا ہون

سادگی پر منحصر تیرا سخن ہے بادشاہ
واقعی ہے بات یہ لطف بیان کچھ بھی نہین

اغراق اور غلو اور جدت نہین ہے اسمین
مرغوب شاعران ہو کیونکر بیان ہمارا

لطف کیا اہل تکلف کو ملے اے بادشاہ ‌ ‌ ‌ ‌ بے تکلف بے تصنع ہے ترا ہر ایک سخن

ف

مجھے معذور رکھیں باغ سخن کے گلچین ‌ ‌ ‌ ‌ پہول گر کذب و غلو کے مرے داماں میں نہیں

ف

سخن بادشہ کا ہے بس سیدہا سادہ ‌ ‌ ‌ ‌ یہ سچ ہے کہ لطف بیان کچھ نہیں ہے

غرض اونکو منظور نہ تھا کہ بوسیدہ خیالات کو اپنے دماغ مین جگہہ دیجائے ورنہ وہ قلم کے دہنی تھے خیال آفرینی مین وہ کسی سے کم نتھے وہ نہ صرف شاعر تھے بلکہ مضمون نگاری مین بھی ید طولیٰ رکھتے تہے وہ ناظم شیرین زبان تھے تو نثار جادو بیان بہی تھے چنانچہ اکثر مضامین اونکے مختلف اخبارات مین شایع ہوا کرتے تہے اونکی تصنیف یادگار بادشاہ مین چند مضامین داخل کئے گئے ہین - وہ نہ صرف فرضی شاعری کو ترک کئے بلکہ ایسی شاعری کی مذمت لکھنی شروع کردی جسمین اونکے بہت سے اشعار موجود ہین پہر شعرا کو نصیحت کیگئی ہے کہ ایسی شاعری سے باز آئین اوسکے چند اشعار حسب ذیل ہین ف

عشق جو سچا ہے مثل روز روشن ہے عیان ‌ ‌ ‌ ‌ عشق فرضی تو نمونہ ہے شب دیجور کا

ف

مجہو چھوڑ دو جہوٹے فسانے ‌ ‌ ‌ ‌ پڑہو قرآن اور تفسیر دیکھو

ف

گیا وہ اگلا زمانہ وشاعری بھی گئی ‌ ‌ ‌ ‌ قدیم طرز کو کیون اختیار کرتے ہین

ف

ایسی توصیف کے ہم ہونگے نہ ہرگز قائل ‌ ‌ ‌ ‌ بات سر مو جو جدا ہم سے شریعت ہو جائے
چھوڑ مین تکلیف وہ بوسیدہ خیالات تمام ‌ ‌ ‌ ‌ فرضی عشاق کو یا رب یہ ہدایت ہو جائے

ف

کرو سچی محبت شاعرو تا نفع ہو تم کو ‌ ‌ ‌ ‌ بھلا کیا پاؤ گے عشق بتان مین مبتلا ہو کر

ط

پاک فرضی عشق سے ہے بادشہ کی شاعری — مجھسے انکے رنگین مزاج لطف کیا پائینگے آپ

ط

ہتون پر نثار ہین ہم فدا اپنے پیمبر پر — کیسا میرے دلپر کچھ اجارہ ہو نہین سکتا

ط

مجھے کیا کام فرضی عشق سے اور فرضی دلبر سے — مین سچا ہون مجھے سچی محبت ہے پیمبر سے

ط

ہم ہین نیاز مند نبی ہمکو کیا ضرور — فرضی بتون کے ناز جو بیجا اوٹھائے

ط

خیالی شاعرون سے دور مداح ان حضرت ہین — یہ مشتاق نبی اور وہ بتون کے مبتلا ٹھرے

تیسرے قسم کے اشعار وہ ہین جو اپنی خلاف خواہش اون لوگون کی درخواست پر لکھے گئے جو سخن شناس اور ذی علم تھے ان اشعار مین نہایت بے تکلفی سے کام لیا گیا ہے جسکا ثبوت اونکے مندرجہ ذیل اشعار سے ملسکتا ہے

روکھا پھیکا ہے بادشہ کا سخن — کیا جمے رنگ اسکا محفل مین

استعارہ ہے نہ تشبیہ سخن مین تیرے — بادشہ لطف سخن تو نے مگر چھوڑ دیا

ان تمام باتون سے آپ نتیجہ نکال سکتے ہین کہ یہ اونکا اختیاری امر تھا ورنہ وہ بلند پروازئ فکر مین کسی سے کم نتھے غرض مختلف طبائع کیلئے اونکا مختلف کلام موجود ہے جس سے ہر مذاق کے لوگ استفادہ حاصل کرسکتے ہین۔ بخلاف اونکے اگلے دو دیوان کے جوجملہ اشعار ایک ہی رنگ مین ڈوبے ہوئے ہین نعتیہ کلام نے اونکے رہوار شوق پر تازیانے کا کام کیا اور عشق رسول کا رنگ ایسا چڑہا کہ زیارت روضۂ اطہر کے تمنا مین وارفتہ ہوگئے۔ اونکے نعتیہ اشعار رسمی یا تقلیدی نہین بلکہ بیتابئ عشق اور طلب صادق کے جذبات سے لبریز ہین جو مشتاقان سخن کے دلپر نشتر کا کام کرتے ہین غرض ایک قلیل مدت کے بعد وہ بڑے ارمان سے عازم بیت اللہ ہوے اور پہر روضۂ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوے۔ اثنائے

سفر مین بہت سے اشعار لکھے ہین جسمین اونکے جذبات صادق کا اظہار ہے۔ بارگاہِ نبوی مین کمال سوز و گداز کیساتھ نعتیہ اشعار پڑہکر اپنی رقت قلب کا اظہار کئے ہین جو اس مجموعہ مین سب کے سب درج ہین دیباچے مین اوسکی گنجایش نہین ایک سفرنامہ بہی مرتب ہوکر شایع ہوچکا ہے جو سفر حجاز کے نام سے موسوم ہے - ۹ ماہ کے سفر کے بعد وطن کو مراجعت فرمائے اونکو تو یہ خیال تھا کہ اپنا دلی مقصد پورا ہونیکے بعد دل کو سکون حاصل ہوگا مگر برخلاف اوسکے اونکے جذبات کو چہیڑ ہوگئی آتش عشق بھڑک اوٹھی رشتہ صبر ہاتھ سے جاتا رہا اور تادم مرگ یہ پشیمانی تہی کہ جوار رسول سے کیون جُدا ہوا اوسی قلق نے اونکو دوبارہ اس مقدس سفر پر آمادہ کیا - مگر افسوس کہ اونکی تمنا پوری نہوی اور حسرت اپنے ساتھ لیگئے کیونکہ اونکا مزاج سخت علیل ہوگیا بارہا شوق نے آمادہ کیا - مگر امراض جسمانی نے باز رکہا - اظہار بیتابی اور دوبارہ شوق زیارت مین جو اشعار لکھے گئے ہین وہ قابل دید ہین جنکے ملاحظہ سے ایک سچا مومن تڑپے بغیر نہین رہ سکتا منجملہ اون کے چند اشعار حسب ذیل ہین ؎

خدا کے واسطے اب اے اجل اتنی نہ جلدی کر　　مدینے کی دوبارہ حسرت دیدار باقی ہے

؎

دوبارہ جاکے جب پہنچون مدینہ　　کرونگا نالہ و فریاد کیا کیا

؎

بلوالو پہر دوبارہ مدینے مین یا نبیؐ　　ارمان بہت یہ بادشہ خستہ جانکے ہین

؎

ہم مدینہ تو گئے لیکن نہ اوسجا مر سکے　　ہائے کیا پایا تھا ہم نے ہم کیا جاتا رہا

؎

ملک یثرب مین مجھے آئے اگر خواب اجل　　مین کرونگا ناز اپنے طالع بیدار پر

؎

ضعیفی مین اے بادشہ غم یہی ہے　　رہا مین نہ یثرب کو جانے کے قابل

؎

ہر آن تیرے شوق زیارت مین یا نبی — سیماب کے طرح ہے مرا بیقرار دل

ھ

دوبارہ دیکھہ لون آنکھون سے مین روضہ پیمبر کا — کوئی ارمان نہین دین یہی ارمان باقی ہو

ھ

مین مدینہ جاکے آیا مرا مدعا نہ پایا — نہ تھے یہ نصیب میرے کہ وہان مزار ہوتا

ھ

مجھے ہو یقین او سدم ترے در پہ ہو رسائی — مری زیست کا اگر کچھ مجھے اعتبار ہوتا

ان اشعار سے اونکے دل اضطراب اور حسرت کا اندازہ کر سکتے ہین پیشتر اونکو اپنا کلام ترتیب دینے کا خیال نہتھا اور نہ چندان اوسکی حفاظت کیگئی چیدہ چیدہ کاغذون پر لکھا ہوا کلام کبھی کسی کاغذی بکس مین ڈالدیتے اور کبھی اوسکو یون ہی چھوڑ دیتے جو گم ہو جاتا۔ غرض اونکا بہت سا کلام تلف ہوگیا باقیماندہ کو ۱۹۰۵ء مین ترتیب دینے کا خیال پیدا ہوا۔ اپنے منتشر کلام کو باقاعدہ دفتر مین انھون نے درج کرنا شروع کیا۔ دیباچہ بھی لکھا گیا نام بھی تجویز ہوا **گلزار بادشاہ** انہین کا تجویز کیا ہوا نام ہے۔ جو سر ورق پر لکھا گیا ہے کچھ پانچ صفحے لکھے گئے کہ سفر حج درپیش ہوا جس سے ترتیب دیوان کا کام ملتوی ہوگیا دوبارہ بعد زیارت روضۂ مبارک پھر اسکی ترتیب مین مصروف ہوے اور اسکا دوسرا دیباچہ بھی لکھا گیا مگر دو چار صفحے لکھنے نہ پائے کہ ضعف بصر مین مبتلا ہوگئے اوسکے بعد قلیل عرصہ مین راہی عقبیٰ ہوئے۔ کام پورا ہونا تھا نہوا جون کا تون رہگیا اونکے لکھے ہوے ہر دو دیباچے درج کئے گئے ہین بعد اونکے انتقال کے جناب خطیب محمد عبد الرشید صاحب نے بمصداق اس شعر کے ع

اگر پدر نتواند پسر تمام کند۔ اس کام کو اپنے ہاتھ مین لیا۔ یہ مرحوم کے لائق اور اکلوتے فرزند ہین۔ جو انوار سعادت سے بہرہ ور ہونے کے علاوہ لیاقت اور فراست مین بھی مرحوم کے سچے جانشین ثابت ہوئے اونہون نے صرف اونکے محفوظ کلام کو ترتیب نہین دیا بلکہ غیر محفوظ کلام کو بھی فراہم کرنے مین جو جانفشانی اون سے ظہور پذیر ہوی وہ مستحق داد اور سزاوار تحسین ہے انہون نے

مکان کا گوشہ گوشہ چھان ڈالا۔ اور کتب خانے کے ہر ہر کتاب کی ورق گردانی کیگئی جس سے بہت سا کلام برآمد ہوا تجارتی کوٹھی کے ردی کاغذون کا انبار بھی اونکے ہاتھ سے نہ بچا اور وہان سے بہی کچھ کلام دستیاب ہوا علاوہ اوسکے پریس کتب اخبارات ماہواری رسالون سے بھی کچھ کلام ملا جو اونکے پاس موجود نہ تھا شعرا اور مرحوم کے احباب سے بہی کچھ کلام فراہم کرنے مین کوتاہی نہ کیگئی۔ بیرونجات کے احباب سے بذریعہ خطوط کچھ کلام منگایا گیا غرض کامل ایک سال تک کوئی کوشش ایسی نہتھی جو باقی رکھی گئی ہو اون کے تائب ہونیسے پہلے کا عشقیہ کلام بالکل محفوظ نہتھا بڑی تجسس کے بعد صرف دو غزلین دستیاب ہوئین۔ جو درج رسالہ کی گئین۔ نثر مضامین سے صرف چار مضمون ملے جس مین دو مضمون تو محفوظ تھے اور دو رسالہ ترقی تجارت مدراس سے نقل کئے گئے۔ الحمد للہ

کہ اون کے لائق فرزند کی محنت ٹہکانے لگی جو مرحوم کے روح کی خوشنودی کا باعث

ہے بیشک سعادتمند فرزندون سے یہی امید رکھنی چاہیئے ع این کار از تو

آید و مردان چنین کنند۔ ناظرین سے التجا ہے کہ اس رسالے

سے مستفید ہونیکے بعد مصنف مرحوم کو دعائے

خیر سے یاد فرمائین

دیباچہ از مصنف

افسر فرق سخن ہے حمد خلاق جہان　　لمعہ حسن بیان نعت رسول انس و جان

بھیجیے روح پیمبر پر درود ای بادشاہ　　روز و شب ہر ایک ساعت ہر زمان ہر ایک آن

امابعد بندۂ ہیچمدان کج مج بیان خاکسار خطیب قادر بادشاہ متخلص بہ بادشاہ ارباب سخن کی حذمت مین عرض رسا ہے قبل اسکے کہ مین اس نسخے کی وجہ تصنیف بیان کردن مناسب سمجھتا ہون کہ کچھ اپنے حالات مجملاً قلمبند کرون اگرچہ اس سے موجودہ ناظرین کیلیئے کوئی فائدہ منظور نہین بلکہ بعض لوگ اسکو خودستائی اور تعلی پر محمول فرمائینگے مگر مین انکو یقین دلاتا ہون کہ ہرگز ہرگز میرا یہ منشا نہین بلکہ آئندہ آنیوالی نسلین اس سے مستفید ہونیکی امید نے مجھے اسکے تحریر پر مجبور کیا ورنہ اسکی کوئی ضرورت نہ تھی میرا اور میرے آبا و اجداد کا وطن وانمباڑی ہے جو قلمرو مدراس کے ضلع سلیم کی ایک بستی ہے جسکی آبادی از روئے مردم شماری سرکار ۱۹۰۱ء سولہ ہزار ہے میرے حقیقی چھوٹے برادر مولوی احمد حسین صاحب یم۔اے۔بی۔یل فی زماننا اعلیحضرت نظام دکن خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کے سرکار مین معتمد پیشی کے معزز عہدہ پر تین (۳۰۰) ہزار روپیہ کے تنخواہ سے مامور ہین سرکار نظام سے اونکے تعلق کی مدت تا الی الآن تقریباً ۱۸-اٹھارہ سال ہے اسکے آگے دو ڈھائی سال تک برادر موصوف گورنمنٹ انگریزی مین ڈپٹی کلکٹر و مجسٹریٹ کے خدمت سے ممتاز تھے غرض اپنی خداداد ذہانت و لیاقت سے انکا اس اعلیٰ درجہ پر فائز ہونا نہ فقط میرے لئے بلکہ میرے تمام اہل وطن کیلیے باعث فخر ہے تحصیل زبانِ انگریزی مین انھون نے جو کچھ محنت کی اوسکا عمدہ ثمرہ انکو حاصل ہوا۔میرے آبا و اجداد کا پیشہ خطابت و قضاوت اور تعلیم و تدریس تھا میرے والد ماجد حضرت خطیب حاجی محمد قاسم صاحب مدظلہ العالی نے اس پیشہ سے قطع تعلق کرکے تجارت پارچہ آغاز کی۔مدراس مین گرنگ گلی مشہور ہے جسمین ہزارون لاکھون روپیونکی تجارت پارچہ ہوتی ہے اسکے بانی مبانی میرے والد بزرگوار ہین یعنے انھون نے ۱۸۵۸ء مین پہلے وہان تجارتی کوٹھی قایم کی اگر اس مقام کی تجارت کو مثل عمارت فرض کیجیے تو اسکا بنیادی پتھر گویا میرے والد ماجد کا رکھا ہوا ہے اونکا

ظل حیات میرے سر پر ہنوز قایم ہے خدا کرے کہ تا دم زیست یون ہی قایم رہے عمر انکی اسی سال سے متجاوز ہے خاصکر تجارتی ابواب مین جو مہارت اور تجربہ اونکو حاصل ہے اسکے تمام خاص وعام معترف ہین مین بھی ابتدائے عمر سے تجارت کیطرف مائل رہا شہر مدراس مین جناب ساہوکار الحاج قادر محی الدین صاحب مرحوم کے پارچہ کے کوٹھی مین چند سال تک شریک رہا بعد اسکے ساہوکار موصوف اپنے جلیل القدر خسر ملک التجار الحاج محمد بادشاہ صاحب مرحوم کے طرف سے کڑپہ مین خریدی نیل کے ایجنٹ مقرر کئے گئے اور مجھے بھی کڑپہ کو ہمراہ لیگئے ہر سال دس بارہ لاکھ روپیون کی نیل وہان خرید کیجاتی تھی غرض ساہوکار ممدوح کے تمام داد وستد اور کاروبار کا مین ہی معتمد تہا جو کچھ اونسے بطور کمیشن سالانہ ملا کرتا تھا وہی میرا ذریعہ معاش تہا تخمینا تیس سال تک مین اس کام پر مامور رہا مجھہ پر ساہوکار ممدوح کی نہایت درجہ کی شفقت تہی اور وہ میرے بڑے محسن تھے اونکے عمر کے اخیر حصہ مین تجارت نیل مین بالکل کاشگی آگئی اسلیئے اُن سے قطع تعلق کر کے پھر مدراس کے اسی گڈنگ گلی مین جسجگہ میرے والد ماجد نے تجارت پارچہ کی ابتدا کی تھی مین نے ۱۸۹۷ء مین مختصر پیمانہ پر ایک کوٹھی تجارت پارچہ کی اپنے نام سے کھولی ہے تقریبا آٹھ سال سے کاروبار اسکا جاری ہے یون تو میرے متعدد اولاد کمسنی مین قضا کر گئے مگر انمین میری ایک اٹھارہ سال کی دختر عین عالم شباب مین بعارضہ طاعون انتقال کی جسکا داغ مفارقت میرے دل پر تا دم مرگ باقی رہیگا دختر مذکور کے وفات کا قطعہ تاریخ اس نسخہ مین درج ہے فی الحال میرے دو اولاد ہین ایک میری بڑی دختر جسکی شادی جناب ملک التجار الحاج محمد بادشاہ صاحب مرحوم کے فرزند محمد عبد القدوس بادشاہ صاحب سے ۱۳۱۳ ہجری ماہ ذیحجہ مین ہوی تھی خدا کے فضل و کرم سے اوسکے اولاد بھی ہین اور ایک میرا فرزند جس کا نام برخوردار خطیب محمد عبد الرشید ہے جسکی شادی مین نے سال گزشتہ کر دی تھی مادہ تاریخ نکاح خطیب عبد الرشید ہے علاوہ اردو اور فارسی کے انگریزی مین مٹرکیولیشن کے درجہ کی لیاقت رکھتا ہے اور اسی تجارتی کوٹھی کے کاروبار مین مصروف ہے جسکا ذکر ہو چکا۔ ناظرین سے امید ہے کہ مجھے اور میرے اولاد کو دعائے خیر سے محروم نفرمائینگے۔ تجارت پارچہ آغاز کرنے کے ایام مین میرے والد ماجد ایک عرصہ دراز تک معہ اہل وعیال مدراس مین اقامت گزین تھے اسلیئے میرا اور میرے برادر مرحوم مغفور کے عمر کا بڑا حصہ مدراس مین منقضی ہوا ہم دونون کی تعلیم و تربیت اسی مقام مین ہوی یون تو عالم طفلی مین متعدد استادون سے مین نے سبق لیا تھا

مگر خاصکر جن سے فارسی درسی کتب مین نے طے کئے اور جن سے فن انشا مین نے حاصل کیا اونکا اسم گرامی حضرت
مولنٰنا مولوی سید مرتضیٰ صاحب نور اللہ مرقدہٗ ہے حضرت ممدوح نواب کرناٹک کے مدرسۂ اعظم مین مشاہیر اساتذہ سے
تھے اور اونکو اعلیٰ درجہ کا فضل و کمال اور تبحر و استعداد خدا نے عنایت کی تھی مین نے بتاریخ ۵ ذیحجہ سنہ ۱۳۲۲ ہجری
حضرت سیدنا شاہ محمد امین الدین حسینی چشتی القادری المعروف بہ حضرت صاحبو صاحب مدظلہ العالی ساکن مدم پٹی متصل
ترپاتور سے سلسلۂ قادریہ مین بیعت کی چونکہ حضرت ممدوح کے والد امجد سے میرے والد نے بھی بیعت کی تھی اور
اکثر میرے اجدادی بزرگونکا سلسلۂ بیعت اونکے ہی خاندان مین مدت مدید سے جاری ہے علاوہ اوسکے
حضرت ممدوح کو مین نے علوم باطنی مین یگانہ پایا اونکے ارشاد و ہدایت مین کوئی امر خلاف شریعت نظر نہ آیا اسلیے
میرے دل نے اس شرف سے محروم رہنا نہ چاہا۔ میری عمر فی الحال باون سال کی ہے افسوس کہ مین نے اپنے گران مایہ
عمر کی کچھ قدر نہ کی نہ مجھہ سے احکام الٰہی کی پوری تعمیل ہوی نہ مین نے اپنے قوم کی فلاح کے قدمے درمے کوئی تائید کی
بالکل میری عمر اس شعر کے مصداق رہی ؎

عمر عزیز ما ہست کہ بر بادمی رود　　　دانی کہ بر سمند سبکرو سوار کیست

ہان کم سے کم تیس سال سے مجھے شعر و شاعری کا شغلہ ہے اس شغلہ کے طفیل جو نمایان کام ہوا وہ یہی ہے کہ مین نے
یہ تین کتاب تصنیف کئے۔ دیوان بادشاہ۔ یادگار بادشاہ۔ جوہر خیال۔ یہ تین کتاب وقتاً فوقتاً زیور طبع سے
مزین ہوکر شایع ہو گئے۔ علاوہ اسکے بعض بعض اوقات میرے قومی مفید مضامین اور تاریخین بعض شمالی ہند کے
اخبارات۔ کرزن گزٹ۔ وکیل۔ وطن مین اور جنوبی ہند کے اخبارات مخبر دکن۔ نیر آصفی تحفۂ قیصری شمس الاخبار
مین طبع ہوا کرتے تھے اب یہ چوتھی تصنیف ہے جسکو مین ناظرین باتمکین کی خدمت مین پیش کرتا ہون اسکا نام مین نے
گلزار بادشاہ رکھا ہے اس نسخے مین ان تمام نظمون کو مین نے فراہم کیا ہے جو بعد طبع یادگار بادشاہ۔
و جوہر خیال موزون کئے گئے تھے اس مین نہ کسی فرضی حسین کے حسن و جمال خط و خال کی داستان ہے۔
نہ کسی کے فراق و وصال عشق و عاشقی کا بیان مین نے عرصہ دراز سے عشقیہ اشعار کا لکھنا ترک کردیا ہے بلسان الغیب
خواجہ حافظ شیراز کا یہ شعر میرے مدنظر رہا ؎

چون پیر شدی حافظ از میکدہ بیرون شو　　　رندی و ہوسناکی در عہد شباب اولیٰ

صرف دو ہی امر تھے جو مجھے اس نسخہ کے مرتب کرنے پر مجبور کئے پہلا امر جن دوست احباب کے شادی و غمی کے مین نے تاریخین لکھے ہین چونکہ انکے پاس ان کو اغذ کا محفوظ رہنا دشوار امر ہے اگر کسی واقعہ کا سنہ دریافت کرنا مقصود ہو تو یہ مجموعہ فی الفور انکی ضرورت کو پوری کرسکتا ہے۔ دوسرا امر جن کی طبیعتون مین خدا نے سخن فہمی کا مادہ عطا فرمایا ہے اس مجموعہ کا کوئی ایک شعر یا کوئی ایک مصرع یا کوئی لفظ انکے پسند آجائے تو میری محنت ٹھکانے لگی ہونے کیلئے کافی ہے یہی وجہ تصنیف ہے اور بس

قبح کے دیکھنے والے تو بہت ہین اے یار | پر یہان حسن شناسانِ سخن تھوڑے ہین

دیباچہ دوم از مصنف

دیباچہ مذکور مین لکھے گئے واقعات کے بعد جو واقعات گزرے ہین وہ یہان درج کئے جاتے ہین بتاریخ ۲۵ آگسٹ ۱۹۰۶ء مجھے سفر حرمین شریفین کا اتفاق ہوا جناب الحاج حکیم محمد عبد العزیز صاحب ساکن مدراس اور انکے ہمراہیون کیساتھ جنکی تعداد ۳۷ تھی مین بھی ہمسفر رہا میرے ہمراہ صرف میرے اہلخانہ اور میرا نسبتی ہمشیرہ زادہ عبد الشکور نامی تھے الحاصل ہم تینونکی شمولیت سے حاجیان حج کی تعداد چالیس ہوگئی حکیم صاحب ممدوح ہم سب کے میر قافلہ تھے مکہ معظمہ مین مدت اقامت پانچ مہینے مدینہ منورہ مین مدت اقامت چالیس روز تھی یہ مبارک سفر نو مہینے کے عرصے مین اختتام پایا یعنے بتاریخ ۵ جون ۱۹۰۷ء ہم سب مع الخیر و العافیہ وارد مدراس ہوے ہین اثنائے سفر مین واقعات سفر قلمبند کرکے بجز دکن نامی اخبار کو بھیجتا رہا وقتاً فوقتاً میرا سفر نامہ اخبار مذکور مین شایع ہوتا تھا جسکو لوگ نہایت شوق اور دلچسپی سے مطالعہ کرتے تھے جسوقت میری اقامت مکہ معظمہ مین تھی میرے والد بزرگوار حضرت خطیب حاجی محمد قاسم صاحب کے انتقال کی خبر کدورت اثر بذریعہ تار مجھے پہنچی جو کچھ صدمہ میرے دل پر گزرا وہ حیطہ تحریر و تقریر سے باہر ہے تمام مقامات متبرکہ مین مین نے اونکے لئے دعائے مغفرت کی اونکے وفات کی مین نے جو تاریخ لکھی اس مجموعہ کے تاریخات وفات کے فصل مین مندرج ہے بعد اختتام سفر حرمین شریفین مدراس سے جب مین اپنے وطن مالوفہ یعنے وانمباڑی پہنچا تکان سفر سے سخت علیل ہوگیا سلسلہ علالت ڈیڑھ ماہ تک جاری رہا شدت مرض نے تمام خویش و اقارب کو میری زیست سے بالکل مایوس کردیا تھا بارے خدا کا فضل شامل حال ہوا مزاج میرا صحت پذیر ہوا مین اپنے پاک پروردگار کا کن الفاظ مین شکریہ ادا کرون کہ اوسنے مجھے نعمت صحت سے سرفراز کیا گویا ازسرنو مجھے زندگی عطا کی۔

اے خدا قربان احسانت شوم | این چہ احسان است قربانت شوم

حمد باریتعالیٰ جلّ شانہ

یہ نظم ایک فاضل بزرگوار کے رسالہ کیلئے بطور تقریظ لکھی گئی تھی مناسب معلوم ہوا کہ اس مجموعہ کا فتح الباب اسی سے ہو

اے خالق عرش و ارض و افلاک ۔ جہت اور مکان سے ہے تو پاک
نزدیک نہین ہے عرش سے تو ۔ دوری نہین اس زمین سے تجھکو
نزدیکی و دوری و مسافت ۔ اجسام کے ہین یہ سارے نسبت
تو جسم ہے عرض ہے نہ جوہر ۔ محدود نہین ہے تو اے داور
بیچون و چرا ہے ذات جیسی ۔ ایسی ہر ایک صفت ہے تیری
ہے ذہن مین کیفیت جو ہر ایک ۔ پاک اس سے تری صفت ہے بیشک
بیشک عالم سے تو جُدا ہے ۔ مفہوم یہی جُدائی کا ہے
یعنے عالم کے جو ہین صفتین ۔ ہرگز ہرگز نہین ہین تجھ مین
تیرے صفتین نہین بعالم ۔ کہتے ہین جدائی اسکو ہی ہم
اجسام کی جیسی ہے جدائی ۔ ہرگز نہین یون جدائی تیری
اجسام کی کیفیت ہر ایک دم ۔ رکھتے ہین جو اپنے ذہن مین ہم
پس ہم جو کرین قیاس اُسپر ۔ بیجا یہ قیاس ہے سراسر
شے کوئی نہ تجھ سے متصل ہے ۔ اور تو نہ کسی سے منفصل ہے
فوق عرش برین بھی ہے تو ۔ ہے قریب بھی بندگون سے تجھکو
اس فوق کی قُرب کی حقیقت ۔ ہمکو نہین جاننے کی طاقت
تو ہی بھید اس کا جانتا ہے ۔ انسان کا حوصلہ ہی کیا ہے
جیسا تیری ذات کو ہے لائق ۔ تیری ہر ایک صفت ہے خالق
یارب تو کرم سے اپنے یکسر ۔ توفیق ایسی ہمین عطا کر

تیرے ذات وصفت کی دایم — تنزیہ ہر یک طرح کرین ہم

افزون ہو ہمارا فہم وادراک — ہر حال مین اعتقاد ہو پاک

ایمان سے ہو خاتمہ ہمارا — ہے اس سے بھی بڑھکے مدعا کیا

ایمان رہے جب ہمارا محکم — ہر طرح سے خوش نصیب ہین ہم

کر ختم سخن اے بادشہ اب
جو کچھ تھا ادا ہوا ہے مطلب

تاج فرق سخن ہے حمد خدا — لذت ہر دہن ہے حمد خدا

عرش وکرسی وآسمان وزمین — اختر وآفتاب وماہ مبین

حور وغلمان ودیو جن وبشر — گوہر ولعل وبحر ونخل وحجر

تر زبان سب ہین حمد مین اسکے — دو جہان سب ہین حمد مین اسکے

ذرہ ذرہ اسی کے حمد مین ہے — پتا پتا اسی کے حمد مین ہے

ہو ادا کس سے کس کی طاقت ہے — بے نہایت ہے بے نہایت ہے

نعت بھی حمد سے نہین کچھ کم — راحت جان ہے ذکر شاہ امم

مثل اسکے جہان مین کون ہوا — نہوا ایسا پھر نہ ہووےگا

جتنے دنیا مین انبیا آئے — جتنے حق سے وہ مرتبے پائے

ذات اقدس وہ سبکی جامع تھی — نور فیض خدا سے لامع تھی

دین اسکا تھا ناسخ ادیان — اسکے تابع ازل سے کون ومکان

روح پر اسکے ہو صلوٰۃ وسلام
آل واصحاب پر بھی اسکے مدام

یہ غزل قومی مشاعرۂ اردو سوسائٹی کیلئے لکھی گئی اور رسالۂ ترقی تجارت مدراس مین طبع ہوی

مصرع طرح - ”اگر کچھ ہے تو اکدن قوم کے مٹنے کا سامان ہے“

تری توحید و یکتائی الٰہی تجھکو شایان ہے
ترے توصیف کا ہمکو نہ یارا ہے نہ امکان ہے
تو واجب اور ہم ممکن تو باقی اور ہم فانی
مبرّا تو ہے سب عیبون سے ہم مین عیب نقصان ہے
نہ تو ہے منفصل ہم سے نہ ہم ہین متصل تجھ سے
ہے اعلیٰ تیری ہستی تیری برتر عزت و شان ہے
ترے قہر و غضب سے کوئی ہرگز بچ نہین سکتا
ہے احسان جسپہ تیرا اُسپہ کُل عالم کا احسان ہے
نہ جوہر ہے عرض ہے تو نہ ہے جہت و مکان تجھکو
عیان ہے سب پہ تو لیکن نہ تجھسے کوئی پنہان ہے
نہ تو ہمسر کسیکا ہے نہ کوئی مثل ہے تیرا
ترے دریائے وحدت کا نہ ساحل ہے نہ پایان ہے
ہے تو ہی اول و آخر ہے تو ہی ظاہر و باطن
یہی فرمان ہے تیرا یہی بس اپنا ایمان ہے
تری عظمت تری قدرت تری حکمت تری صنعت
وہ وسعت رکھتی ہے جس سے ہماری عقل حیران ہے
فرشتے پا نہین سکتے ہین کنہ ذات جب تیری
ہے دعویٰ جسکو دانائی کا اسکا سخت نادان ہے
پیمبر تیرا سچا دین سچا اور تو سچا
ترے احکام سچے اور سچا تیرا قرآن ہے

عوض قومی غزل کے حمد لکھی **بادشہ** تو نے
سمند خامہ تیرا اسلیئے یون آج جولان ہے

یہ غزل مشاعرۂ مدراس کیلیئے لکھی گئی اور گلدستۂ "خورشید" مدراس مین طبع ہوی

مصرع طرح "مثل خورشید چمکتی ہوی پیشانی ہے"

ذات حق باقی ہے سب اسکے سوا فانی ہے
فانی چیزون سے محبت ہو یہ نادانی ہے
مبتلا عشق مجازی مین رہوگے کب تک
لذت عشق حقیقی بھی تو کچھ پانی ہے
دست و پا لاکھ ہلائین بھی تو کیا ہوتا ہے
بات پیشانی کی جو ہے وہی پیش آنی ہے
خودپسند آئینہ سے تیرے ہوا ہے عالم
عقل پر تیرے سکندر مجھے حیرانی ہے
خوب تھا کھینچتے اعمال کی میرے تصویر
بات یہ مانی و بہزاد نے کب مانی ہے
جیسا بے مثل ہر یک وصف مین تو ہے یا رب
انکساری ترے بندون کی بھی لاثانی ہے
دام صیاد نے چھوڑا نہ کسی بلبل کو
چشم نرگس کی یہ بے سود نگہبانی ہے

سجدۂ خالق بیچون کی یہ دیکھی تاثیر — مثل خورشید چمکتی ہوئی پیشانی ہے

حمد ہو نعت ہو یا کوئی نصیحت ہو رقم
بادشہ کی نہ کوئی اور سخندانی ہے

یہ غزل مشاعرۂ مدراس کیلیئے لکھی گئی اور گلدستۂ "خورشید" مدراس مین طبع ہوئی

مصرع طرح "ہر یک ذرہ مین جلوہ ہے ترے نیرنگ قدرت کا"

پہلا پھولا نہ کیون گلشن ہے دنیا کی خلقت کا — ہر یک ذرہ مین جلوہ ہے ترے نیرنگ قدرت کا

ہر یک پتا چمن کا گویا دفتر ہے حقیقت کا — ہر یک ذرہ مین جلوہ ہے ترے نیرنگ قدرت کا

اشارہ ہے یہی ہر دم میری چشم بصیرت کا — ہر یک ذرہ مین جلوہ ہے ترے نیرنگ قدرت کا

تماشا کیون نہ دیکھین عالم کثرت مین وحدت کا — ہر یک ذرہ مین جلوہ ہے ترے نیرنگ قدرت کا

وہ کیا جانے نہین ہے ماتوہ جسکو فرصت کا — ہر یک ذرہ مین جلوہ ہے ترے نیرنگ قدرت کا

محل ہے یہ تعجب کا نہ موقع ہے یہ حیرت کا — ہر یک ذرہ مین جلوہ ہے ترے نیرنگ قدرت کا

مہندسِ فطرت کے قلم نے لوح دل پر لکھدیا مصرع — ہر یک ذرہ مین جلوہ ہے ترے نیرنگ قدرت کا

زبان بادشہ اور حمد تیری اس سے ثابت ہے
ہر یک ذرہ مین جلوہ ہے ترے نیرنگ قدرت کا

یہ غزل میدانِ عرفات کی تعریف مین لکھی گئی اور "خبار بحر دکن" مدراس مین شائع ہوئی

نہ پوچھو ہے یہ کیا میدان عرفات — ہے دربارِ خدا میدانِ عرفات

فراہم آج ہین لاکھوں مسلمان — زہے عالم خوشا میدانِ عرفات

گدا و شاہ سب یک رنگ مین ہین — ہے کیا حیرت فزا میدانِ عرفات

خدا کے رب خدائی کا تماشا — ہے کیا دکھلا رہا میدانِ عرفات

کہان ہین منکرین حشر آئین — ادہر دیکھین ذرا میدانِ عرفات

صدا لبیک کی پہنچا رہا ہے — زمین سے تا سما میدانِ عرفات

عنادل ہم ہین نغمہ اپنا لبیک
چمن ہے دین کا میدان عرفات

مقدر کھینچ لایا ہے وگرنہ
کجا ہم اور کجا میدان عرفات

تو وہ بارعب منظر ہے جہان کا
نہین ثانی ترا میدان عرفات

طفیل حج تجھے اللہ اکبر
عجب رتبہ ملا میدان عرفات

ملایا آدم و حوا کو حق نے
اسی جا پر بجا میدان عرفات

زمین پر تیرے ہی ایک روز ہوگا
عیان روز جزا میدان عرفات

تمنا دل سے کیونکر بادشہ کے
یہ خوش منظر ترا میدان عرفات

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

نہین جز نعت نبی لطف ہے گویائی کا
سب سے بہتر ہے یہ موقع سخن آرائی کا

دیکھے عالم جو ترے روضے کے زیبائی کا
عمر بھر دل رہے حیرت مین تماشائی کا

غافلو عشق پیمبر کو سمجھتے کیا ہو
پہلا زینہ ہے یہی حق کی شناسائی کا

آنکھ سے دیکھ لیا روضۂ حضرت مین نے
مدعا ہوگیا حاصل مری بینائی کا

پھر مدینہ مین دوبارہ مجھے بلوا لیجے
یا نبی اب نہین یارا ہے شکیبائی کا

عشق لیلی ہے وہان عشق پیمبر ہے یہان
قیس کس طرح ہو ہمسر ترے سودائی کا

سجدہ گر غیر خدا کیلیے ہوتا جائز
فخر کرتا مین ترے در پہ جبین سائی کا

رشک ہر وقت کیا کرتی تھین نسوان قریش
تھا مقام ان مین [illegible] کے شرف دائی کا

حشر تک عشق پیمبر ہے رفیق دل و جان
گور مین بھی مجھے کچھ غم نہین تنہائی کا

ہو گئی توحید پہ ظاہر سے غالب تثلیث
ادعا ہے یہ غلط مذہب عیسائی کا

مین ہون مداح نبی مجھ سے نہ پوچھو گرچہ
معتقد تب سے ہون آپ کی یکتائی کا

شاعرو تم کو ان اشعار سے کیا نفع ملے
عشق فرضی میں نہیں نام مسیحائی کا

بادشہ شرع میں تم کلمۂ طیب پڑھ لو
کبھو نہ بیٹھو کہیں تا قابو ہے یہ دانائی کا

یہ غزل گلدستۂ "عروج خیال" مدراس کیلیئے لکھی گئی

مصرع طرح یا نبی تیرے کوچے میں جاکے گلستان ہوگیا

رنگ نعت مصطفی جسدم نمایاں ہوگیا
ہر سخن میرا گل گلزار رضواں ہوگیا

تیرے غم میں جو شاں ہر گریباں ہوگیا
راہ لیا سرسبز کا باغ ایمان ہوگیا

شوق دیدار حبیب رقم کرنے لگو
صفحۂ قرطاس میرا نرگستان ہوگیا

دیکھکر شان آنحضرت الحج رب بول
یا نبی کوچے میں جاکے گلستان ہوگیا

کیسے مسیحائی ہے تیری مردہ دل کو زندگی
آب زمزم مجھکو گویا آب حیوان ہوگیا

دولت دین ہی نے دی وہ قدر و منزلت
دہر میں ہر مو پہ سکش سامان ہوگیا

نور آسمان میں کیا خلاق نے پیدا تجھے
اشرف المخلوق جب سے نام انسان ہوگیا

بجھ گئے نار جہنم سے مریضان فراق
سوز الفت تیرا ان کے حق میں درماں ہوگیا

فتح گویا ہو گئی سب دشمنان دین پر
نفس سرکش پر اگر غالب مسلمان ہوگیا

مہر کے آگے نہیں جسطرح انجم کی ضیا
رتبہ یوں اگلے کتب کا پیش قرآن ہوگیا

میں جو سلطان رسل کے در کا ہوں ادنی گدا
بادشہ میرا تخلص مجھکو شایاں ہوگیا

یہ غزل مشاعرہ وانمباڑی کے لیے لکھی گئی

مصرع طرح "ہے مرا مرغ نظر پروانہ شمع طور کا"

یا نبی جلوہ دکھا دو عارض پر نور کا
بھول جائیں حضرت موسیٰ بھی عالم طور کا

عاصیو درماں کرو تم جرم کے ناسور کا
صبح یثرب میں ہے عالم مرہم کافور کا

وصف لکھتا ہون نبی کے حسن کا مین کیا عجب
دائرہ ہر حرف کا حلقہ ہو چشم حور کا

سارے ہشیار ون کو قربان کیجیے اس مست پر
کیا مقدر ہے تمہارے عشق کے مخمور کا

شوق یثرب اور ہے خوف سفر کچھ اور ہے
شہد کے طالب کو بیجا ہے خطر زنبور کا

راز اس کا حق ہی جانے حق مگر کہتے ہین ہم
شہرہ دنیا مین ہے نفخ صور تک منصور کا

کیا مصفیٰ مسجد نبوی ہے جسکے وصف کو
آئینہ کاغذ ہو خامہ چاہیے بلور کا

جب شفاعت کی تمہاری دہوم محشر مین مچے
کیون نہ دل اچھلے خوشی سے خاطر رنجور کا

شاعر و للّٰہ فرضی عشق بازی چھوڑ دو
مین موافق ہو نہین سکتا ہون اس دستور کا

عشق جو سچا ہے مثل روز روشن ہے عیان
عشق فرضی تو نمونہ ہے شب دیجور کا

دل ہے میرا عندلیب گلشن توحید حق
ہے مرا مرغ نظر پروانہ شمع طور کا

بعد بیہوشی کے موسیٰ نے زبان سے یہ کہا
ہے مرا مرغ نظر پروانہ شمع طور کا

آستان مصطفےٰ کا ہون گدا ای **بادشاہ**
سیر آگے کیا ہے رتبہ قیصر و فغفور کا

یہ غزل گلدستہ عروج خیال" مدراس کیلیے لکھی گئی

مصرع طرح " علاج درد دل تم سے مسیحا ہو نہین سکتا "

کسی سے وصف شاہ انبیا کا ہو نہین سکتا
کبھی قطرہ کے منہہ سے وصف دریا ہو نہین سکتا

مریض عشق احمد ہون معالج سے یہ کہہ دونگا
علاج درد دل تمسے مسیحا ہو نہین سکتا

رخ حضرت سے اے شمس و قمر تشبیہ کیونکر دون
کرو تم لاکھ بھی منت یہ اصلا ہو نہین سکتا

تن اقدس پہ زیبا خلعت ختم رسالت ہے
قسم حق کی قیامت تک کبھی تم سا ہو نہین سکتا

تمہارے قدر و عزت کا مدارج کا مراتب کا
بجز اللّٰہ کے کوئی شناسا ہو نہین سکتا

یہان محبوب حق ہے اور وہان سب حور و غلمان ہین
مدینے سے کبھی فردوس اچھا ہو نہین سکتا

ڈرالے خوف کیون ہو واعظو تم روز محشر کا
شفیع المذنبین کیا اپنا ملجا ہو نہین سکتا

بتون پر سب فدا ہین ہم فدا اپنے پیمبر پر
کسی کا میرے دل پر کچھ اجارا ہو نہین سکتا

نبی کے عاشقون سے قیس ہمسر ہو یہ بیجا ہے
خزانہ پردہ تھا دل مین وہ یکتا ہو نہین سکتا

ملا دے خاک میری بعد مردن خاکِ طیبہ سے
صبا کیا تجھ سے اتنا کام میرا ہو نہین سکتا

ہے انکی یک نگاہِ لطف کافی بادشہ تجھکو
جو ادنیٰ امتی ہون کیا مین اعلیٰ ہو نہین سکتا

یہ غزل مشاعرۂ مدراس کیلیئے لکھی گئی اور گلدستہ خورشید مدراس مین طبع ہوی

مصرع طرح "بیگانہ سب سے ہے جو ترا آشنا ہوا"

مجھ سے رقم جو وصف شہ انبیا ہوا
ہر ایک حرف قابل عرش علیٰ ہوا

پرتو فگن جو عشق حبیب خدا ہوا
دل میرا گویا آئینہ حق نما ہوا

ہین دل سے آستانِ نبی کا گدا ہوا
نام اپنا بادشہ جو ہوا کیا بجا ہوا

جامع ہے تو جمیع فضائل کا یا نبی
تجھسا نہ دوسرا مین کوئی دوسرا ہوا

تیری نظر نے کر دیا ذرہ کو آفتاب
قطرہ ترے کرم سے دُرِ بے بہا ہوا

تیرے سحاب فیض و ہدایت کا طفیل
توحید کا ہے باغ جو پھولا پھلا ہوا

کرتا ہے قصد بلدۂ طیبہ جو میرا دل
رہتا ہے شوق دو قدم آگے بڑھا ہوا

نہ ہی خبر ہے مجھکو نہ غیرونکا ہے خیال
بیگانہ سب سے ہے جو ترا آشنا ہوا

بخشین خدا ہین جاؤنگا محشر مین **بادشاہ**
نعتِ نبی کا ہاتھ مین دفتر لیا ہوا

مندرجۂ ذیل غزلین گلدستہ عروج خیال" مدراس کیلیئے لکھی گئین

مصرع طرح "ایک دل ہمدم مرے پہلو سے کیا جاتا رہا"

ہجر احمد مین نہ پوچھو مجھ سے کیا جاتا رہا
صبر و استقلال کا بھی حوصلہ جاتا رہا

وائے ناکامی پڑے ہین ہند مین مایوس ہم
سوئے طیبہ قافلہ پر قافلہ جاتا رہا

عشق احمد نے مٹایا دل سے میرے عشق غیر
آشنا قایم رہا نا آشنا جاتا رہا

لیگیا وہ ساتھ اپنے راحت و صبر و قرار
ایک دل ہمدم میرے پہلو سے کیا جاتا رہا

نکہت مشک و گلاب اس راہ سے آتی رہی
جس گلی جس رہ سے شاہ انبیا جاتا رہا

ہم مدینہ تو گئے لیکن نہ اس جا مر مٹے
ہائے کیا پایا تہا ہم نے ہم سے کیا جاتا رہا

لطف شوق دید مین ہے آنکھ میری مبتلا
دیکھنا روضہ کا وہ صبح و مسا جاتا رہا

شرق سے تا غرب جب ڈنکا بجا توحید کا
زور کفر و شرک کا جاتا رہا جاتا رہا

کہتے تھے روح الامین وقت وفات مصطفےٰ
لطف اس دنیا مین آنے کا جو تھا جاتا رہا

جب سے آنکھوں مین سمائی ہے مدینہ کی بہار
شوق اے رضوان تجہے فردوس کا جاتا رہا

ہیچی ہیچی مدح گوئی کا ہے چرچا بادشاہ
اب تو فرضی عشق بازی کا مزا جاتا رہا

مصرع طرح وہ معمور ہو رہا ہے عالم مین نور تیرا

دین متین ہے پہیلا نزدیک و دور تیرا
گویا ہے ایسے پیمبر جا بجا ظہور تیرا

تیری ہدایتوں سے ہے مستفیض ہر یک
معمور ہو رہا ہے عالم مین نور تیرا

کفار و مشرکین سب پچتا ینگے سراسر
جاہ و حشم جو دیکھین روز نشور تیرا

قدرت ہے وہ خدا کی یہ فضل ہے خدا کا
پا ئینگے حسن کیونکر غلمان و حور تیرا

فعلی رضائی قولی سنت کے ہین جو پیرو
لطف و کرم انہین پر ہوگا وفور تیرا

ہین صاف تر مبشر توریت اور انجیل
اور دے گیا ہے بشارت مژدہ زبور تیرا

تو خاتم الرسل ہے سردار دوجہان تھے
رتبہ رقم کرون کیا مین اے حضور تیرا

شیدا نہ ہو جو تیرا مومن وہ کسطرح ہو
رکہتا ہے عشق دل مین ہر یک ضرور تیرا

تہا عرش رب اے موسیٰ معراج گاہ احمد
معراج گہ زمین پر تھا کوہ طور تیرا

دوزخ سے تو چہڑا کر جنت ہمین دکہائے
ہوگا زبس اے دل ناصبور تیرا

ای بادشہ شفیع محشر نبی ہے اپنا
کیا غم ہے گر ہے بیحد جرم و قصور تیرا

مصرع طرح "کسکی گردن کو جھکاتا نہین احسان تیرا"

یا نبی کسکے نہین دل مین ہے ارمان تیرا — کون مدّاح نہین صاحب ایمان تیرا
سرفرازی ہے ہدایت سے ترے عالم کو — کسکی گردن کو جھکاتا نہین احسان تیرا
کون ہون کیا ہون کرون عشق کا دعوی کیونکر — عشق خود رکھتا ہے جب حضرت رحمان تیرا
حمد سے نعت یہی کہتی رہی صبح و مسا — حد نہین میری کوئی اور نہ پایان تیرا
عاصیان حشر مین یون تجھکو پکار اوٹھینگے — ایک وسیلہ ہمین بس دین کے سلطان تیرا
کسرِ شان اسکی ہے کسریٰ سے اگر نسبت دون — فوقیت رکھتا ہے دارا پہ بھی دربان تیرا
وقف سب کچھ ہے یہ تیرے لئے ای عشق نبی — جسم تیرا ہے بجا نقد دل و جان تیرا
کیون سکندر بھی نہ ششدر ہو صفائے رخ سے — آئینہ رہتا ہے ہر آئینہ حیران تیرا
مصر مین کیا اسلئے کھلایا عزیز عالم — نور رکھتا تہا جبین پر مہ کنعان تیرا
نار گلزار بنا کیون نہو ای ابراہیم — نور سے کسکے تھا عارض یہ درخشان تیرا
فخر کرتے ہین رسل ذات معلی پہ ترے — یا نبی تجھہ پہ ہر یک وصف ہے نازان تیرا
بلبل باغ مدینہ ہون مجھے کیا پروا — ہو مبارک تجھے رضوان یہ گلستان تیرا

بادشہ کو نہین کونین مین کچھہ خوف و ہراس
حشر مین ہاتھہ مرا اور ہے دامان تیرا

مصرع طرح "تڑپتا ہے دلِ ناشاد کیا کیا"

مدینے کی ہے مجھکو یاد کیا کیا — تڑپتا ہے دلِ ناشاد کیا کیا
ہے تیری حشر مین امداد کیا کیا — ہوے دوزخ سے ہم آزاد کیا کیا
منادی تونے کی توحید کی جب — مٹایا کفر و الحاد کیا کیا

ہدایت سے ہوا معمور عالم
ضلالت ہوگئی برباد کیا کیا

بہار وحدت حق کا ہے جلوہ
ہے پھولا گلشن ایجاد کیا کیا

لکھا ہے مین نے وصف چشم سرور
ہے استادونکا اسیر صاد کیا کیا

ہزارون سیکڑون ہیت مین تیرے
ہوے اقطاب اور اوتاد کیا کیا

نبوت کسکو ہے جن و ملک مین
معزز ہے یہ آدم زاد کیا کیا

طپان ہون غمزدہ ہون مضطرب ہون
تری فرقت کی ہے بیداد کیا کیا

دوبارہ جاکے جب پہنچون مدینہ
کرونگا نالہ و فریاد کیا کیا

مین مداح نبی ہون بادشہ آج
ملیگی شاعرون سے داد کیا کیا

مصرع طرح ''یہ نہ تھی ہماری قسمت کہ وصال یار ہوتا''

ترے روضہ پر دوبارہ جو مرا قرار ہوتا
مری جان صدقے ہوتی مرا دل نثار ہوتا

مین مدینہ جاکے آیا مرا مدعا نہ پایا
نہ تجھے یہ نصیب میرے کہ وہان مزار ہوتا

تری دید خواب مین بھی نہوی مجھے میسر
مرا بخت خفتہ شاید نہین ہوشیار ہوتا

کیا خاتم الرسالت تجھے خالق جہان نے
تو نبی جہان مین کیونکر کوئی زینہار ہوتا

کبھی آشکار ہوتی نہ خدا کی یہ خدائی
نہ ترا وجود ظاہر اگر آشکار ہوتا

مری آنکھہ کیون نہ سمجھے سے سرمہ جواہر
ترے گور کا میسر جو مجھے غبار ہوتا

مین درود پڑھکے ہردم ترا نام لے رہا ہون
یہ لحاظ مین نہ کرتا تو قصوروار ہوتا

تری ہجر کی مصیبت نہ اگر مجھے ستاتی
کبھی غمزدہ نہ ہوتا نہ تو بیقرار ہوتا

مجھے ہو یقین اسدم ترے در پہ ہو رسائی
مری زیست کا اگر کچھ مجھے اعتبار ہوتا

دم گریہ وصف کرتا جو ترا اے بحر خوبی
مرا اشک قطرہ قطرہ دُر شاہوار ہوتا

تہ رنگ نظر جو پڑتی اے سحاب لطف رحمت
مرا گلشن مقاصد ابھی پربہار ہوتا

نہ رہے اگر وہان تو مجھے خلد ہے بیابان — گُل تر ہر ایک وہان کا مرے حق مین خار ہوتا

یہی فخر **بادشاہ** کو دم بازپرس بس تھا
ترے خادمون مین شاہا جو مرا شمار ہوتا

یہ غزل مجلس مشاعرہ مکہ معظمہ مین پڑہی گئی اور اخبار "مخبر دکن" مدراس مین شایع ہوی

مصرع طرح "لینا تہا دل یہ مجھہ سے ہی خانہ خراب کا"

ہون شیفتہ لقائے رسالت مآب کا — جلوہ ہے داغ دل مین مرے آفتاب کا

یاد آرہا ہے وہ گل عارض جناب کا — آنسو کو میرے آج ہے رتبہ گلاب کا

نشہ ہے مجھکو عشق نبی کے شراب کا — عالم ہے منکرون کے دلو نپر کباب کا

جرم و گناہ میرے بہلا کس حساب مین — مین ہون غلام شافع یوم الحساب کا

نوبت زوال کفر کی پہنچی کہان کہان — ڈنکا بجا ہے دین کے جب رعب و داب کا

سیماب پارہ پارہ ہو غیرت سے کیا عجب — ہجر نبی مین ہے وہ سمان اضطراب کا

ہم کسکے امتی ہین ای دوزخ تو غور کر — وہ اور ہونگے خوف ہو جنکو عذاب کا

شیرین ہوا ہے چاہ انس کا وہ آب شور — ادنی سا یہ اثر تہا نبی کے لعاب کا

افسوس بحر حرص و ہوا مین ہین غرق ہم — ہے زندگی ہماری نمونہ حباب کا

اے نفس بد یہ خوب نہین دل لگی تری — لینا تہا دل یہ مجھہ سے ہی خانہ خراب کا

مکہ مین آئین اور لکھین شوخیہ غزل
ای **بادشاہ** کام نہین یہ ثواب کا

مندرجہ ذیل غزلین گلدستہ "عروج خیال" مدراس کے لئے لکھی گئین

مصرع طرح "حضرت دل ہجر مین کیا رنگ دکھلائینگے آپ"

اللہ اللہ حشر مین کس شان سے آئینگے آپ — رستگاری ہت عاصی کو دلوائینگے آپ

کیسی ہمدردی نوازش کسقدر رحمت یہ ہے — گر نہ ہون ہمراہ یہ جنت مین کب جائینگے آپ

نور کے لیکر طبق وقت ولادت سب ملک
کہتے تھے اس دہر مین تشریف اب لائینگے آپ

خوش نصیبی پر مری کیا اس سے بڑھکر فخر ہو
گرد و بارہ پھر مجھے یثرب مین بلوا ئینگے آپ

جب مدینہ مین تھا بیحد جوش اظہار طرب
حضرت دل ہجر مین کیا رنگ دکھلائینگے آپ

بیگمان حق کی اطاعت ہے اطاعت آپ کی
گویا فرمان الہی ہے جو فرما ئینگے آپ

کسکو تہا معلوم یون ہوگی ضلالت کالعدم
اور یون نور ہدایت اپنا چمکائینگے آپ

یا نبی ہے گلشن فردوس کو میرا اسلام
خاک کو میرے مدینے مین جو پہنچائینگے آپ

رشک رخ سے آپکے خورشید ہوگا زرد رو
پارہ پارہ ہو قمر انگلی جو بتلا ئینگے آپ

جو مصدق آپکے ہین خوش رہینگے حشر مین
جو مکذب ہین وہ دل ہی دل مین پچتائینگے آپ

پاک فرضی عشق سے ہے بادشہ کی شاعری
مجھہ سے ای رنگین مزا جو لطف کیا پائینگے آپ

مصرع طرح منیرے چھلہ مین ہے وہ رشک قمر آجکی رات

شب معراج ہے اے اہل نظر آجکی رات
کسقدر رحمت حق کا ہے اثر آجکی رات

پردہ غیب سے ہر وقت صدا آتی ہے
ہو مبارک تمہے مسافر یہ سفر آجکی رات

کیا کرے سدرہ سے پرواز پر روح امین
ہے پرے عرش کے حضرت کا گزر آجکی رات

سرنگون کیون نہو ون انجم یہی کہتا ہے براق
پشت پر میرے ہے یک رشک قمر آجکی رات

پاک تجلی سے اودہر طور پہ بیخود تھے کلیم
ہم کلامی ہوی خالق سے ادہر آجکی رات

خلق کین خالق عالم نے بہت سی راتین
رکھتی ہے زمین مگر شان دگر آجکی رات

حورین جنت مین فلک پر یہ ملک کہتے ہین
صدقے تم پر مین دل وجان و جگر آجکی رات

قاب قوسین او ادنی کا جو کچھ تہا مفہوم
ہے مکمل اے شہ جن و بشر آجکی رات

نہ ملا ہے کسی مرسل کسی پیغمبر کو
تم نے پایا ہے جو کچھ عز و ظفر آجکی رات

نہ فقط گلشن جنت کا کیا نظارہ
اہل دوزخ کی بھی لی تم نے خبر آجکی رات

بست و ہفتم ہے رجب کی یہ مبارک تاریخ
طاعت حق مین رہین تا بہ سحر آچکی رات

قدر کیا ہوگی صدف کی نہ ہو جب اس مین گہر
صدف ماہِ رجب مین ہے گہر آچکی رات

بادشہ پاؤگے کسطرح جزا کل کے دن
خواب غفلت مین اگر ہوگی بسر آچکی رات

مصرع طرح "اے دل ابھی تو وقت ہے ہمت نہ ہار آج"

کس کا ہے نام ورد زبان بار بار آج
میرا دہن ہے میری زبان پر نثار آج

نعت نبی پہ ہے میرا دارو مدار آج
صلِّ علیٰ کی کیون نہو ہر جا پکار آج

اے طبع دیکھ آج ترا امتحان ہے
اے دل ابھی تو وقت ہے ہمت نہ ہار آج

سینہ ہے میرا ہجر پیمبر سے داغ داغ
کیا خوشنما ہے میرے چمن کی بہار آج

جنت مین بھی کہونگا تری دید بس مجھے
حور و قصور کا مین نہین خواستگار آج

باصدق دل غلام شہ انبیا ہون مین
کیا یہ زمین فلک پہ ہے میرا وقار آج

لکھتا ہون وصف نکہت گیسوئے مصطفےٰ
صدقے مرے سخن پہ ہے مشک تتار آج

امت یہی کہیگی قیامت مین یا نبیؐ
تیرے سوا ہے کون ہمین غمگسار آج

کیا جانون مین کہ کب ہے مدینہ کا پھر سفر
حد سے گزر گیا ہے مرا انتظار آج

تعداد اہل فہم کی لیکن قلیل ہے
شاعر ہین یون جہان مین ہزارون ہزار آج

مداح مصطفےٰ ہون تخلص ہے بادشاہ
غیرون کی مدح سے ہے مجھے ننگ و عار آج

مصرع طرح "نہ رہی رونق بزم شعرا میرے بعد"

شوق دیدار نبی ساتھ رہا میرے بعد
گل نرگس مری تربت پہ کھلا میرے بعد

لطف کچھ مدح نبی کا نہ ملا میرے بعد
نہ رہی رونق بزم شعرا میرے بعد

یا نبیؐ داغ محبت ترا لیجاتا ہون
بس ہے اس شمع کی مرقد مین ضیا میرے بعد

دست و پا میرے گناہونکی گواہی دینگے — یہی دشمن ہین مرے روز جزا میرے بعد
کہا حضرت نے کہ دنیا مین ہون چھوڑا دو چیز — ایک قرآن دگر آلِ عبا میرے بعد
یہی دو چیز تمہارے لیئے ہین حبل متین — یہی دکھلائین تمہین راہِ ہدا میرے بعد
نیک اعمال فقط حشر مین کام آئینگے — ہین عبث قصر و مکان سیم و طلا میرے بعد
خاک کو میرے ذرا خاک مدینہ مین ملا — اتنا احسان کرائے باد صبا میرے بعد
مین اٹھون حشر مین عشاق نبی کے صف مین — یہی کافی ہے میرے حق مین دعا میرے بعد
آہ کس درد سے فرمائینگے محشر مین نبیؐ — میری امت ترا کیا حال ہوا میرے بعد

بادشہ فکر ہے کیا گر نہین اب قدر سخن
خلق کو میرے سخن کا ہے مزا میرے بعد

یہ نظم جلسہ جشن عید المیلاد سنہ ۱۳۳۱ھ کے لئے لکھی گئی —

میلاد مصطفےٰ کی ہے کیا پُر بہار عید — یہ عید وہ ہے جسپہ فدا ہین ہزار عید
یہ عید وہ ہے جس سے ہے اسلام کی بنا — یہ عید وہ ہے جس سے ہوین بیشمار عید
یہ عید وہ ہے جس سے طرب کو بھی ہے طرب — یہ عید وہ ہے فخر دہ روزگار عید
اس عید کے تھے مژدہ رسان اگلے انبیا — بتلاؤ اس سے اور کوئی با وقار عید
اِس عید کی تو دہوم بہت کم ہے ہند مین — ملک عرب مین ہے یہی با افتخار عید
قربان اسپہ کیون نہو عید الضحیٰ مدام — عید الفطر کو کرتی ہے یہ شرمسار عید
توحید پھیلی کفر ہوا جس سے پائمال — یہ عید ہے ہمارے لئے استوار عید
جسدن رسول پاک کا دنیا مین ہو ظہور — اسدن کی کیون منائین نہ ہم شاندار عید
جنبش ہوی عمارت کسریٰ مین یکبیک — کیا بہر کفر تھی یہ تزلزل شعار عید
آتشکدہ مجوس کا فی الفور بجھہ گیا — تھی گویا ابر رحمت پروردگار عید
سب مومنون کی آنکھہ ہے نرگس کیطرح وا — یون تیرا سال بھر سے ہےہین انتظار عید

عینک لگاکے پیرِ فلک مہر و ماہ کی — نظارہ تیرا کرتا ہے لیل و نہار عید
بیشک دل اسکا حب نبی سے بعید ہے — اس عید کو نہ سمجھے اگر دیندار عید
جوش دلی سے آج مناتے ہین ہم خوشی — کل حشر مین ہماری ہے یہ غمگسار عید
کہائین کھلائین دیوین دلائین خوشی کرین — ہم سے بس ان امور کی ہے خواستگار عید
ازروئے شرع کام کوئی ناجواز ہو — کرتی نہین ہے اسکی طلب زینہار عید
حورین جنان مین ارض پہ ہم چرخ پر ملک — کرتے ہین آج تیری خوشی بار بار عید
داریم ما نظر ز خیالات او چہ کار — اکنون ہر آنکہ گفت نیامد بکار عید

ہر وقت لفظ عید زبان پر ہے **بادشاہ**
میری زبان کو کیون نکرے مشکبار عید

یہ نظم بھی اوسی جلسہ کیلئے لکھی گئی

مرحبا آئی ہے عید المیلاد — کیا خوشی لائی ہے عید المیلاد
سرور ہر دو جہان کی تجھہ مین — جلوہ افزائی ہے عید المیلاد
دل مین جنکے ہے نبی کی الفت — تیرا شیدائی ہے عید المیلاد
پائی کس عید نے عزت ایسی — تو نے جو پائی ہے عید المیلاد
جان معمور ہے الفت سے ترے — دل تمنائی ہے عید المیلاد
دیکھکر اپنے طلبگارون کو — آج اترائی ہے عید المیلاد
آج کس شان سے اس جا پہ تری — محفل آرائی ہے عید المیلاد
کھب گئی آج نظر مین سب کے — تیری زیبائی ہے عید المیلاد
خوب اے منتظمین مجلس — تم نے دکھلائی ہے عید المیلاد
نعت مین آج زبان ہر یک کی — وقف گویائی ہے عید المیلاد

بادشہ غل یہی ہر جا ہے بپا

آئی ہے آئی ہے عید المیلاد

یہ نظم جلسہ جشن عید المیلاد ۱۳۳۲ھ کیلئے لکھی گئی

مرحبا خوب ہے عید المیلاد — کیا خوش اسلوب ہے عید المیلاد
امتی ہم ہین حبیب حق کے — ہم کو محبوب ہے عید المیلاد
سچ ہے ہر ایک عید کی ہر ایک کو طلب — ہم کو مطلوب ہے عید المیلاد
یا نبی جسکو ہے الفت تیری — اسکو مرغوب ہے عید المیلاد
جسکو الفت نہین ہان اسکے لئے — سخت معیوب ہے عید المیلاد
ہم اسی کے ہین غلامون کے غلام — جس سے منسوب ہے عید المیلاد
سب پہ غالب ہے تو تجھہ سے ہر عید — آج مغلوب ہے عید المیلاد
نزد حق جو ہین معظم ایام — انمین محسوب ہے عید المیلاد

بادشہ کے ہے یہی ورد زبان
خوب ہے خوب ہے عید المیلاد

یہ نظم جلسہ جشن عید المیلاد ۱۳۳۲ھ کیلئے لکھی گئی جسکا تاریخی نام "مدحت رحمۃ العالمین" ہے ۱۳۳۲ھ

کیا مہ میلاد آیا صورت باد بہار — غنچہا ئے دل ہمارے ہین شگفتہ باربار
ہم بھی ہین ہر رنگ مین اپنے نبی کے مدح خوان — باغ مین ہین بلبلون کے جسطرح نغمے ہزار
مثل سنبل تھے پریشان ہم اسی مہ کیلئے — آمد آمد کا تھا اسکے مثل نرگس انتظار
اللہ اللہ آج وہ دن وہ مہینا آگیا — اللہ اللہ بخت خوابیدہ ہوا پھر ہوشیار
یہ خوشی وہ ہے مقابل اسکے کیا کوئی خوشی — یہ خوشی وہ ہے اثر اسکا ہے تا روز شمار
اس خوشی سے واقعی خالی نہ رہنا چاہیے — کوئی گھر کوئی محلہ کوئی وہ کوئی دیار
مرحبا صد مرحبا کہتی ہین حورین خلد مین — چرخ پر صل علیٰ کی ہے ملایک مین پکار
وہ نبی پیدا کیا جسکے لئے خلاق نے — مہر و مہ ارض و سما جن و بشر لیل و نہار

وہ نبی! جسپر نبوت اور رسالت ختم ہے — مثل اسکے کب ہوا کوئی نہ ہوگا زینہار

وہ نبی! کفر و ضلالت کو کیا جس نے تباہ — کر دیا برپا علم توحید حق کا استوار

وہ نبی! در کا گدا جسکے ہے سلطان زمن — سب سلاطین کو گدائی پر ہے جسکے افتخار

وہ نبی! پل مین زمین سے لامکان تک جو گیا — قاب قوسین کا ملا جسکو وہان عز و وقار

وہ نبی! کفار بہی قایل تھے جسکے حلم کے — جسکے تہا خلق و تواضع کا مسخر روزگار

وہ نبی! جسکے فضایل کی نہین کچھ انتہا — وہ نبی! جسکے خصایص کا نہین حد و شمار

وہ نبی! انگلی سے جسکے ہوگیا شق القمر — عالم علوی پہ جو اپنا دکہایا اختیار

وہ نبی! بہر شفاعت جب زبان اسکی کہلے — کیون نہون لا کہون گنہگاران امت رستگار

وہ نبی! جسکے تن اقدس کو سایہ ہی نتہا — تہا سر اطہر پہ جسکے ابر دایم سایہ دار

وہ نبی! دنیا مین جس نے بہر سیرابی فوج — انگلیون سے اپنی جاری کر دیا ہے آبشار

وہ نبی! مہر نبوت جسکے پشت پاک پر — وہ اشعہ موجود تھی کالشمس فی النصف النہار

وہ نبی! جس راہ جس کوچے سے کرتا تہا گزر — وہ گلی وہ راہ ہو جاتی تہی یکسر مشکبار

وہ نبی! جسکی نظر تہی دور و نزدیک ایکسان — پیش و پس کا حال یکسان دیکہتے تہے آشکار

وہ نبی! جسکا پسینہ تہا معطر سر بسر — وہ نبی! تن پر مگس بیٹھی نہ جسکے زینہار

دوستو مطلوب کل عالم کو ہے حقکی رضا — لیک طالب ہے رضا کا اسکے دایم کردگار

وہ نبی! جسکا محمد مصطفے ہے پاک نام — رحمۃ للعالمین جسکا لقب ہے شاندار

یہ وہی دن ہین کہ وہ پیدا ہوا اس دہر مین — ان دنون ظاہر ہوا اسکا وجود با وقار

کسکو اس دن کے فضیلت کا نہین ہے اعتراف — اسکے عظمت کا ہو منکر کون ہے وہ دیندار

یا الٰہی تو طفیل اس دن کے ہم پر رحم کر — ہمکو ہر مقصد مین کیجے کامیاب و کامگار

صدق دے اخلاص دے ایمان دے ہو خاتمہ — شرع کے احکام پر ہون منحصر قومی شعار

ہمین سے اس دن کے ہمیشہ دور کر بغض و نفاق — اتفاق و یکدلی دے ہم ہین یارب پا [illegible]

ہمین سے اس روز کے میری بصارت کا فتور
ہو اگر ذاتی عجب اسکا نہین ہے زینہار

قول وفعل مصطفٰے کی کچھہ نہین ہے پیروی
اور کہلاتے ہین اسکے امتی ہم جان نثار

کیسی یہ غفلت ہماری اور کیسی کاہلی
اپنی غفلت پر نہین ہوتے ہین مطلق شرمسار

یا الٰہی اس دُعا کو دیجیے فوراً قبول
آمین ! آمین !! کہیتے سارے سامعین نامدار

کوئی جدت ہے نہ رنگینی نہ اغراق وغلو
ہے ہمیشہ نظم کا میرے سلاست پر مدار

مدح خوان کس کا ہون مین کیا غم ہے مجہکو **بادشاہ**
میری محنت کا صلہ دیگا مجھے پروردگار

مندرجۂ ذیل غزلین گلدستہ عُروج خیالؔ مدراس کیلئے لکھی گئین

مصرعہ طرح "بُہت پچتائیگا اے بیوفا ہمسے جدا ہوکر"

رہون مین بحر نعت مصطفٰے سے آشنا ہوکر
مرا ہر یک سخن چمکیگا درّ بے بہا ہوکر

~~پڑے [illegible] سے جب ہوکر~~
یقین ہے شوق پھر لیجائے مجھکو رہنما ہوکر

خیال گلشن یثرب رہیگا بعد مردن بھی
عجب کیا روح جا پہنچے وہان باد صبا ہوکر

ترا عز وشرف کس سے بیان ہو یا رسول اللہ
ہوا مقبول تجھہ سا کون ختم الانبیا ہوکر

شب معراج پایا تونے رتبہ قاب قوسین کا
گیا اور آگیا یک پل مین تو عرش علا ہوکر

اسی کا دہیان ہو دل مین اسیکا ذکر ہو لب پر
رہون تا مرگ یارب محو عشق مصطفٰے ہوکر

تصور مین گل رخسار حضرت کے جو روتا ہون
ٹپک پڑتی ہین میرے اشک عطر موتیا ہوکر

تن مردہ مین مشتاقان حج کے جان آئی ہے
ملا ہے آب زمزم کیا انہین آب بقا ہوکر

سما اسوقت محشر مین رہیگا دید کے قابل
کھڑے ہین جب سیکڑون عاصی ترے زیر لوا ہوکر

شفاعت کیلیے یک جنبش لب تری کافی ہے
ہزارون جائینگے جنت کو دوزخ سے رہا ہوکر

جہان مین تیرے انوار ہدایت ہین عجب پھیلے
ہر یک ذرہ درخشان ہے یہان شمس الضحٰی ہوکر

کرو سچی محبت شاعرو تا نفع ہو تم کو
بھلا کیا پاؤگے عشق بتان مین مبتلا ہوکر

خطاب بادشہ مشہور ہے میرا جو عالم مین
شرف پایا یہ مین نے کوے احمد کا گدا ہو کر

مصرع طرح "ہے چراغان آج کعبے کے در و دیوار پر"

داغہائے عشق پیغمبر مین قلب زار پر
ہے چراغان آج کعبے کے در و دیوار پر

شیفتہ ہون دل سے حسن احمد مختار پر
کب نظر میری پڑیگی اُس کسی دلدار پر

داغہائے دل ودہر آنکھین ادہر ہین اشکبار
سچ تو ہے بارش ہی ہونی چاہیئے گلزار پر

جا پہنچتا اوڑ کے طیبہ مین پیمبر کے حضور
بازوؤن مین گر عطا کرتا خدا دو چار پر

شربت دیدار پلوا دو مسیحائی کرو
یا نبی کیجے کرم اِس ہجر کے بیمار پر

شوق سے جب یا محمد کا کرون نعرہ بلند
زلزلہ ڈالون زمین پر دشت پر کہسار پر

ملک یثرب مین اگر آئے مجھے خواب اجل
مین کرونگا ناز اپنے طالع بیدار پر

دوست اور دشمن پہ تہی یکسان توجہ کی نظر
لطف تہا تیرا برابر یار پر اغیار پر

فر جمشیدی کو کیا سمجھین غلامان نبی
شوکت دارا فدا ہے آپکے دربار پر

وصف ہے توحید کا شایان اگر حق کیجئے
ختم ہے شان رسالت سید ابرار پر

حسن اصلی کو ہے کیا زیور کی حاجت بادشاہ
سادگی کو فخر ہے بالکل مرے اشعار پر

مصرع طرح "یہ گلشن نہین دل لگانے کے قابل"

زبان نعت کے ہے سنانے کے قابل
ہے دل اپنا قربان جانے کے قابل

بنانا تہا جیسا بنایا ہے حق نے
ہے پہر کون تجھسا بنانے کے قابل

شفاعت کے محتاج عاصی ہین ورنہ
خدا کو ہین کیا منھہ دکہانے کے قابل

نبوت ہوئی ختم اب مثل تیرے
نہین کوئی دنیا مین آنے کے قابل

بس ذات خالق جو کچھ ہے بزرگی
فقط تو ہی تہا اسکے پانے کے قابل

نہو تا جو غیروں کو ممنوع سجدہ — ترا روضہ تھا سر جھکانے کے قابل
عبث دینداری کا دعویٰ ہے سب کو — بہت کم ہیں اسکے نبھانے کے قابل
خزاں اسکو برباد کردیگی یک دن — یہ گلشن نہیں دل لگانے کے قابل
جتادو کوئی جا کے سب بلبلوں کو — یہ گلشن نہیں دل لگانے کے قابل
تم اے شاعر و عشق فرضی کو چھوڑو — یہ ہر گز نہیں اس زمانے کے قابل

ضعیفی میں ای بادشہ غم یہی ہے
رہا میں نہ یثرب کو جانے کے قابل

مصرع طرح "مجھسا نہ دے زمانہ کو پروردگار دل"

عشق رسول پاک میں ہے بیقرار دل — ہے رشک لالہ زار مرا پر بہار دل
سردار مرسلین پہ ہے میرا نثار دل — کعبہ سے عرش سے ہے فزوں باوقار دل
لگتا نہیں ہے دل مرا بجز نعت مصطفیٰ — صدقے ہوں میرے دل پہ نہ کیوں شہریار دل
دنیا کی خواہشیں نہ مسخر کریں اسے — پہلو میں دیکھ لیتا ہوں میں بار بار دل
اعدا کو بد دعا کے عوض تو نے دی دعا — اللہ رے ترا وہ عطوفت شعار دل
اس دل کو نذر کرنے کے قابل ہے جنہ کیا — امت کا نزع تک جو رہا غمگسار دل
کیونکر ہوں منکران نبی میرے روبرو — میدان عشق میں ہے مرا شہسوار دل
معدوم نیکیاں ہیں ہجوم گناہ سے — کیونکر لیکے جاؤں بہشت میں خدا شرمسار دل
محکم رہیں جو عشق خدا اور رسول میں — ڈھونڈیں تو ایسے سو میں ملینگے دو چار دل
ہر آن تیرے شوق زیارت میں ہائے — سیماب کی طرح ہے مرا بیقرار دل

یکساں فراق و وصل میں مضطر ہے بادشاہ
مجھسا نہ دے زمانہ کو پروردگار دل

یہ نظم جلسہ جشن عید الاضحیٰ [illegible] سنہ ہجری کیلئے لکھی گئی

ہین کدہر آج محبان ربیع الاوّل
دل و جان کیجیے قربان ربیع الاوّل

خیر و برکت ہے جلو مین تو سعادت بر مین
آیا کس شان سے مہمان ربیع الاوّل

پہر نئے سر سے لگی آنے بہار عشرت
پہر ہوا تازہ گلستان ربیع الاوّل

پہر لگے ہونے کو مولود کے جلسے ہر جا
پہر ہوے جمع ثنا خوان ربیع الاوّل

محو نظارہ ہے پہر دیدۂ انجم سے فلک
پہر منور ہین چراغان ربیع الاوّل

رنگ و بو گل کو تو بلبل کو مبارک گل ہو
ہم تو ہین زمزمہ سنجان ربیع الاوّل

اے زہے جلوۂ ایام ظہور احمد
اے خوشا دورۂ دوران ربیع الاوّل

کیسی یہ نعمت عمدہ ہوی حاصل ہم کو
حشر تک ہمپہ ہے احسان ربیع الاوّل

ساری تاریخون مین ہے بارہوین تاریخ ایسی
گویا سب جسم ہین وہ جان ربیع الاوّل

یہ وہ تاریخ ہے پیدا ہوے سرور جسمین
ہے یہی مرکز فیضان ربیع الاوّل

یہ وہ تاریخ ہے عزت ہے جہان کو جس سے
پائی کس ماہ نے یہ شان ربیع الاوّل

سال بہر مین فقط یکبار ہے جلوہ اسکا
پورے کیا نکلینگے ارمان ربیع الاوّل

ہمکو کیا کام ہے گلہاے جنان سے رضوان
بس ہمین نکہت دامان ربیع الاوّل

دلمین جنکے ہے پیمبر کی محبت محکم
ہین وہی رتبہ شناسان ربیع الاوّل

خم کیا سر پئے تعظیم فلک نے اپنا
دیکھکر رفعت ایوان ربیع الاوّل

حورین جنت مین ملک چرخ پہ یون کہتی ہیں
ہم ہین سب حلقہ بگوشان ربیع الاوّل

ہے یہ طالع کہ ہوا بادشہ ہیچمدان
داخل مدح سرایان ربیع الاوّل

یہ غزل گلدستۂ عروج نیال مدراس کیلیے لکھی گئی

مصرع طرح "یک تماشا جانتے ہین تیرے ترسانیکو ہم"

سوے طیبہ ای فلک ہین بیقرار جانے کو ہم
یک تماشا جانتے ہین تیرے ترسانے کو ہم

دہر مین آئے غم عشق نبی کھانے کو ہم
خلد مین جانے کو ہم ہین نعمتین پانے کو ہم

رکھتے ہین سینے مین اپنے سکہ ہائے داغ عشق
نذر دربار نبی مین ساتھ لیجانے کو ہم

دل مین عشق مصطفی ہے کب سے اچھا دخل غیر
کسطرح کعبے مین رکھین آہ تبخانے کو ہم

تھی یہی حسرت ترے شمع مزار پاک پر
کاش کر دیتے تصدق دلکے پروانے کو ہم

خیر امت کا لقب ہمکو ہے اے خیر الوریٰ
خوش نصیبی پر ہین اپنے خوب اترانے کو ہم

تو شفیع المذنبین ہے ہم ہین عاصی پُر خطا
جز ترے کسکو سنائین اپنے افسانے کو ہم

پیروی کرتے نہین کچھ تیرے قول و فعل کی
کیا فقط ہین امتی دنیا مین کہلانے کو ہم

آفرین ہے جوش پر وحشت پہ اسکے مرحبا
سب سے دانا جانتے ہین تیرے دیوانے کو ہم

ہم مدینہ تو گئے لیکن نہ اُسجا مر سکے
عمر بھر تقدیر پر ہین اپنے پچتانے کو ہم

بادشہ عاجز نہ کرتا گر بصارت کا فتور
تھے بہت رنگ سخن عالم مین دکھلانے کو ہم

یہ غزل مشاعرۂ وامنباڑی کے لئے لکھی گئی

مصرع طرح "گشتۂ یاس ہون مقتول تمنا ہون مین"

موج ہون سیل ہون قلزم ہون نہ دریا ہون مین
ہان مگر طبع روان نعت مین کہتا ہون مین

طالب دید ہون مشتاق ہون شیدا ہون مین
ہون فقط اپنے نبی کا نہ کسی کا ہون مین

روضۂ سرور دین آنکھ سے دیکھا ہون مین
چشم بد دور عجب مرتبہ رکھتا ہون مین

دوستو چلیئے ذرا دیکھیئے یثرب کی بہار
تم نہ ہو جاؤ فدا اُسپہ تو جھوٹا ہون مین

قاب قوسین کے اسرار کہون مین کیونکر
چھوٹا منھ بات بڑی اسلیئے ڈرتا ہون مین

کیا جلائیگی تو اے آتش دوزخ مجھکو
پہلے تو غور یہ کر امتی کس کا ہون مین

کہا خالق نے کہ سب چاہتے ہین میری رضا
یا نبی تیری رضا چاہنے والا ہون مین

نہین امید فقط حشر مین ہے مجھکو یقین
بات بنجائیگی گو لاکھ بھی بگڑا ہون مین

نظر آیا جو مدینہ کا مجھے گورستان
دل لگا کہنے اسی موت پہ مرتا ہون مین

پھر دوبارہ نہ کیا حیف مدینہ کا سفر
کشتۂ یاس ہون مقتولِ تمنا ہون مین

نہ رہی مجھ پہ کسی تیغ و سنان کی منت
کشتۂ یاس ہون مقتولِ تمنا ہون مین

لحدِ داغ سے ہر دم یہ نکلتی ہے صدا
کشتۂ یاس ہون مقتولِ تمنا ہون مین

بادشہ ہون ہین فقط ملک سخن کا اپنے
نہ فریدون نہ سکندر رہون نہ دارا ہون مین

مندرجۂ ذیل غزلین گلدستہ "عروج خیال" مدراس کیلئے لکھی گئین

مصرع طرح "ہم اونکو سینہ سے لپٹا کے پیار کرتے ہین"

نبی کی مدح و ثنا بار بار کرتے ہین
چمن کو دین کے ہم پر بہار کرتے ہین

عطا کیا ہے خدا نے ہمین رسول ایسا
کہ جسپہ سارے رسل افتخار کرتے ہین

جنون ہے عشق پیمبر کا مومنو ہم کو
ہم اپنا دین دل نثار کرتے ہین

ہمین فلک پہ یہ پھرتے ہین مہر و مہ دونون
طواف روضہ کا با انکسار کرتے ہین

ہمین یقین ہے کہ اعمال نیک عالم مین
پیادہ جو ہے اسے شہسوار کرتے ہین

فرشتو چھوڑ دو ہمت مین ہون محمدؐ کے
شمار کیون مجھے روز شمار کرتے ہین

سلام جلد حضور نبی مین پہنچا دے
نثار اے باد صبا انتظار کرتے ہین

نکالو فرضی محبت کو شاعرو دل سے
جو و ثنا ہین وہ اس سے عار کرتے ہین

گیا وہ اگلا زمانہ وہ شاعری بھی گئی
قدیم طرز کو کیون اختیار کرتے ہین

سخن کا اور بہت ہی وسیع ہے میدان
امور فرضی پہ کیون انحصار کرتے ہین

اے **بادشاہ** نہین لطف طول گوئی مین
سخن کو اسلئے ہم انحصار کرتے ہین

مصرع طرح "فلک دیتا ہے جنکو عیش اونکو غم بھی ہوتے ہین"

صف عشاق پیغمبر میں داخل ہم بھی ہوتے ہیں
فقط مضطر نہیں دل چشم پنہ نم بھی ہوتے ہیں

مدینہ کو گئے پھر آگئے ہم حیف یہ سچ ہے
فلک دیتا ہے جنکو عیش انکو غم بھی ہوتے ہیں

نہ جائیں خلد میں ہرگز نہو ہمراہ گر امت
بھلا روز جزا ایسے کوئی ہمدم بھی ہوتے ہیں

ادہر ہے عالم دنیا ادہر ہے عالم عقبیٰ
یقین ہے بہرہ ور تم سے یہ دو عالم بھی ہوتے ہیں

نہیں ہے یک رسالت کا شرف ذات محمد میں
خدا کے خاص وہ اسرار کے محرم بھی ہوتے ہیں

ہے یہ حکمت خدا کی پیروان ملت اسلام
کسی جا پر زیادہ ہیں کسی جا کم بھی ہوتے ہیں

احادیث نبی بہر ہدایت ہی نہیں ہرگز
وہی زخم دل عشاق کے مرہم بھی ہوتے ہیں

وہی مومن ہیں جو دل سے فدا ہیں نام حضرت پر
وہی احکام کے تعمیل میں محکم بھی ہوتے ہیں

ترا رتبہ ہے اعلیٰ ای سرشک عشق مصطفوی
کہاں تیرے مقابل کوثر و زمزم بھی ہوتے ہیں

یہ وہ دین نبی کی ہے صداقت روبرو جسکے
ہزاروں سرکش و مغرور سے سر خم بھی ہوتے ہیں

جو سنتے ہیں کلام **بادشہ** وہ داد دیتے ہیں
وہ حاصل ذوق کرتے ہیں خوش و خرم بھی ہوتے ہیں

مصرع طرح "جلوے مری نگاہ میں کون و مکان کے ہیں"

خواہاں نہ فرضی حسن کے فرضی بتان کے ہیں
وارفتہ ہم ازل سے شہ انس و جان کے ہیں

محشر میں وہ شفیع تمام عاصیان کے ہیں
غمخوار جملہ عاجز و بے چارگان کے ہیں

ہر ذرہ میں ظہور ہے نور رسول کا
جلوے مری نگاہ میں کون و مکان کے ہیں

سب کچھ طفیل رحمت عالم کا ہے یقین
دنیا میں جو مزے ہیں امن و امان کے ہیں

ہمکو یہاں کے ذلت و عزت سے کام کیا
عزت کے خواستگار فقط ہم وہاں کے ہیں

لعل و گہر جواہر و زر سے ہیں قیمتی
الفاظ نعتیہ جو ہمارے زبان کے ہیں

دل کو خیال اپنے نبی کا ہے ہر زمان
اور مشغلے زبان کو آہ و فغان کے ہیں

طیبہ کے مدح خوان سے نہو ہمسری کبھی
اے واعظو جو مدنہ کنان تم جنان کے ہیں

دوزخ پہ گرمیان تو کسی اور کو بتا
ہم امتی پیمبر آخر زمان کے ہین

کہنے لگے ملک شب معراج یا خدا
کیا کیا تواضع آج تری میہمان کے ہین

بلوالو پھر دوبارہ مدینہ مین یا نبی
ارمان بہت یہ بادشہ خستہ جان کے ہین

مصرع طرح "وہ دیکھنے والون کی نظر دیکھ رہے ہین"

ہم عشق پیمبر کا اثر دیکھ رہے ہین
بیتاب دل و جان و جگر دیکھ رہے ہین

فرقت سے ہین خیر بشر دیکھ رہے ہین
وہ دیکھنے والونکی نظر دیکھ رہے ہین

روضہ پہ تصدق ترے ہوتے ہین ہمیشہ
گردش مین جو ہم شمس و قمر دیکھ رہے ہین

پرتو ہے یہ شاید لب و دندان نبی کا
سنگریزون کو ہم لعل و گہر دیکھ رہے ہین

اے مصحف رخسار نبی تیری یہ دولت
عشاق کا دل زیر و زبر دیکھ رہے ہین

امت مین ہین ہم شافع محشر کے وہ ہین اور
جو نار جہنم کا ضرر دیکھ رہے ہین

اللہ رے شادابی گلزار شریعت
ہر خار کو اب ہم گل تر دیکھ رہے ہین

آتا ہے نظر جلوۂ توحید الٰہی
ہم چشم بصیرت سے جدہر دیکھ رہے ہین

کب صاحب زر عازم حرمین ہوا ہے
بے زر کو گرفتہ کمر دیکھ رہے ہین

افسوس نہ کیون فہم خلایق پہ ہو ہمکو
جب بے ہنری کو یہ ہنر دیکھ رہے ہین

صد شکر ہے ہم بادشہ ہیچمدان کو
مداح نبی شام و سحر دیکھ رہے ہین

یہ غزل مشاعرۂ مدراس کیلیے لکھی گئی اور گلدستۂ خورشید مین طبع ہوئی

مصرع طرح "وہ دل نہین وہ جان نہین وہ جگر نہین"

اسلام کیا ہے دین ہے کیا کچھ خبر نہین
دل مین اگر محبت خیر البشر نہین

خالی کوئی زمین نہین بحر و بر نہین
امت نبی کی ہمکو بتاؤ کدھر نہین

یثرب کو جاؤ راہ مین کوئی خطر نہین
دنیا مین اس سفر سا مبارک سفر نہین

مین مالا مال دولت عشق نبی سے ہون
کیا غم ہے میرے پاس اگر سیم و زر نہین

دونون جہان مین تیری طرح کوئی یا نبی
ہادی نہین رسول نہین راہبر نہین

تیری ہی شان وہ تیرے آگے کسی کو بھی
عظمت نہین ہے جاہ نہین ہے وقر نہین

پہنچا ہے تو وہان شب معراج یا نبی
جس جا پہ جبرئیل امین کا گزر نہین

سن سن کے مژدہ تیری شفاعت کا ہم کو آہ
محشر کا خوف کچھ نہین دوزخ کا ڈر نہین

شیطان کو کیون نہ جنت دل سے نکالدون
بدلہ اگر پدر کا نہ لے وہ پسر نہین

دلچسپیان ہین ملک عدم کے عجیب تر
جاتے ہین سب ادھر کوئی آتا ادھر نہین

آزاد جو ہین دین سے کیا ان سے نفع قوم
سرو چمن کو دیکھیے اسمین ثمر نہین

کس منہ سے دعوی کیجیے اصلاح قوم کا
دل مین بہت ہے جوش زبان مین اثر نہین

نیت اگر ہو خیر کی ہر طرح خیر ہے
عمدہ ترین شعر ہے وہی جسمین شر نہین

پائی ہے ہم نے نعمت اسلام عمدہ تر
گو تیرے نعمتون کا الٰہی حصر نہین

اشعار کیا سناؤگے پیری مین **بادشہ**
وہ دل نہین وہ جان نہین وہ جگر نہین

یہ غزل مشاعرہ دامنباڑی کے لئے لکھی گئی

مصرع طرح "نہین بنتی کوئی تدبیر دیکھو"

ریاض نعت کی تاثیر دیکھو
گل افشان ہے مری تقریر دیکھو

ہوے ہین کس کے ہم امت مین پیدا
ہماری خوبی تقدیر دیکھو

نہین لاتی ہے اب بوے مدینہ
صبا کرتی ہے کیا تاخیر دیکھو

بھرا ہے دل مرا عشق نبی سے
نہ ہو باور تو اسکو چیر دیکھو

یہان کیا قدر عشاق نبی کی
تم انکی حشر مین توقیر دیکھو

قدم کیونکر اٹھے اب سوئے یثرب
پڑی ہے حرص کی زنجیر دیکھو

فقط یک جنبش مژگان حضرت
دل کفار کو ہتی تسخیر دیکھو

شفاعت کی اودہر امید ہم کو
گناہون کی ادہر توفیر دیکھو

کرو رحم ہم پہ اے عالم کے رحمت
یہ امت ہے پر از تقصیر دیکھو

محبو چہوڑدو جہوٹے فسانے
پڑہو قرآن اور تفسیر دیکھو

ای فرضی عاشقو تم کچھ کرو غور
عبث ہے آپ کی تحریر دیکھو

درخت سرو سے زنہار زنہار
نہ کہاؤ گے کبھی انجیر دیکھو

کہاںت طبع کی کہتی ہے ہم سے
نہین بنتی کوئی تدبیر دیکھو

کرو کوشش مگر ایسا نہ کہئے
نہین بنتی کوئی تدبیر دیکھو

مدینہ دیکھنے ای بادشہ پھر
نہین بنتی کوئی تدبیر دیکھو

مندرجہ ذیل غزلین گلدستہ "عروج خیال" مدراس کیلیئے لکھی گئین -

مصرع طرح "چلیگی تیغ سرہ ذرا سنبہل کے چلو"

سنبہل رونہ کبھی یون مچل مچل کے چلو
یہ راہ نعت نبی ہے یہان سنبہل کے چلو

مدام شرع نبی پر قدم رہے ثابت
عتاب حق ہو تمہین گر ذرا پہسل کے چلو

سفر ہے ملک بقا کا ہر ایک کو درپیش
چلو تو ساتھ مگر توشۂ عمل کے چلو

نہین ہے خوب گناہونکی یہ گرانباری
خدا کے پاس جو جانا ہے ہلکے پہلکے چلو

شفیع اپنا ہے محشر مین احمد مرسل
طرف بہشت کے دوزخ سے تم نکل کے چلو

نہین ہے کوئی بہی مشکل رہ اطاعت مین
یہ نفس بد ہے عدو اسکا سر کچل کے چلو

نبی کے امتی ہونیکا فخر بیجا ہے
ذرا بہی دین سے اسکے اگر بدل کے چلو

جہان مین نام تمہارا ہو شمع سا روشن
جو سوز عشق نبی مین پگہل پگہل کے چلو

اجل سے پہلے جو ممکن ہے نیکیاں کر لو
اجل یہ سر پہ کہڑی کہہ رہی ہے شام و سحر
ملال و حزن سے فردا نہ ہاتہ مل کے چلو
چلیگی تیغ سر رہ ذرا سنبہل کے چلو

ای بادشاہ لکہو سادہ سادہ نعت نبی
کبھی نہ طرز پہ تم عشقیہ غزل کے چلو

مصرع طرح "مسیحا ہو جو بیماروںکو دم بہر دیکھتے جاؤ"

نبی کا عشق بحکم دل کے اندر دیکھتے جاؤ
لکھا نعت نبی کا میں نے دفتر دیکھتے جاؤ
کرم سے امت اپنی روز محشر دیکھتے جاؤ
بہار روضہ حضرت کے آگے خلد ہے کیا شئی
شب معراج حضرت سے یہی جبریل کہتے تھے
مدینہ کا جو گورستان دیکھا دل لگا کہنے
مبارک قبر سے اپنے نکلکر یا رسول اللہ
ربیع الاوّل آیا غلغلہ صل علیٰ کا ہے
سمجھ لو شکر خوف الٰہی کی ہے فیروزی
ترقی کی خوشی کیسی تنزل کا الم کیا ہے
خدا کے پاس درجے اپنے برتر دیکھتے جاؤ
فدا سب قدسیان ہیں آج اسپر دیکھتے جاؤ
مسیحا ہو جو بیماروںکو دم بہر دیکھتے جاؤ
نظر کہتی ہے ساری عمر بکسیر دیکھتے جاؤ
تمہاری عظمت و شوکت کا منظر دیکھتے جاؤ
ہمارا بخت ان اسکا مقدر دیکھتے جاؤ
اس امت کا تمہارے حال ابتر دیکھتے جاؤ
مبارک نعت کا چرچا ہے گہر گہر دیکھتے جاؤ
تم اپنے نفس بد کو گر مسخر دیکھتے جاؤ
جو کہائے جو خدا تمکو برابر دیکھتے جاؤ

فلک پر بادشہ دیکھوگے کیا عقد ثریا کو
ہمارے شاہد معنی کا زیور دیکھتے جاؤ

مصرع طرح "ہمیں سے پوچھتے ہو جان نثار کیسے ہو"

خدا کی شان ہے تم باوقار کیسے ہو
شفیع کون قیامت میں ہے تمہارے سوا
جو خاصگان خدا ہیں تم انکے ہو سرتاج
حبیب حضرت پروردگار کیسے ہو
گناہگاروںکے تم غمگسار کیسے ہو
رسول کیسے ہو تم نامدار کیسے ہو

تمھارے گیسو و رخ پر فدا ہین ہم دلسے
نہ پوچھے کوئی کہ لیل و نہار کیسے ہو

خجل جو تمسے ہین حورین تو منفعل غلمان
ہر ایک طرح سے تم طرحدار کیسے ہو

خدا کے بعد ہو تم سب سے افضل و اعلیٰ
مین کیا بتاؤن کہ با افتخار کیسے ہو

تمہارا سرمہ ہمین سرمہ جواہر ہے
تم اے مدینہ کے گرد و غبار کیسے ہو

نہ محو ہونگے کبھی داغہائے عشق نبی
مکان دل کے ای نقش و نگار کیسے ہو

ہے خستہ حال اس امت کا یا نبی دیکھو
اوٹھو مزار سے زیر مزار کیسے ہو

نبی کے قول کی یارو نہو اگر تقلید
پھر انکے امتی جان نثار کیسے ہو

خدا جو چاہے عجب کیا مدینہ پہنچو گے
ای بادشاہ کہو بے قرار کیسے ہو

مصرع طرح ہوئے انجان دل لیکر کہ ایسے دلربا تم ہو

شفیع المذنبین تم ہو محمد مصطفیٰ تم ہو
مریضان گنہ ہم ہین دوا تم ہو شفا تم ہو

خدا کے بعد افضل کوئی رتبہ مین نہین تم سا
صفت ہر ایک ہے تم مین سزاوار ثنا تم ہو

خدا کی ہے قسم ہمکو نہین طوفان کا خدشہ
یقین ہے کشتی امت کے اپنے ناخدا تم ہو

خدا کے گو کہ ہو بندے خدا و ندا اپنے ہین لیکن
خدا سب سے جدا لیکن خدا سے کب جدا تم ہو

نبی کا عشق ہے ہمکو نبی کے مدح خوان ہم ہین
عجب ہے شاعرو فرضی بتون کے مبتلا تم ہو

تمہین ہو باعث عالم ہو تم فخر بنی آدم
نبی اعظم و اکرم رسول رہنما تم ہو

اگر ہے دین مثل آسمان خورشید تم اسکے
کہین خورشید کو گر دین ہم اسکے ضیا تم ہو

خدا نے کیسے پیغمبر کے امت مین کیا داخل
ای امن شک نہین ہے حسن تا بخت رسا تم ہو

مقرب بارگاہ ایزدی مین کون ہے ایسا
جہاں مین جتنے مرسل آتے اونکے پیشوا تم ہو

فنا کے اور بقا کے بھید سے جو کوئی واقف ہے
وہ یہ کہتا ہے ہم عین فنا عین بقا تم ہو

گدائی مین در احمد کے لطف بادشاہی ہے

ہزاران شکر ہے ای بادشہ اسکے گدا تم ہو

یہ قصیدہ ایک دوست متوطن بنگلور کے فرمایش سے لکھا گیا

فدا ہو کیون نہ دل تجھہ پہ ہمارا یا رسول اللہ
نہین تجھہ سا کوئی خالق کا پیارا یا رسول اللہ

تمنا ہے نہ جنت کی نہ شوق حور و غلمان ہے
ہمین بس ہے ترے رُخ کا نظارا یا رسول اللہ

رہیگا سرخ رو بیشک وہی مومن قیامت مین
ہے تیرے عشق کا جسکو سہارا یا رسول اللہ

جو کچھہ ہے آرزو دل مین مدینے کے سفر کی ہے
نہین ہے خواہش بلخ و بخارا یا رسول اللہ

عروج عظمت توحید تھی منظور سر تا سر
جو تجھہ پر حق نے قرآن کو اوتارا یا رسول اللہ

ترے رحم و شفاعت کا جو دریا موجزن ہوگا
کرے کیا ہمکو دوزخ کا شرارا یا رسول اللہ

پسندیدہ تھی یکتائی تری کسدرجہ خالق کو
نہ تہا سایہ کا ہونا بھی گوارا یا رسول اللہ

عبث ہین یہ مری آنکھین عبث میری بصارت ہے
نہ دیکھا آج تک روضہ تمہارا یا رسول اللہ

ادب سے سرنگون رہتا ہے کلک بادشہ ہردم
ہے تیری نعت کب لکھنے کا یارا یا رسول اللہ

یہ غزل حضرت رسول مقبول صلعم کے روضۂ مطہرہ کے روبرو مصنف مرحوم نے پڑھا تھا

بر آئی ہے تمنا بعد مدت یا رسول اللہ
میسر آج ہے تیری زیارت یا رسول اللہ

کہان ہون کون ہون کیا دیکھتا ہون آج آنکھون سے
مجھے اس خوش نصیبی پر ہے حیرت یا رسول اللہ

بہار گنبد خضرا کا نظارہ جو پایا ہون
نہ کیون ہو سبز میری کشت قسمت یا رسول اللہ

نہ تہا مین بندۂ ناچیز قابل ایسی نعمت کا
فقط اللہ کی ہے یہ عنایت یا رسول اللہ

نہین پہولا سماتا ہون خوشی سے اپنے جامہ مین
ملی ہے جیتے جی اب سیر جنت یا رسول اللہ

ملایک کر رہے ہین در پہ تیرے جبہہ فرسائی
بشر کیا ہے بشر کی کیا حقیقت یا رسول اللہ

ہے واقف جسطرح سے تو خدا کی شان و عظمت کا
خدا ہی جانتا ہے تیری عظمت یا رسول اللہ

کمالات و فضایل جسقدر سب انبیا مین تھے
ملی ان سبکی تجھکو جامعیت یا رسول اللہ

میان عالم وحق برزخ کبریٰ ہے تو بیشک
تری کچھ اور ہے شان رسالت یا رسول اللہ

کہوں کیا میں ہے تجھپر منکشف حالت مری یکسر
نہیں کچھ عرض حاجت کی ہے حاجت یا رسول اللہ

ہوی افسوس کچھ مجھسے نہ پابندی شریعت کی
نہ میں نے کی ادا خالق کی طاعت یا رسول اللہ

نہ رغبت نیک کاموں سے نہ نفرت تھی گناہوں سے
رہا کسد رجہ مجھکو خواب غفلت یا رسول اللہ

سراپا مجرم وعاصی ہوں نادم ہوں پشیماں ہوں
مگر ہوں داخل افراد امت یا رسول اللہ

تری امت میں ہونیکا نہ کیونکر مفخر ہو مجھکو
تھی سارے انبیا کو جسکی رغبت یا رسول اللہ

شفیع المذنبین ہے رحمۃ للعالمین ہے تو
نگاہ لطف سے ہے تیری کفایت یا رسول اللہ

ترے اصحاب کے تیرے مکرم آل کے صدقے
قیامت میں مری کیجے شفاعت یا رسول اللہ

زباں کو کس بشر کے ہے تری توصیف کا یارا
قلم کو کس کے ہے لکھنے کی طاقت یا رسول اللہ

گدا ہوں تیرے در کا **بادشہ** کہتے ہیں سب مجھکو
یہ کافی ہے مجھے دنیا میں عزت یا رسول اللہ

مصرع طرح "بندہ پرور کبھی مجھپر بھی عنایت ہو جائے"

پھر دوبارہ مجھے یثرب کی زیارت ہو جائے
اوج پر پھر جو مرا نیّر قسمت ہو جائے

کسلئے دیر ہے اب جلد قیامت ہو جائے
یا نبی امت عاصی کی شفاعت ہو جائے

جائیں ہم خلد میں کفار جلیں دوزخ میں
غم ادہر انکو ادہر ہمکو مسرت ہو جائے

حمد کا لیکے لوا حشر میں جب تو نکلے
انس وجن کیا ہیں فرشتوں کو بھی حیرت ہو جائے

اشک عشق نبوی کو ہے وہ رتبہ حاصل
کیا عجب کوثر وتسنیم پہ سبقت ہو جائے

تیری شیریں سخنی کی جو لکھوں میں توصیف
میرے ہر لفظ میں مصری کی حلاوت ہو جائے

گنج قارون کی مرے پاس حقیقت کیا ہے
گر میسر تری دیدار کی دولت ہو جائے

اگر ہو ثابت قدمی میری رضائے حق میں
جو مصیبت ہو مرے واسطے راحت ہو جائے

ایسی توصیف کے ہم ہونگے نہ ہرگز قائل
یک سر مو جو جدا ہم سے شریعت ہو جائے

چھوڑین یک لخت وہ بوسیدہ خیالات اپنے
فرضی عشاق کو یارب یہ ہدایت ہوجائے

شاعری سے یہی مقصود ہے اے شاہ رسل
بادشہ کی ترے مداحوںمین شہرت ہوجائے

مصرع طرح "بس ہوچکی نماز مصلّٰی اوٹھائیے"

عشق رسول پاک کا بیڑا اوٹھائیے
قرب خدا کا اس سے نتیجا اوٹھائیے

نام اپنا دینداری مین اچھا اوٹھائیے
خلد برین کا لطف دوبالا اوٹھائیے

مقدم شی کی غیر رحمت خالق مٹائیگی
اپنا قدم جو سوئے مدینہ اوٹھائیے

رغبت نہین ہے دین سے جنکو کھینگے وہ
بس ہوچکی نماز مصلّٰی اوٹھائیے

محشر مین کیا جواب وہ دینگے جو کہتے ہین
بس ہوچکی نماز مصلّٰی اوٹھائیے

دل مین ہمارے گویا ہے یہ نقش کالحجر
کیونکر خیال یثرب وبطحا اوٹھائیے

ہم ہین نیازمند نبی ہمکو کیا ضرور
فرضی بتون کے ناز جو بیجا اوٹھائیے

آیا ہے جو کہ عہد مین دیکھیگا وہ لحد
اس زندگی کا دل سے بہروسا اوٹھائیے

دیدار دوست کی ہے تمنا اگر تمہین
غفلت کا اپنی آنکھ سے پردا اوٹھائیے

غیروںکا عشق اور ہے عشق نبی ہے اور
کھو سنگریزے اور درِ یکتا اوٹھائیے

منظور گر مسرت عقبیٰ ہے بادشاہ
بارِ غم رسول ہمیشہ اوٹھائیے

مصرع طرح "ستم سے باز آ ظالم قیامت ہونے والی ہے"

ترے عشاق کی محشر مین عزت ہونے والی ہے
انہین حاصل ہر یک جنت کی نعمت ہونیوالی ہے

نہ گھبراؤ گنہگارو تمہین اپنے پیمبر سے
عنایت ہونے والی ہے شفاعت ہونیوالی ہے

معزز تو وہی ہین جنکے دل مین نور ایمان ہے
یقین کفار کو خواری و ذلت ہونیوالی ہے

مبارک ہے وہ دل جس مین تری معمور الفت ہے
مبارک وہ زبان ہے جس سے مدحت ہونیوالی ہے

ڈرو اللہ سے اے منکرین دین پیغمبر
تمھین یکدن قیامت مین قیامت ہونیوالی ہے
کہا حق نے تو ختم المرسلین بیشک ہے تیرے بعد
نہ دنیا مین نبوت اور رسالت ہونیوالی ہے
گھمنڈ عظمت کا تھا گردون کو لیکن یہ نہ تھا معلوم
زمین پر یا نبی تیری ولادت ہونیوالی ہے
مزاحم ہو نہین سکتے کبھی اسباب دنیاوی
دوبارہ گر مدینہ کی زیارت ہونیوالی ہے
ہمین اے نفس بد تو نے ہی ڈالا قعر ذلت مین
ستم سے باز آ ظالم قیامت ہونیوالی ہے
بتون کے عشق کے اشعار کا خواہان نہین کوئی
مہذب سلسلے مین اس سے نفرت ہونیوالی ہے

نہ چھوڑو شغلہ نعت نبی کا بادشہ ہرگز
طفیل اس کے رسا اپنی طبیعت ہونیوالی ہے

مصرع طرح "نہایت رابطہ گردن کو ہے قاتل کے خنجر سے"

مرے دل کو ہے نسبت اسطرح عشق پیمبر سے
جدائی غیر ممکن ہے عرض کو جیسے جوہر سے
نہین مقصود جنت سے نہ جنت کے کسی گھر سے
مری آنکھونکو دلچسپی مدینہ کے ہے منظر سے
مجھے کیا کام فرضی حسن سے اور فرضی دلبر سے
مین سچا ہون مجھے سچی محبت ہے پیمبر سے
ترے ست مئے الفت کو کچھ پروا نہین ہرگز
نہ جنت سے نہ دوزخ سے نہ دنیا سے نہ محشر سے
بجز قلب سخنور کب کوئی قدر سخن جانے
صفت زر کی اگر کچھ پوچھنا ہو پوچھو زرگر سے
ہے اپنے نفس کا کشتہ عدو جو ہے شریعت کا
نہایت رابطہ گردن کو ہے قاتل کے خنجر سے
لکھون کیونکر قلم سے وصف پیغمبر کے گیسو کا
بنا لون روشنائی مین نہ جبتک مشک و عنبر سے
نہ روکو خلد سے مجھکو نبی کا امتی ہون مین
جو پرسش ہو فرشتو پوچھ لو تم اپنے داور سے
غم ہجر نبی مین اشک جو بہتے ہین آنکھون سے
فزون رتبہ ہے اونکا آب زمزم آب کوثر سے
مری امید کی کھیتی ابھی سرسبز ہو جائے
ذرا سا یا نبی تیرا اگر ابر کرم برسے

نبی کے آستان کی ہے گدائی بادشہ حاصل
مجھے ہے برتری جمشید و دارا اور سکندر سے

مصرع طرح فنا کے بعد بھی دل مین خیال یار باقی ہے

نہ کوئی شوق و ارمان دل مین اب نہ بہار باقی ہے
فقط عشق جناب احمد مختار باقی ہے

عجب کیا گر صدا صلّ علیٰ کی قبر سے نکلے
فنا کے بعد بھی دل مین خیال یار باقی ہے

بہار خلد پر رضوان تجھے یہ فخر بیجا ہے
زمین پر کوچہ احمد کا جب گلزار باقی ہے

دماغ اپنا نہین محتاج ہر گز مشک و عنبر کا
خیال زلف حضرت اس مین جب ہر بار باقی ہے

فنا ہونیکو آئے ہم ہر یک لائق فنا کے ہین
اگر باقی ہے ذات حضرت داد ار باقی ہے

مین کہدونگا فرشتون سے نہ لیجاو جہنم کو
ابھی دل مین امید رحمت غفار باقی ہے

تصدق گر نہین ہے تو نبی کی پاک تربت پر
تری گردش یہ کیون ای مہر پرانوار باقی ہے

نبی کی وصف کا حق کب ہوا پورا ادا مجھسے
مرے پہلو مین دل منھ مین زبان بیکار باقی ہے

خدا کے واسطے اب ای اجل اتنی نہ کر جلدی
مدینہ کی دوبارہ حسرت دیدار باقی ہے

گناہو نپر گنہ کرتے رہے شام و سحر افسوس
نہ توبہ کوئی باقی ہے نہ استغفار باقی ہے

رہوگے گر نہ تم باقی تو غم کیا **بادشہ** اسکا
جہان مین جب تمہاری شہرت اشعار باقی ہے

مصرع طرح اُس ایک جان پر مری لاکھون ستم ہوئے

اوصاف مصطفےٰ نہ کسی سے رقم ہوے
عاجز تمام اہل قلم یک قلم ہوے

الفت مین مصطفےٰ کے جو ثابت قدم ہوے
دنیا مین آخرت مین وہی محترم ہوے

پرسش کا خوف کیا ہمین دوزخ کا کیا خطر
محشر مین جب شفیع وہ شاہ امم ہوے

برپا جو تو نے دین متین کا علم کیا
کفار سرنگون ہوے بت منہدم ہوے

خلق عظیم حق نے کہا شان مین تری
اعدائے دین مسخر خلق و کرم ہوے

کہدو یہ انسے جو رہ حقین ہوے نثار
تم کامیاب ہوگئے محروم ہم ہوے

توحید حق سے ہوگیا پر نور یک جہان
روشن فقط نہ کشور عرب عجم ہوے

فکر معاش حرص و ہوا خواہشات بد
اس ایک جان پر مری لاکھون ستم ہوے

ہم کیا سنائین قومی تنزل کی داستان
جتنا بڑہے ہوسے تہے ہم اتنا ہی کم ہوے

سچا ہو عشق چاہیے سچا کلام اب
فرضی جو عاشقان تہے وہ سب کالعدم ہوے

جز نعت پاک کچھہ نہین لکھتے ہو **بادشاہ**
تم شاعران دہر مین کیا مغتنم ہوے

مصرع طرح "وہ کہتے ہین کہ لو پہر آگیا کیسا بھیا دل ہے"

جہان کے عشق بازون مین ہمارا کچھہ جدا دل ہے
ہر ایک شام و سحر پابند عشق مصطفےٰ دل ہے

طفیل عشق احمد کیا صفائی پائی ہے دل نے
سکندر طبع ہون مین اور میرا آئنہ دل ہے

ہر ایک دم تا دم آخر جو دم امت کا بھرتا تھا
اسی کا مبتلا دل ہے اسی کا آشنا دل ہے

رسول اللہ کا رتبہ ہے یون سارے رسولون مین
تمام اعضائے انسانی مین جیسا مقتدا دل ہے

یقین ہے مجھکو پہنچائیگا پھر اکدن مدینہ کو
تن اپنا مثل کشتی ہے تو اسکا ناخدا دل ہے

وسیلہ مغفرت کا اس سے بڑھکر اور کیا ہو گا
نبی کا نام ہے ورد زبان محو ثنا دل ہے

نہ متحمل ہوے ارض و سما بار امانت کے
جو متحمل ہوا اسکا تو وہ انسان کا دل ہے

جہان مین جسکو غفلت رہتی ہے احکام شرعی سے
سزا پائیگا وہ محشر مین اسکا نا سزا دل ہے

کسی دن نرم ہوتا ہی نہین خوف الٰہی سے
یہ کیا پہلو مین میرے سخت پتھر سے سوا دل ہے

نہ فرضی عشق ہے مجھکو نہ جھوٹا ہے سخن میرا
مین سچ کہتا ہون ان باتون سے میرا بد مزا دل ہے

نہ کیون تفویض کردون **بادشہ** ہر کام خالق پر
وہی خود جانتا ہے میرا اچھا یا برا دل ہے

مصرع طرح "ہوے بدنام الفت مین وصال یار سے پہلے"

ہے دل وابستہ کوئے سید ابرار سے پہلے
ہون شیدا اوسکا ای رضوان تیرے گلزار سے پہلے

ہو عشق نبی گر کیا حقیقت ایمان کی
مین پوچھونگا یہی ہر مومن و دیندار سے پہلے

محبت مین نبی کے پائی ہے انصار نے سبقت
مہاجر گرچہ ایمان لائے تھے انصار سے پہلے

مجھے جنت مین لیجانیکی کوشش بعد اسکے ہو
بچا لو یا نبی مجھکو عذاب نار سے پہلے

مبارک نام حضرت کا جو آتا ہے مرے لب پر
لبون کو چوم لیتی ہے زبان کس پیار سے پہلے

بشارت آپکی سب دیتے آتے ہر زمانہ مین
پیمبر جتنے آئے احمد مختار سے پہلے

فقط تائید حق کی تھی غلط ہے قول غیرونکا
نہین اسلام پھیلایا گیا تلوار سے پہلے

ادہر ظلم و ستم تہا اور ادہر لطف و عنایت تھی
پڑا تہا آپ کو کیا سابقہ کفار سے پہلے

مسیحا آپ ہو میرے مین بیمار محبت ہون
مجھے سیراب کر دو شربت دیدار سے پہلے

خدا نے دی ہے کیا توفیق اچھی **بادشہ** تجھکو
کہان رجحان تہا یون نعتیہ اشعار سے پہلے

مصرع طرح "فنا کیسی بقا کیسی جب اسکے آشنا ٹھہرے"

شفیع المذنبین جب سے محمد مصطفےٰ ٹھہرے
دل امت مین خوف حشر گر ٹھہرے تو کیا ٹھہرے

تفاوت ہے یہی اپنے نبی مین اور عیسیٰ مین
پرے وہ عرش کے پہنچے یہ بالائے سما ٹھہرے

نہ نکلے منھ سے کچھ ہان نعت حضرت دمبدم نکلے
نہ ٹھہرے دل مین کچھ ہان عشق شاہ انبیا ٹھہرے

جو منکر دین کا ہے نزد حق نزد رسول حق
برا ٹھہرے برا ٹھہرے برا ٹھہرے برا ٹھہرے

جگر مین دل مین جان مین تیرا جب عشق و ولا ٹھہرے
نہ کیون ہر دم زبان پر یا محمد کی صدا ٹھہرے

نہ کیونکر وصف گیسو سورۃ واللیل کو کہئے
ترے رخسار کی توصیف مین جب والضحیٰ ٹھہرے

غبار روضۂ اطہر جو یثرب سے صبا لائے
ضیائے چشم کے خاطر وہ عمدہ توتیا ٹھہرے

کرم سے یا نبی ہمکو مدینہ جلد بلوا لو
دل عشاق مین صبر و تحمل تا کجا ٹھہرے

طریقت اور حقیقت کا ملے کیا راستہ ہم کو
شریعت مین نہ مستحکم قدم جب دایما ٹھہرے

خیالی شاعرون سے دور مداحان حضرت ہین
وہ مشتاق نبی اور یہ بتون کے مبتلا ٹھہرے

مدینہ کی سفر کی کسطرح رغبت مکمل ہو
نہ جبتک شوق خود مانند خضر رہنما ٹھہرے

غزلیق بحر الفت تیرے یہ ہر وقت کہتے ہین | فنا کیسی بقا کیسی جب اسکے آشنا ٹھرے

قلم تیرا چلے کیا **بادشہ** نعت پیمبر مین
یہان ہر صاحب طبع رساجب نارسا ٹھرے

مندرجہ ذیل غزلین مشاعرۂ مدراس کیلئے لکھی گئین اور گلدستۂ "خورشید" مین طبع ہوین

مصرع طرح "بے اختیار آنکھہ سے آنسو نکل گئے"

منھہ سے سخن جو نعت نبی کے نکل گئے
الفاظ سادے نور کے سانچے مین ڈہل گئے

ہجر نبی مین آہ کے شعلے نکل گئے
خرمن قرار و صبر کے یکلخت جل گئے

عشاق مصطفےٰ مین ہو روشن نہین کا نام
جو سوز دل سے شمع کیصورت پگھل گئے

چھٹتا نہین ہے موت کے پنجے سے کوئی بہی
گر آج بچ گئے تو سمجھہ لو کہ کل گئے

صحبت بدون کی کرتی ہے نیکو نکو بہی خراب
کیچڑ ہوا زیادہ تو پاؤن پھسل گئے

حق ادب ادا نہوا ہم سے دوستو
روضہ پہ مصطفےٰ کے جو ہم سر کے بل گئے

رکہا جو تیغ شمر نے حلق حسین پر
لرزہ ہوا زمین کو فلک سارے ہل گئے

دایم رہے سعید ازل دین پہ استوار
جو تھے شقی وہ دین متین سے بدل گئے

اے **بادشاہ** اپنے گناہون کو کرکے یاد
بے اختیار آنکھہ سے آنسو نکل گئے

مصرع طرح "آسمان پر اپنے نالے جائینگے"

پوچھو مت دنیا سے کیا لے جائینگے
نام اچھا یا برا سے جائینگے

گور مین ہم کیا ضیا سے جائینگے
شمع عشق مصطفےٰ لے جائینگے

تم جو جاہو لے چلو اے شاعرو
ہم پیمبر کی ثنا لے جائینگے

غور کیجے امتی کس کے ہین ہم
کیسے ہم دوزخ مین ڈالے جائینگے

قرب حق پائینگے عشاق رسول
ہین جو منکر وہ نکالے جائینگے

جلد بلوالو مدینہ یا نبی — دل کو ہم کبتک سنبھالے جائینگے

شائق دیدار حضرت ہون جیسے — حورین آنکھون مین بٹھالے جائینگے

سوئے یثرب میرے دل کے ساتھ ساتھ — شوق و ارمان کے رسالے جائینگے

شرمساری عذرخواہی عاجزی — ہم یہی پیش خدا لے جائینگے

گو زمین پر ہم ہین لیکن ایک دن — آسمان پر اپنے نالے جائینگے

کوئی اس غم کا ذرا دیکھے عروج — آسمان پر اپنے نالے جائینگے

روکنے والے فرشتے تو نہین — آسمان پر اپنے نالے جائینگے

خالی جاوینگے نہ ہم ای **بادشاہ**
اہل محفل کی دعا لے جائینگے

مصرع طرح ”ہم ذرا اور روش نار سے چلنے والے“

ہم کبھی عشق نبی سے نہین ٹلنے والے — مثل پروانہ ہین اس شمع پہ جلنے والے

دین احمد سے بدلتے دو بدلنے والے — اُف افسوس ہین وہ حشر مین ملنے والے

یاد آئیگی وہان بھی ہمین یثرب کی فضا — گلشن خلد سے کب ہم ہین بہلنے والے

حب دنیا نہین بعضونکو نکلنے دیتی — یون تو یثرب کو نکلتے ہین نکلنے والے

راستہ قرب الہی کا وہی پائینگے — دل سے جو شرع پیمبر پہ ہین چلنے والے

بادہ خوارون کا سنبھلنا تو ہے بالکل آسان — ہین کہان نشۂ دولت مین سنبھلنے والے

قلزم دہر مین مداح پیمبر گویا — صدف قلب سے موتی ہین اگلنے والے

نفع کیا ان سے جو ہین دین نبی سے آزاد — سرو گلشن نہین ہوتے کبھی پھلنے والے

بادشہ مین نہ لکھونگا کبھی جز نعت نبی
سارے اشعار ہین اس سانچے مین ڈھلنے والے

یہ غزل مشاعرہ اردو سوسائٹی مدراس کیلئے لکھی گئی اور رسالہ ترقی تجارت مین طبع ہوی

مصرع طرح "میرے حضور مجھکو تونگر بنائینگے"

دل کو نبی کے عشق کا مظہر بنائینگے
ہم بھی خدا کے گھر کو منور بنائینگے

ذکر نبی کا آئینہ دکھلا کے خلق کو
طبع رسا کو آج سکندر بنائینگے

اوراق دل پہ نعت کا دفتر لکھینگے ہم
رگہائے جان کے تار کا مسطر بنائینگے

آنکھیں بچھاتے جائینگے یثرب کی راہ مین
ہم سر کو اپنے پاؤن کا ہمسر بنائینگے

دیکھینگے پھر دوبارہ مبارک وہ آستان
بگڑا ہے بخت اسکو مکرر بنائینگے

رگڑینگے وہان جبین کو پئے سجدۂ خدا
داغ جبین کو غیرت اختر بنائینگے

کرتے ہین وصف نکہت گیسو کا ہم ترے
مجلس کو سارے آج معنبر بنائینگے

اعدائے دین کے دل مین خلش کیون نہو فزون
ای نوک خامہ ہم تجھے نشتر بنائینگے

ہے تیرے آفتاب ہدایت کا یہ بیان
ہم ذرہ ذرہ کو مہ انور بنائینگے

ہر خار مین عیان گل رعنا کا ڈھنگ ہو
ہر یک خزف کو روکش گوہر بنائینگے

روئینگے گر نہ پائینگے جنت مین تیری دید
آنکھون کو اپنے چشمۂ کوثر بنائینگے

جب ہم سنائینگے تری رحلت کا واقعہ
ہر صف کو خلق کے صف محشر بنائینگے

حق نے کہا کہ تجھسا کوئی ذی شرف نبی
ہم نے نہین بنایا نہ اب پھر بنائینگے

خوبان بھی وصف احمد مرسل کے واسطے
صل علی کے لفظ کا زیور بنائینگے

میلاد کی خوشی مین چراغان کرینگے ہم
ہر یک مکان کو خلد کا منظر بنائینگے

ہم [illegible] سنینگے وعظ و قصاید کے جابجا
عقبیٰ کے زادراہ کو بہتر بنائینگے

بیشک طفیل درہم و دینار داغ عشق
میرے حضور مجھکو تونگر بنائینگے

ہمکو ذریعہ نعت نبی کا ہے کشفی
یثرب مین قبر اپنی مقرر بنائینگے

اشعار بادشاہ یہ کہتے ہین بار بار
ہم مومنون کے دل کو مسخر بنائینگے

مائل نعت ہے ہر وقت طبیعت میری
اندنون رشک ملائک ہے سعادت میری

یک نظر اسکے کرم کی ہو تو پھر محشر مین
حور و غلمان مرے کو ترمراحت میری

آگیا جا کے مدینہ نہ کیا اپنا مقام
ہائے غفلت یہ مری حیف یہ قسمت میری

چشم باطن سے جو حاصل ہے حضوری تیری
کیون نہ قربان ہو بصیرت پہ بصارت میری

اُس لب پاک کے صدقے کہ کہا تھا جس نے
زایر روضہ پہ واجب ہے شفاعت میری

صورت بلدۂ طیبہ کا ہون شائق یارب
آرزو جلد یہ برلا کسی صورت میری

مانع راہ ہین ہرچند کہ اسباب جہان
شوق کو اور بڑہا دیتی ہے ہمت میری

تیرے رخسار سے تشبیہ نہ دونگا ہرگز
ماہ و خورشید کرین لاکہ لجاجت میری

بادشہ مجھکو ہے شاہان جہان سے کیا کام
در احمد کی گدائی مین ہے عزت میری

جہان مین تم سا کوئی صاحب جمال بہی ہے
کہ جسکا عاشق شیدا وہ ذوالجلال بہی ہے

ہے راضی ان سے خدا جو تمہارے ہین عشاق
رضائے حق سے کوئی عمدہ تر مآل بہی ہے

ہمیشہ مست ہین ہم عشق سرور دین مین
یہ وہ شراب ہے جو پاک ہے حلال بہی ہے

تصدق اس شہ والا کے ذات مین جسکے
کرم ہے قہر ہے لینت ہے اعتدال بہی ہے

صحابی دونون ہین دونون ہین جان نثار نبی
اگر صہیب اودہر ہے ادہر بلال بہی ہے

ہلال و بدر سے عالم پہ کہل گیا یہ راز
کمال جسکو ہے آخر اوسے زوال بہی ہے

نبی کے خال سے حیرت سے نجم تابان کو
خجل اس ابروئے خمدار سے ہلال بہی ہے

فقط تمہاری محبت نہین ہے سینہ مین
متاع شوق سے دل میرا مالامال بہی ہے

شفیع تم ہو ہمارے تو امتی ہم سب
نجات پانے مین کیا ہم کو احتمال بہی ہے

دوبارہ مجھکو مدینہ مین جلد بلوالو
یہ آرزو ہے یہی تم سے اب سوال بہی ہے

دماغ مین ہین خیالات سارے دنیا کے
بہلا کسیکو کبھی موت کا خیال بہی ہے

ہمارے واسطے تا حشر بس ہین یہ دو چیز | کلام پاک ہے یک ایک تیری آل بھی ہے

نظر کرم کی ہو اس **بادشاہ** عاصی پر
حقیر و عاجز و بیکس ہے خستہ حال بھی ہے

یہ نظم جلسۂ میلاد شریف سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ۱۳۲۹ ہجری کے لئے لکھی گئی

رسول اللہ کی مدح و ثنا ہر آن بہتر ہے | دل و جان نام پر اونکے جو ہو قربان بہتر ہے
اُنہی سے ہمکو عزت ہے انہی کی ہمکو الفت ہے | انہین کا ذکر ہے پیارا انہی کا دہیان بہتر ہے
وہی سرتاج ہین سب کے وہی محبوب ہین رب کے | انہی کی شرع اچہی انکا ہر فرمان بہتر ہے
خدا کے بعد افضل جز محمد کے نہین کوئی | اگر ایمان کی پوچہو تو یہ ایمان بہتر ہے
کہینگے اہل محشر دیکہکر اعزاز پیغمبر | خدا کی سلطنت مین واہ کیا دیوان بہتر ہے
سلاطین زمانہ کے تمامی جاہ و حشمت سے | گدایان در احمد کی عز و شان بہتر ہے
مدینہ اپنا مسکن ہو مدینہ اپنا مدفن ہو | یہی ہے آرزو عمدہ یہی ارمان بہتر ہے
مبارک ذات حضرت اسطرح ہے جملہ مرسل مین | خدا کے سب کتب مین جسطرح قرآن بہتر ہے
کیا ہے تونے پیدا ہمکو امت مین محمد کی | الٰہی تیرے احسانون مین یہ احسان بہتر ہے
منائین کیون نہ شادی آج ہم اسکے ولادت کی | نہ ہرگز ایسی نعمت کا ہمین کفران بہتر ہے
یہان خوشتر ہے ہمکو سیر گلزار مدینہ کی | وہان شاید تجہے فردوس ای رضوان بہتر ہے
یہی جنت مین عشاق نبی حورون سے کہدینگے | جو کچھ بہتر ہے حسن سیدا کو ان بہتر ہے
پلادو شربت دیدار اب اے ساقی کوثر | مریضان محبت کو یہی درمان بہتر ہے
جنون ہے عشق احمد کا ہون پرزے دامن دل کے | ہمارے واسطے صحرائے عربستان بہتر ہے
شریعت کا ہے جو پابند دل ہے اسکا اعلیٰ تر | ہے جسکو خوف عقبیٰ کا وہی انسان بہتر ہے
خلاف شرع داخل گر کوئی بہی بات ہو اسمین | نہ وہ توحید بہتر ہے نہ وہ عرفان بہتر ہے
ہے ساری محفلون مین محفل میلاد یون افضل | ہمارے جسم مین جیسی ہماری جان بہتر ہے

یہان موجود اب علما ہین شاعر ہین مقرر ہین
عنادل وہ ہین اور انکو یہ چمنستان بہتر ہے

یہ وہ محفل ہے جس مین خیر و برکت ہے سعادت ہے
دل مومن کو بیشک اسطرف میلان بہتر ہے

مبارک ہو یہ جلسہ آج منتظمین جلسہ کو
نجات آخرت کا انکے یہ سامان بہتر ہے

یہی ہے آرزو ہر سال یہ جلسہ رہے قائم
ہمارے دین کا ہر کیطرح اعلان بہتر ہے

ہے جنکے پاس اس دنیا کی وقعت دین سے افزون
ہمین کیا کام ہم ان سے رہین انجان بہتر ہے

الٰہی **بادشہ** کو رکھیے محکم حب احمد مین
ہمیشہ خانۂ دل مین یہی مہمان بہتر ہے

یہ نظم جلسہ عید المیلاد سنہ ۱۳۳۳ ہجری کے لئے لکھی گئی

آج میلاد پیمبر کا مبارک دن ہے
آج کیا رحمت داور کا مبارک دن ہے

آج دنیا مین ہوے باعث دنیا پیدا
آج ہم سب کے مقدر کا مبارک دن ہے

آج کی عید ہے سرتاج تمام عیدون کی
آج سب نبیون کے افسر کا مبارک دن ہے

دن یہ مسعود نہین ہے فقط انسان کیلئے
ملک و جن کے بھی لشکر کا مبارک دن ہے

حورین جنت مین فلک پر ہین ملایک کہتے
آج پیدائش سرور کا مبارک دن ہے

کسقدر جوش پہ ہے فرحت عید المیلاد
آج مومن کے ہر ایک گھر کا مبارک دن ہے

کون ہے وہ جو نہین نعت نبی مین مصروف
آج ہر ایک سخنور کا مبارک دن ہے

ایضاً

زبان جبتک دہن مین اور تن مین جان باقی ہے
رسول اللہ کی مدح و ثنا ہر آن باقی ہے

قسم حقکی ہے بیشک ہم چلے جائینگے جنت مین
ہمین کیا خوف محشر ہے اگر ایمان باقی ہے

نبی باقی نہین دنیا مین لیکن اسنے چھوڑا ہے
ادہر آل اسکی باقی ہے ادہر قرآن باقی ہے

نہ ہو تعظیم گر انکی نہ ہون گر انکے ہم پیرو
تو پھر کیا دین کی عظمت ہے پھر کیا شان باقی ہے

دوبارہ دیکھلون آنکھون سے مین روضہ پیمبر کا
کوئی ارمان نہین دلمین یہی ارمان باقی ہے

خوشی مین اس مہ میلاد کے ہین سب کے داخل
ملک باقی نہ جن باقی نہ یہ انسان باقی ہے

طفیل احمد مرسل الٰہی بخشدے اسکو
جہان مین بادشہ یک عبد نافرمان باقی ہے

غزلیات حسن و عشق

یہ غزل جناب محمد عبدالرزاق صاحب راسخ صدر مدرس مدرسہ فوقانیہ گلبرگہ کے مصرع طرح پر لکہی گہی

تیرا سودا نہو جس سر مین وہ سر کچھ بہی نہین
درد تیرا نہ ہو جس مین وہ جگر کچھ بہی نہین

جسطرح غیر پہ ہے مجھپہ نظر کچھ بہی نہین
جو عنایت ہے ادہر ہی ہے ادہر کچھ بہی نہین

ظلم جو کرتے ہین کر لیجیے حیرت یہ ہے
اے بتو کیا تمہین اللہ کا ڈر کچھ بہی نہین

باعث شہرت زہاد ہے رندون کا وجود
گر نہو عیب تو پھر قدر ہنر کچھ بہی نہین

دست قاتل کی خطا ہے نہ قصور خنجر
سخت جانی کا برا ہو کہ اثر کچھ بہی نہین

خط نمایان ہنین رخ پر ابہی اس کمسن کے
یہ وہ مصحف ہے جسے زیر و زبر کچھ بہی نہین

صدمہ ہجر ہے کیا وصل کی جب ہو امید
سچ ہے اس نفع کی نسبت یہ ضرر کچھ بہی نہین

چہوڑتا کیون در لیلی کو جو عاشق ہوتا
عشق کیا چیز ہے مجنون کو خبر کچھ بہی نہین

بادشہ خوف نہین ہے سفر عقبیٰ کا
مگر افسوس یہ ہے زاد سفر کچھ بہی نہین

یہ غزل اخبار تحفۂ قیصری مدراس مطبوعہ ۱۶ اکٹوبر ۱۹۰۲ء مین شائع ہوی تھی

ہے یہ کس رشک مسیحا سے محبت میری
صدقے ہوتی ہے مرض پر مرے صحت میری

نہ وہ آیا پس مردن مجھے مٹی دینے
خاک نکلیگی مرے دل سے کدورت میری

غم ہے کیا پاس مرے کوئی رہے یا نہ رہے
پاس و حرمان مرے کرتے ہین رفاقت میری

کسکو کیا حق ہے تری وصف سے اب منع کرے
میرا کاغذ ہے قلم میرا طبیعت میری

کفِ پا سے بہی ترے انکو نہ دونگا تشبیہ
ماہ و خورشید کرین لاکھ لجاجت میری

اپنے کوچے سے جو باہر وہ گیا مین نے کہا
آج خالی ہے مرے حور سے جنت میری

علم آہ کے ہمراہ ہے فوج طفلان
دیکھیے عالم وحشت مین بھی شوکت میری

ناوک غم سے جگر چھد گیا پر خوف ہے یہ
اس دریچے سے نہ نکلے کہین حسرت میری

بادشہ کیون نہ رہون دل سے مین ممنون اسکا
مجھکو بیکار نہ رکہی کبھی فرصت میری

مستزاد نعتیہ

(جو ایک قصیدہ خوان کے فرمائش سے لکھا گیا)

مجھکو بلجا دیار محمدؐ یا الٰہی یا الٰہی
جلد دکھلا مزار محمدؐ یا الٰہی یا الٰہی

رتبہ نزدیک تیرے جو کچھ تھا سب مین اعلے اوسنے پایا
کیا لکھون افتخار محمدؐ یا الٰہی یا الٰہی

سب ہین طالب لب ترے وہ ہی مطلوب تیرا محبوب تیرا مرغوب
جان و دل ہین نثار محمدؐ یا الٰہی یا الٰہی

خوش نہ آوے مجھے باغ رضوان حور و غلمان قصر و ایوان
گر نہ دیکھون بہار محمدؐ یا الٰہی یا الٰہی

تازہ جبتک جہانکا چمن ہے دل کو میرے کیجیے کیجیے
بلبل گلعذار محمدؐ یا الٰہی یا الٰہی

شق کیا چاند کو جب فلک پر وہ پیمبر غل تھا یکسر
ہے عجب اختیار محمدؐ یا الٰہی یا الٰہی

بادشہ شرع احمدیہ قائم رہے دائم کہتے ہر دم
گر نہ تو شرمسار محمدؐ یا الٰہی یا الٰہی

ایضاً

کس سے ہووے ادا حمد تری سب سے ہے بالا
اے بار تعالےٰ

تو پاک و منزہ ہے تو ہے سب سے نرالا
اے بار تعالےٰ

یہ عقل یہ جان اور یہ تن تونے دیا ہے
سب تیری عطا ہے

مادر کے شکم مین ہمین نو ماہ ہے پالا
اے بار ہتعالے
مجبور ہین محتاج ہین ہم عاجز و ناچار
تو مالک و مختار
جو چاہے کرے کون تجھے روکنے والا
اے بار ہتعالے
ہر شئی سے تری صنعت و حکمت ہے ہویدا
عالم ترا شیدا
ہر ذرہ مین ہے تیرے ہی قدرت کا اجالا
اے بار ہتعالے
ہر پھول کو پوشاک جدا تو نے عطا کی
کیا شان ہے تیری
تو نے ہی درختون کو دیا سبز دوشالا
اے بار ہتعالے
مقبول جہان ختم رسل شافع محشر
ہے اپنا پیمبر
جس نے دل کفار مین یک زلزلہ ڈالا
اے بار ہتعالے
بندہ ہے ترا بادشہ خستہ دل افگار
شرمندہ گنہگار
جز تیرے ہے کون اسکی خطا بخشنے والا
اے بار ہتعالے

مدح خلفائے راشدین رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین

یہ نظم جلسۂ فضایل خلیفۂ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ منعقدہ ۲۴ ربیع الاول ۱۳۳۲ھ مین پڑہی گئی

رسول اللہ کے پہلے خلیفے حضرت صدیق رض
تمام امت کے سچے رہنما تھے حضرت صدیق رض
اشارہ حق کا ہے جب ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ
نہ پوچھو شان و عظمت مین تھے کیسے حضرت صدیق رض
وفات سرور عالم ہوی ہے جس مہینے مین
اسی مہ مین خلافت کو سجائے حضرت صدیق رض
وجاہت مین ریاضت مین صداقت مین شرافت مین
عدیم المثل کیا عمدہ بشر تھے حضرت صدیق رض
شرف کا لفظ خود ہر دم کمربستہ تہا خدمت مین
فضیلت نام والا پر تہی صدقے حضرت صدیق رض
صحابہ تھے نبی کے ایک سے ایک افضل و اکمل
مگر اوصاف دیگر تھے تمہارے حضرت صدیق رض
وفاداری تہی غمخواری تہی سچی جانثاری تھی
پیمبر کے تھے کیسے دوست سچے حضرت صدیق رض

بنی نے جب سنایا واقعہ معراج کا اسپنے
نہ کیون مغضوب اللہ وہی ہو جائے وہ انسان
گروہ انبیا کے بعد صدیقون کا رتبہ ہے
ہوی ہے اور افزون روشنی دین پیمبر کی
ہمیشہ حکم حق حکم بنی پر تہا عمل اُن کا
تہا ڈہائی سال کا عہد خلافت بسکو طی کر کے
جو انون مین توحید رپہلے ایمان لائے حضرت پر

کہا صدقنا تم نے سب سے آگے حضرت صدیق رضہ
رکہا ہے دل مین جس نے بغض تم سے حضرت صدیق رضہ
ملے صدیقیت کے تمکو رتبے حضرت صدیق رضہ
خلافت سے جو مثل مہر چمکے حضرت صدیق رضہ
محب اللہ کے اللہ والے حضرت صدیق رضہ
ہزاران حیف اس دنیا سے گذرے حضرت صدیق رضہ
مگر سن یافتہ لوگون مین پہلے حضرت صدیق رضہ

نہین علم و کمال اس بادشاہ خستہ حالت کو
تمہاری مدح وہ کسطرح لکھے حضرت صدیق رضہ

یہ نظم منقبت حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالے عنہ مین لکھی گئی۔

خلیفہ شہ جن و بشر جناب عمر رضہ
دوم خلیفہ وہ خلفاء راشدین مین تھے
خلافت اور نیابت کے اوج پر بیشک
عمر کے نام سے کفار کانپ جاتے تھے
جہان مین کفر و ضلالت کو بت پرستی کو
ہزارون سیکڑون فتوح ہو گیے ہین ملک
حوالہ بیت مقدس کیا نصارا نے
فقط یہ رعب تہا دین بنی بر حق کا
خلافت آپ نے دس سال اچھے چھیئے کی
پتنگ جیسا ہے ہر وقت شمع پر قربان
کہا بنی نے نہین میرے بعد کوئی بنی

عجیب نامور و مقتدر جناب عمر رضہ
نگروہ رکھتے تھے شان دگر جناب عمر رضہ
مثال مہر تھے خشندہ تر جناب عمر رضہ
تھے رزمگاہ مین یک شیر نر جناب عمر رضہ
کیا ہے خوب ہی زیر و زبر جناب عمر رضہ
تھے خادم آپ کے فتح و ظفر جناب عمر رضہ
پڑی جو آپکے رخ پر نظر جناب عمر رضہ
نہ اور رکھتے تھے کچھ کر و فر جناب عمر رضہ
کیا جہان سے پھر اپنا سفر جناب عمر رضہ
فدا بنی پہ تھے یون عمر بھر جناب عمر رضہ
بنی جو ہوتا تو ہوتا مگر جناب عمر رضہ

یگانہ تھے وہ ریاضت مین اور عبادت مین — خدا کے رہ مین تھے بستہ کمر جناب عمرؓ

کیا جدا حق و باطل لقب ملا فاروق — لقب یہ کیسا تھا زیبندہ تر جناب عمرؓ

موازنہ ہو عدالت سے آپ کے کیونکر — کہان وہ رتبۂ کسریٰ کدھر جناب عمرؓ

وہ عدل دین مجوسی یہ عدل دین نبی — خزف کے طرح ہے وہ اور گہر جناب عمرؓ

نبی پہ وحی جو اتری تو اونکے حسب الرائے — تھے کیسے صاحب عزو وقر جناب عمرؓ

ہے کس کے عہد مین یون دین کو فروغ ہوا — دکھایا آپ نے سچا اثر جناب عمرؓ

ہمیشہ ہم رضی اللہ عنہ کہتے ہین — تھے آپ حامی دین کس قدر جناب عمرؓ

حقیر تھی پر پشہ سے بھی انہین دنیا — و فور رکھتے تھے گو مال و زر جناب عمرؓ

طفیل آپ کے ہو بادشہ کے عفو گناہ
دعا خدا سے ہے شام و سحر جناب عمرؓ

یہ نظم جلسۂ خلافت چہار خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے لئے لکھی گئی۔

معظم کون ہین بعد نبی چارون خلیفے ہین — ابو بکرؓ و عمرؓ عثمانؓ علیؓ چارون خلیفے ہین

خلافت مین سیاست مین شجاعت مین ریاضت مین — کہ ہر یک صفت مین [illegible] چارون خلیفے ہین

خدا راضی پیمبر خوش خلائق مین ہین یہ مقبول — ہمارے مقتدا سر و جلی چارون خلیفے ہین

فروغ دین ہے انسے ہوے یہ دین کے والی — ہوا دین متین جن سے قوی چارون خلیفے ہین

مناقب انکے بیحد ہین مناصب انکے جید ہین — جوان ہمت جوانمرد و جری چارون خلیفے ہین

بڑہاؤن کسکی مین عزت گھٹاؤن کسکی مین شوکت — عجب اعزاز کے فی الواقعی چارون خلیفے ہین

جو امت مین پیمبر کے ہین ان سے بادشہ کہدو
کہ بیشک لائق حب دلی چارون خلیفے ہین

مدح اہل بیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

یہ غزل گلدستۂ عروج خیال مدراس کیلئے لکھی گئی مصرع طرح "ہر جا بطرز تازہ ظہور امام ہے"

اے سبط مصطفےٰ ترا عالی مقام ہے
عز و شرف مین تیرے بھلا کیا کلام ہے

تو راحت علیؑ ہے جگر گوشۂ بتول
تو ہی فروغ دیدۂ خیر الانام ہے

ہم کیا ہین بلکہ سارے جوانان خلد کا
سید ہے پیشوا ہے تو بیشک امام ہے

ہرگز نہین ہے ماہ محرم پہ منحصر
غم تیرا تا قیام قیامت مدام ہے

تھی انتہا جو ظلم کی اعدا سے ہو گئی
صبر و رضا کی حد جو ہے تجھپر تمام ہے

تجھ سا امام دین کو جنھون نے کیا شہید
حیرت ہے اہل دین مین پھر انکا نام ہے

دنیا مین جو سزا تھی وہ اعدا کو ملگئی
محشر مین اور پیش خدا انتقام ہے

تشنہ رکھا ستم کیا خنجر چلا دیا
آل رسول کا یہ عجب احترام ہے

گل کر رہے ہو دین نبی کے چراغ کو
اندھیر تم مین کیسا یہ اے فوج شام ہے

رن مین ترے رفیقون نے کی اپنی جان فدا
لاریب انکے واسطے دار السلام ہے

کافی ہے **بادشاہ** پہ یک لطف کی نظر
یہ بھی ترے غلامون مین ادنی غلام ہے

سلام در غم امام ہمام حسب فرمایش احباب کرڑہ پہ

آج مین لکھون غم شبیر اپنے ہاتھ سے
کربلا کی کھینچدون تصویر اپنے ہاتھ سے

شاہ کو بلوا کے آخر کوفیون نے کی دغا
سیکڑون نامے کئے تحریر اپنے ہاتھ سے

وہ صداقت وہ عقیدت ہے کہان اے کوفیو
کھوئی تم نے عزت و توقیر اپنے ہاتھ سے

ہل گئے ارض و سما افسوس جب دم شمر نے
حلق پر شہ کے رکھی شمشیر اپنے ہاتھ سے

بعیت فاسق سے شہ کو اسلئے نفرت رہی
تا نہ ہو کچھ دین کی تحقیر اپنے ہاتھ سے

جان اپنی جسنے کی شہ کی رفاقت مین نثار
خلد مین گھر کر لیا تعمیر اپنے ہاتھ سے

بولا عابد نے مین غمگین ہون مجھے ایذا نہ دو
ڈال لیتا ہون مین خود زنجیر اپنے ہاتھ سے

کیا خطا تھی اصغر معصوم کی اے حرملہ
تو نے اسپر بھی چلایا تیر اپنے ہاتھ سے

بادشہ سچ بات ہے یہ روبرو تقدیر کے
چل نہین سکتی کوئی تدبیر اپنے ہاتھ سے

سلام دیگر - احباب کثیرہ کی فرمائش سے انکے مجوزہ مصرع طرح پر لکھا گیا -

شہ نے کہا کیا چیز ہین اعدا مرے آگے
اک وار مین کٹ جائینگے صد ہا مرے آگے

دکھلاؤن مین کیا اپنا یہان زور شجاعت
تسلیم و رضا کا ہے تقاضا مرے آگے

لخت دل زہرا ہون نبی کا ہون نواسا
بتلاؤ بہلا کس کا ہے رتبہ مرے آگے

ہر وقت اطاعت مین ہوئین مرضی حق کے
اعدا نے کیا ظلم ہے کیا کیا مرے آگے

ذی جان رہ خلاق مین ستر پہ دو تن نے
یک ایک سے جنت کو سدہارا مرے آگے

عباس برادر نے بہی پائی ہے شہادت
اکبر سا جوان مرگیا بیٹا مرے آگے

شش ماہ کا یک طفل تہا میرا علی اصغر
تیر اسپہ بہی اعدا نے چلایا مرے آگے

مجہکو نہ گلہ ہے نہ شکایت ہے کسی سے
خوشنودی خالق کا ہے جلوہ مرے آگے

اے بادشہ خستہ غم آل نبی مین
عالم کا ہے کچھ اور ہی نقشہ مرے آگے

یہ سلام - اخبار جریدۂ روزگار مدراس مطبوعہ ۷ محرم الحرام ۱۳۲۴ ہجری مین شائع ہوا تہا -

نہ ہوا سبط پیمبر کو میسر پانی
آہ اے تیغ ترے منہ پہ ہے کیونکر پانی

دیتے کسطرح شہ دین کو ستمگر پانی
انکو تکلیف تہی دوزخ مین مقرر پانی

لعل زہرا کا رہا پیاس سے رن مین بیتاب
کیون نہ سینے مین صدف کے ہوا گوہر پانی

اس سے کیا بڑہکے ستم تشنہ رہین آل نبی
اور پیتے رہین اسپ و خر و اشتر پانی

بد دعا دیتے اگر شہ تو عجب کیا اسکا
حشر تک ملتا کسی کو نہ زمین پر پانی

امتحان تہا یہ فقط صبر و رضا کا ورنہ
کیا نہ دے سکتا او نہین خالق اکبر پانی

پیاس کا شکوہ وہ لائینگے زبان پہ کیونکر
آب خنجر کو سمجہتے ہین جو خوشتر پانی

حالت تشنگی شاہ بیان ہم جو کرین	پانی کیا چیز ہے پانی کا ہو جوہر پانی
خشک لب تونے رکھا آہ نبی زادون کو	آبرو تیری رہی دہر مین کیون کر پانی
غم شبیر کا شاید یہ اثر ہے جو مدام	مثل سیماب سمندر کا ہے مضطر پانی
روح شہ نکلی ادہر اور ادہر خلد مین تہین	حورین ہاتھون مین لیے سیکڑون ساغر پانی
دل اعدا نہوا نرم اگر اسکے عوض	سنگ بہی ہوتا تو ہوجاتا پگہل کر پانی

بادشہ نخل غم شاہ نہ کیون ہو شاداب
آج آنکہون سے رواں ہے مرے یکسر پانی

یہ سلام اخبار جریدہ روزگار مدراس مطبوعہ ۸ محرم الحرام ۱۳۲۶ھ مین شایع ہوا تہا۔

آہ اے مجرئی پہر ماہ محرم آیا	پہر غم و رنج کا اس دہر مین موسم آیا
چاک سینہ ہے سیہ پوش ہے خامہ میرا	آیا کاغذ پہ تو با دیدۂ پر نم آیا
کربلا کے وہ مصائب مجہے یاد آنے لگے	ذکر شبیر زبان پر میرے پیہم آیا
کسکے ماتم سے گران بار ہے پیر گردون	بے سبب پشت مین اسکے یہ نہین خم آیا
اشک ریز اب غم شہ مین ہے جو لے دیدۂ تر	تیرا ہم مرتبہ کوثر نہ تو زمزم آیا
بوسہ گاہ نبوی حلق مطہر جسکا	آہ وہ حلق تہ خنجر دو دم آیا
کوئی مظلوم نہین سبط نبی کے مانند	کوئی دنیا مین نہین شمر سا ظالم آیا
تین دن کا تو وہ پیاسا تہا مگر اف نہ کیا	آیا جب رن مین تو بیحد خوش و خرم آیا
کیا شکیبائی تہی کیا صبر تہا اللہ اللہ	جس سے حیرت زدہ ہر قالب آدم آیا

بادشہ جنکو ہے انکار شہادت ان پر
کیا عجب گر غضب خالق عالم آیا

یہ سلام اخبار مخبر دکن مدراس مطبوعہ ۱۱ محرم الحرام ۱۳۲۴ ہجری مین شایع ہوا تہا

اے مجرئی جب ماہ محرم نظر آیا	عالم مین عجب رنج کا عالم نظر آیا

ہر دل ہے طپان اور ہر یک جان ہے بیتاب
ہر دیدہ مجھے دیدۂ پرنم نظر آیا

مثل کف افسوس ہر یک برگ چمن ہے
ہر نخل ہی نخل غم و ماتم نظر آیا

خارون مین ہو جسطرح نمایان گل رعنا
اعدا مین وہ یون شاہ مکرم نظر آیا

شبیر سا مظلوم بھلا دیکھا ہے کس نے
ابتک نہ کوئی شمر سا ظالم نظر آیا

جس حلق مبارک پہ نبی دیتے تھے بوسہ
ہے ہے وہ تہ خنجر دودم نظر آیا

فرزند و اقارب ہوئے جان شاہ کے آگے
ہر یک رہ خالق مین مقدم نظر آیا

آگاہ نہ تھے اہل ستم رتبۂ شہ سے
خفاش کو کب مہر کا عالم نظر آیا

اللہ رے ثابت قدمی سبط نبی کی
دیکھا جسے مقتل مین وہ خرم نظر آیا

دنیا مین غم آل پیمبر کے مقابل
غم جو نظر آیا وہ بہت کم نظر آیا

اے بادشہ خستہ جگر روز جزا تک
ہر دل مین یہ غم قایم و پیہم نظر آیا

مدح غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ نظم جلسۂ یازدہم ربیع الآخر کے لئے لکھی گئی

رئیس الاولیا ہے غوث اعظم
امام الاتقیا ہے غوث اعظم

شبستان جہان ہو کیون نہ روشن
مہ چرخ ہدا ہے غوث اعظم

ہے اعظم تیرا منصب تیرا رتبہ
لقب تیرا بجا ہے غوث اعظم

تری توصیف توصیف نبی ہے
تو جزو مصطفے ہے غوث اعظم

تو ہے لخت دل زہرا و حیدر
تو محبوب خدا ہے غوث اعظم

ہین تیرے خوشہ چین سب اہل عرفان
تو سب کا مقتدا ہے غوث اعظم

وہی سچا محب مصطفے ہے
جسے تیری ولا ہے غوث اعظم

شرف وہ ہے کہ خود لفظ شرف کو	شرف تجھ سے ملا ہے غوث اعظم
چمن تیرے فیوض باطنی کا	عجب پھولا پھلا ہے غوث اعظم
شہود جذب و عرفان ذوق و وجدان	یہ سب تیری عطا ہے غوث اعظم
مجھے مانع ہے اب حد شریعت	کہوں کسطرح کیا ہے غوث اعظم
خدا کی معرفت ہے مثل دریا	تو دُرِّ بے بہا ہے غوث اعظم
جمال پاک سے تیرے سراسر	عیاں نور خدا ہے غوث اعظم
ہیں گویا سورۃ واللیل گیسو	ترا رخ والضحیٰ ہے غوث اعظم
کہا مشک ختن زلفوں کو تیرے	یہ کیا میری خطا ہے غوث اعظم
ولایت ذات پر ہے تیری نازاں	تری ہر دل میں جا ہے غوث اعظم
ادب سے سر تمامی اولیا کا	ترے آگے جھکا ہے غوث اعظم
ادا ہو مجھسے کیونکر وصف تیرا	مجھے کیا حوصلہ ہے غوث اعظم

نہیں کچھ اور ارمان بادشہ کو
ترا شوق لقا ہے غوث اعظم

ایضاً

ہم کیا ہیں ہم سے کیا ہو بیان عز و شان غوث	جن و ملک ہیں صبح و مسا مدح خوان غوث
ہر وقت کہہ رہے ہیں یہی خادمان غوث	کوئی بجز خدا کے نہیں رتبہ دان غوث
جنات بھی شریک تھے محفل میں وعظ کے	کسدرجہ تھا موثر و دلکش بیان غوث
غنچہ کے رنگ و بو سے ہے محظوظ یک جہاں	تا حشر بے خزاں ہے یہی بوستان غوث
منفک ہو گل سے جزو یہ ممکن نہیں کبھی	گویا ہے خاندان نبی خاندان غوث
اوس سے مہ عدن کہلا تھا گنج معرفت	تھی کیا کلید ستہ الٰہی زبان غوث

اے پیر چرخ تو ہے کہن سال سچ بتا
دیکھا کسی ولی کو جہان مین لسان غوث

خوش قسمتی پہ ناز کرے کیون نہ دل مرا
آنکھوں سے دیکھہ لونگا اگر آستان غوث

اللہ سے دعا ہے یہی **بادشاہ** کی
خالی نہ کیجے مجھہ سے صف عاشقان غوث

یہ غزل شاعرہ اردو سوسیٹی مدراس کے لئے لکھی گئی اور رسالہ "ترقی تجارت" مین طبع ہوی

مصرع طرح "آگئی جب کوئی مشکل تو پکارا یا غوث"

تو جو اللہ کے پیارے کا ہے پیارا یا غوث
تیری الفت نہین کس دل کو گوارا یا غوث

بحر توحید الہی کا شناور تو ہے
شرک سے تجھکو ہے یک لخت کنارا یا غوث

اولیا صورت انجم ہین تو ہے مہر منیر
کیا ہے درخشان تری عظمت کا ستارہ یا غوث

معجزات نبوی سے ہین کرامات ترے
منکرون کو نہین جز عجز ہے چارہ یا غوث

صورت باد بہاری ہین تیرے ملفوظات
چمن دین کو کیا تو نے سنوارا یا غوث

گر بیان شوق زیارت کی کرون بیتابی
رشک سے ہو دل سیماب بھی پارہ یا غوث

سیر بغداد کی ہے صرف تمنا دل کو
نہین ہمکو ہوس بلخ و بخارا یا غوث

خوش نصیبی پہ نہ کیون فخر ہو ہمکو ہر دم
گر ہو حاصل تری تربت کا نظارہ یا غوث

کیا عجب شوق سے ہو جاتے ترے حلقہ بگوش
دیکھتے تجھکو جو اسکندر و دارا یا غوث

بوئے گیسو سے خجل ہے نہ فقط مشک ختن
منفعل عنبر سارا بھی ہے سارا یا غوث

نفع گو لاکھہ بھی دنیا کا ہو حاصل کیا ہے
تیرے اعدا کو ہے عقبی کا خسارہ یا غوث

میرا سینہ ہو نہ کیون گنج شہود و عرفان
نظر لطف ہو گر تیری خدارا یا غوث

لا نہین سکتے ہین پیرایۂ الفاظ مین ہم
ہے فزون جوش عقیدت جو ہمارا یا غوث

وصف حد سے متجاوز ہو قلم سے کیونکر
شرع مین حد سے نہین بڑھنے کا یارا یا غوث

اولیا کی بھی قیامت مین شفاعت حق سے

بادشہ کیونکہ ہو نہ کیون تیرا سہارا یا غوث

مخمسات

خمسہ تضمین قصیدۂ نظام

اس قصیدہ کو منشا انجمن حیدرآباد دکن کے ایک بزرگوار نے ۲۳ ڈسمبر ۱۸۹۹ء مین بغرض تضمین مصنف کے پاس بہیجا تہا جسوقت تضمین کرکے روانہ کیا گیا انھون نے نہایت درجہ پسند کرکے خط شکریہ لکہا

یہ کسکے الفت سے مین طپان ہون یہ کسکے دیدار کا ہون خواہان
خبر رسان ہے نہ کوئی میرا مرے تسلی کا ہے یہ سامان
بھری ہین میرے دل اور جان مین ہزارون حسرت ہزارون ارمان
صبا بسوئے مدینہ رو کن ازین ثناگو سلام برخوان
بگرد شاہ رسل بگرد و بصد تضرع پیام برخوان

ہے میرا ممدوح مونسو وہ ہے جسکا مداح رب یزدان
چمن مین عالم کے مثل بلبل ہون یون ہی مین نغمہ سنج ہر آن
محبت اسکی ہے اصل ایمان اسی کا ہے ذکر جان عرفان
صبا بسوئے مدینہ رو کن ازین ثناگو سلام برخوان
بگرد شاہ رسل بگرد و بصد تضرع پیام برخوان

وہ ہین مبارک کہ جن کے دل ہین نبی کے عشق و ولا سے مملو
فلاح عقبیٰ جو چاہتا ہے دلا یہ غفلت کو چہوڑ کر تو
خوشا نصیب اونکے جنکو ہردم ملا زیارت کا عمدہ قابو
بہ نہ بچندین ادب طرازی سر ارادت بخاک آن کو
صلوٰۃ وافر بروح پاک جناب خیر الانام برخوان

مین وصف روئے مصطفےٰ ہون نہین ہے گلشن سے کام مجہکو
کدہر ہے تو اے نسیم سحری بہٹکتی پہرتی ہے کیون ہر یک سو
ہون شیفتہ انکے گیسوؤنکا غرض سنبل سے ہے سر مو
بہ نہ بچندین ادب طرازی سر ارادت بخاک آن کو
صلوٰۃ وافر بروح پاک جناب خیر الانام برخوان

ہزار اس حبہ البشر کا خدا ان آنکھونکو میرے دکہلاتے
وہان جو پہنچون تو روح سے میرے دمبدم مجہکو یہ صدا آئے
کرون تمنا نہ اور کوئی جو مدعا میرا مجہکو ملجائے
بہ باب رحمت گہے گزر کن بہ باب جبریل گہہ جبین سائے
سلام ربی علی نبی گہے بہ باب السلام برخوان

دلا مزار رسول حق پر ترا مقدر جو تجھکو پہنچایئے
قسم خدا کی خوشی کے مارے ترا کچھہ عالم ہی اور ہو جایئے

تو کرلے ہر در سے فیض حاصل پھر ایسی دولت کہاں سے تو پایئے
بہ باب رحمت گہے گزر کن بہ باب جبریل گہہ جبین سایئے

سلام ربی علی نبیؐ گہے بہ باب السلام بر خوان

اے ختم مرسل شفیع محشر شہ دو عالم حبیب والا
یہ تیرا رتبہ ہے کس نے پایا تجھے جو پایا خدا کو پایا

تری زیارت کا یہ طریقہ بیان کرتے ہیں بعض عرفا
بشو زخود صورت مثالی نماز بگزار اندر آن جا

بصوت خوش سورۂ محمد تمام اندر قیام بر خوان

لکھی ہے غزل نظام کی میں نے تضمین بطرز نیکو
زہے سعادت زہے مقدر جو اسکو شرف قبولیت ہو

حضور نبوی میں جانیوالوں سے تم بھی اے یار یہ کہہ دو
بنغمۂ درد آشنا شو بلحن داؤد ہم نوا شو

بہ بزم پیغمبر این غزل را ز عبد عاصی نظام بر خوان

خمسہ تہنیت

جو حضور پر نور میر عثمان علی خان بہادر فرمانروائے دکن خلد اللہ ملکہ کے عطائے خطاب
جی۔ سی۔ یس۔ آئی۔ پر لکھا گیا اور جناب محمد منور صاحب گوہر کے جلسۂ ٹی پارٹی میں پڑھا گیا

اے نظام ملک و دولت آصف عالیجناب
اللہ اللہ آپ کس اعزاز سے ہو کامیاب

جابجا بیحد ہے فرحت اور بہجت بحساب
دمبدم کہتے ہیں سارے انڈیا کے شیخ و شاب

ہو مبارک آپکو یہ جی۔ سی۔ یس۔ آئی کا خطاب

اعلیحضرت جارج پنجم سے ملا ہے یہ وقار
کون کہتا ہے نہیں سرمایۂ صد افتخار

جوش دل اب ضبط کر سکتے نہیں ہم زینہار
لب پہ یہ مصرع ہمارے آرہا ہے بار بار

ہو مبارک آپکو یہ جی۔ سی۔ یس۔ آئی۔ کا خطاب

چند ہی دن کا ہے وقفہ صبر گر فرمایئنگے
شک نہیں ایسے خطاب بہزشتی پایئنگے

یعنی وہ دن آئیگا شاہ دکن کھلایئنگے
ہم بھی سب ملکہ خوشی کے پھر ترانے گایئنگے

ہو مبارک آپکو یہ جی۔سی۔ایس۔آئی کا خطاب

کس رئیس ملک کو اب آپ پر ہے برتری　　کسکو یہ عزت یہ شوکت خالق عالم نے دی
دولت ترکش کو بجید ہے محبت آپ کی　　آنے والی اس خوشی کا پیش خیمہ ہے یہی

ہو مبارک آپکو یہ جی۔سی۔ایس۔آئی کا خطاب

باپ کے اوصاف سارے آپ مین ہین جلوہ گر　　بیشک سچ ہے پدر کا ہی نمونہ ہے پسر
بادشہ کی ہے دعا افزون ہو ہر شام و سحر　　عمر و دولت قدر و عزت جاہ و حشمت کر و فر

ہو مبارک آپکو یہ جی۔سی۔ایس۔آئی کا خطاب

تضمین بر مصرع آتش

یہ تضمین ترکون کے شکست "ایڈریانوپل" کے وقت حضرت آتش کے مصرع پر لکھی گئی

خدایا جب سے اس ہستی کے ہم بازار مین آئے　　ہزارون انقلاب چرخ بدکردار مین آئے
خوشی مین آئے رنج و غم کے بھی بازار مین آئے　　تمنا ہے یہی ہر دم لب اظہار مین آئے

سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار مین آئے

چراغ اسلام کا روشن رہیگا حشر تک ہر جا　　بجھانیسے کسی کے وہ نہین زنہار بجھ سکتا
رضائے حق پہ جو راضی ہے مومن ہے وہی پکا　　جو کہنا ہے کہو تم سب عقیدہ ہے یہی میرا

سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار مین آئے

سنائی کس نے یہ خبر شکست اڈریانوپل　　ہمارے دل کو صدمہ ہے ہماری روح ہے بیکل
قدم راہ شریعت مین کہین ہووے نہ متزلزل　　یہ مصرع کسقدر اچھا ہے تم پڑھ لیجئے اول

سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار مین آئے

خدایا ہم ترے بندے ہمارا تو ہی والی ہے　　جو تو چاہے کرے درگاہ تیری لاابالی ہے
مگر جو کام ہے تیرا نہین حکمت سے خالی ہے　　تری توفیق نے یہ بات اپنے دل مین ڈالی ہے

تسلیم خم ہے جو مزاج یار مین آئے

زوال ترک کا الزام یارب تجھپہ بیجا ہے — یہ گستاخی ہہ بے ادبی نہین تو اور پھر کیا ہے
جو کچھ ہے بھید تیرا وہ تجھی پر آشکارا ہے — رضینا بالقضا کا داہ کیا مفہوم اچھا ہے

تسلیم خم ہے جو مزاج یار مین آئے

کرومت فکر ترکون کی اگر قوت ہوی زایل — بنا ہے جو مہ نو پھر وہی ہوگا مہ کامل
نتیجہ شامت اعمال کا ہمکو ہوا حاصل — نہ کیونکر اس سخن کو ہم بنائین اپنا نقش دل

تسلیم خم ہے جو مزاج یار مین آئے

اثر گر دینی اخوت کا تمہارے دل مین ہے محکم — کرو تائید اپنے مال سے ترکون کی سب باہم
شکست وفتح کا مالک وہی ہے خالق عالم — مرا وردِ زبان ہے اسلیئے ای **بادشہ** پیہم

تسلیم خم ہے جو مزاج یار مین آئے

مسدس وترجیع بند

یہ مسدس بتاریخ ۹ رجولائی سنہ ۱۹۱۱ء شہر کوچین کے جلسۂ افتتاح انجمن اسلامیہ مین پڑھا گیا

ہے حمد خدا جسطرح بے نہایت — اسی طرح بے حد نبی کی ہے مدحت
فرشتون کی جس جا پہ قاصر ہے ہمت — بنی نوع انسان کی ہے کیا حقیقت

ہے بہتر زبان وقلم روک لین ہم
جو مقصود ہے اسکو پورا کرین ہم

تم اے شہر کوچین کے رہنے والو — رہو مستعد فکر دل سے نکالو
ارادہ کو تم اپنے محکم بنالو — بنا جلد علمی اشاعت کی ڈالو

کرو کام کرنا ہے جو کچھ شتابی

خدا سے عطا تم کو ہو کامیابی

ضرورت بہت مدرسہ کی یہان ہے — طلبگار ہر ایک طفل و جوان ہے
کرو سعی تم جب تلک تن مین جان ہے — معین و مددگار رب جہان ہے

جہالت کے پنجے سے سب کو نکالو
یہ صحرا ہے تم اسکو گلشن بنا لو

کوئی چیز علمی اشاعت سے بہتر — نہین ہے نہین ہے اس عالم کے اندر
یہی کام سب نیکیون کا ہے جوہر — یہی کام خوشنودی حق کا مظہر

اسی علم سے ہی فلاح جہان ہے
اسی علم سے آخرت مین امان ہے

یہان علم سے علم دین ہے عبارت — اسی کی ہے حاجت اسی کی ہے عظمت
نہین ہم کو انگلش سے زنہار نفرت — پڑہاؤ تم اسکو بقدر ضرورت

ضرورت سے زاید ہے انگلش پڑہانا
ہے دین اپنے ہاتھون سے گویا گنوانا

جہان مین جو طلباے انگلش ہین ہر سو — بھلا انہین بتلاؤ کچھ مذہبی تو
کسی مین ہے گر دینداری کا پہلو — وجود اسکا تم شاذ و نادر ہے سمجھو

سخن گر ہمارا نہ ہو تم کو باور
ہے آسان ذرا دیکھ لو آزما کر

شریعت کی پابندیان ان مین ہین کم — نماز اور روزہ کا کچھ بھی نہین غم
ہے تذلیل و تحقیر علما کی ہر دم — نرالا ہے انکے عقاید کا عالم

نہ جنت پہ مائل نہ دوزخ کے قائل
عبث انکے ہین پاس دینی مشاغل

ترقی ہو ہر طرح انگلش زبان کی | اسیکو وہ کہتے ہین قومی ترقی
پسندیدہ یہ بات اسوقت ہوگی | رہے قوم کے ساتھ جب قومیت بھی

نہین قومیت کا کچھ ان مین پتا ہے
عجب قومی اصلاح کا ادعا ہے

تعلق ہے دنیا و دین مین جو خوشتر | غلط اسکا مفہوم سمجھے ہین اکثر
سمجھہ لو نہین دین دنیا سے باہر | نہین دین ہرگز کوئی چیز دیگر

درستی دنیا کا ہی نام دین ہے
جدا دین دنیا سے ہرگز نہین ہے

کیا اسلیئے حق نے دنیا کو پیدا | کہ تا دین کا کام ہو اس سے زیبا
ہے یہ دین دنیا کا ماوا و ملجا | ہے آغاز و انجام اسپر ہمارا

نہ ہوتا اگر دین دنیا نہ ہوتی
تمدن کی تصویر زیبا نہ ہوتی

جو ارباب کوچین نے ہم کو بلایا | تواضع مدارا سے ممنون بنایا
محبت کا سکہ دلون مین بٹھایا | یہ بے ساختہ **بادشہ** نے سنایا

بصد جان و دل آج مسرور ہین ہم
تمہاری عنایت کے مشکور ہین ہم

یہ ترجیع بند جلسہ ندوۃ العلماء منعقدہ ۷ ماہِ شوال ۱۳۲۱ھ ہجری بمقام مدراس کے اخیر اجلاس کے روز پڑہا گیا تہا اور نداد ندوۃ العلماء مین اسکو داخل کیا گیا اور زیور طبع سے مزین بھی ہو چکا

شکر حق ہمکو ادا کرنے کا یارا کیا ہے | حوصلہ کیا ہے زبان کیا ہے سلیقہ کیا ہے
جلسہ ندوۂ علما جو دکھایا اس نے | عمدہ تر اس سے کوئی نعمت عظمیٰ کیا ہے
عالم خواب مین ہون یا ہو نہین بیداری مین | جلوۂ شان الہٰی ہے یہ جلسہ کیا ہے

دل یہ کہتا ہے مسرت سے میں معمور ہوں آج | شوق کہتا ہے کہ اب میرا تقاضا کیا ہے

آنکھ کہتی ہے مجھے خوب ملی دولت دید | میں یہ کہتا ہوں کہ تو نے ابھی دیکھا کیا ہے

واہ کیا تیرا نصیبا ہے لے شہر مدراس | جتنا تو فخر کرے آج یہ بیجا کیا ہے

کیسے کیسے علما تجھ میں ہیں رونق افزا | انکے بہر فضل و کمالات کا کہنا کیا ہے

دین انسے ہے یہی دین کے ہیں رہنما | نہ سنیں انکی تو پھر دین کا دعوی کیا ہے

قدر انکی نہ کریں قدر کریں ہم کسکی | گر نہ ہو انکی منا تو تمنا کیا ہے

یکدلی کیجئے قوم میں پیدا ہو جائے | کہئے پھر اسکے سوا ندوہ کا منشا کیا ہے

یکدلی جب نہو ممکن نہیں قومی اصلاح | ہم اگر لاکھ بھی سر پٹکیں تو ہوتا کیا ہے

خانہ جنگی کا برا ہو کہ کیا اسنے تباہ | دلسے جب دور تعصب ہو تو جھگڑا کیا ہے

کھینچ لائی ہے فقط اخوت اسلام اسکو | ورنہ ندوہ سے تعلق ہی ہمارا کیا ہے

ہم نہ ندوہ سے جدا ہیں نہ ہے وہ ہمسے جدا | ہم نے گر اسکو جدا سمجھا تو سمجھا کیا ہے

قطرہ بگریست کہ از بحر جدا ایم ہمہ
بحر بر قطرہ بخندید کہ ما ایم ہمہ

جلوہ افروز جو لے ندوہ دکھایا تو نے | قوم کو خواب تغافل سے جگایا تو نے

بھول بیٹھے تھے جو ہم قوم کی الفت کا سبق | اندنوں خوب ہمیں یاد دلایا تو نے

تیرے پر جوش مواعظ کا اثر کیا کہئے | قوم کے دل کو ہر یک وقت ہلایا تو نے

کوئی حیران کوئی ششدر رہے کوئی ہے بیخود | کیا یہ اعجاز سخن اپنا دکھایا تو نے

لعل و گوہر سے نہیں کم یہ تیرے معلومات | واسطے قوم کے خوب اسکو لٹایا تو نے

پیش آتے تھے درشتی سے مخالف ہر چند | انکو کس نرمی سے سمجھایا منایا تو نے

شان میں جسکے خدا نے ہے کہا خلق عظیم | خلق کا اسکے نمونہ یہ دکھایا تو نے

ایسی مجلس نہ عرب میں نہ عجم میں ہے کہیں | کسنے یہ پایا ہے اعزاز جو پایا تو نے

نزد حق اسکا صلہ تجھکو ملیگا کیا کیا — قومی اصلاح کا بیڑا جو اٹھایا تو نے

بدنصیبی ہے اگر نفع نہ لیں ہم تجھ سے — جسقدر حق تھا جتانے کا جتایا تو نے

لمعۂ رحمت حق گویا مجسم آیا — چشم عالم کو چکا چوند بنایا تو نے

گل ہے بلبل ہے فدا شمع پہ پروانہ نثار — ہمکو مفتون مگر اپنا بنایا تو نے

سوء ظن رکھتے ہیں جو اہل تعصب تجھ سے — نفع کیا انکو اگر لاکھ سنایا تو نے

آہ کس ذلت و ادبار میں ہے قوم اپنی — اور کیا چاہیئے گر اسکو بچایا تو نے

سر کنم شکوہ اگر تاب شنیدن داری
سینہ بشگافم اگر طاقت دیدن داری

مرحبا مرحبا اے ندوۂ علمائے زمان — کسقدر قوم کے گردن پہ ہے تیرا احسان

تیرے آنے سے ہوی ہمکو مسرت ایسی — گویا پیاسوں کے لئے ملگیا آب حیوان

ترو تازہ ہیں ترے فیض سے دل اور دماغ — تو ہے گر باد سحر ہم ہیں مثال بستان

مرض جہل و تعصب کا مسیحا تو ہے — تو اگر روح ہے ہم صورت جسم بیجان

ہم اگر زخم ہیں تو اسکے لئے ہے مرہم — ہم اگر درد ہیں تو اسکا ہے بیشک درمان

تو اگر صورت خورشید ہے ہم ہیں ذرات — کام خورشید کا ہے ذرہ نوازی ہر آن

غیر قوموں کو ترقی پہ ترقی ہے نصیب — ہے تنزل پہ تنزل ہمیں ہر آن و زمان

علم میں مال میں اور دین کے اشاعت میں مدام — دبدبہ انکا ہے رعب انکا زمانہ میں عیان

اب بھی غفلت جو کریں ہم تو خدا ہی جانے — کسطرح دین متین کا رہے دنیا میں نشان

کون کہتا ہے ضرورت نہیں اسوقت تری — کس مسلمان کو پیارا نہیں دین و ایمان

وائے قسمت کہ ترا چار ہی دن کا ہے قیام — وقت تو کم ہے مگر دل میں ہیں صدہا ارمان

آہ کب دیکھینگے ہم ایسا مبارک جلسہ — صورتیں ایسی نظر آئینگے پھر ہمکو کہاں

پھر کہاں آہ یہ پر جوش موثر وعظیں — پھر کہاں ایسے بزرگوں کی زیارت کا سماں

کہاں یہ شوق کہاں پھر یہ مذاق دینی
بادشہ دل سے یہ حسرت نہ مٹیگی ہرگز

ہم کہاں پھر یہ کہاں خوف خدا کا سامان
کیوں نہ یہ شعر رہے صبح و مسا ورد زبان

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روئے گل سیر ندیدیم بہار آخر شد

نصائح

یہ غزل مشاعرۂ حیدرآباد دکن کے طرحی مصرع پر لکھی گئی اور اخبار "مخبر دکن" مدراس مین شائع ہوی

مصرع طرح "مزار فیض پر اللہ کی رحمت برستی ہے"

عجب غفلت شعاری ہے عجب دنیا پرستی ہے
جو جاتا ہے یہان سے بس نہتا ہوی جاتا ہے
گران ہے اتفاق و یکدلی کا نقدان و زوال
ترقی غیر قومونکی ہو کیونکر قوم کو اپنی
نصیحت ناصحونکی سنگدل پہ کارگر کب ہو
ہزارون ہوشیارونکو کرین قربان ہم اسپر
رسول اللہ کے روضہ کا جہان سے وصف ہو کیونکر
ہین مقبول خدا سب اولیاء اللہ عجب کیا ہے

ہماری زندگی وہ ہے کہ جس پر موت ہنستی ہے
عدم آباد ہی اے ہمدمو کیا خوب بستی ہے
مگر بغض و حسد کی جنس ہر یک جا پہ سستی ہے
اودہر ہر کام مین چستی ادہر ہمت مین پستی ہے
یہ سچ ہے میخ آہن کی نہین پتہر مین دہستی ہے
مے عشق پیمبر کی جہان مین جسکو مستی ہے
ملائک کی بہی عظمت جو جبین جس جا پہ گھستی ہے
مزار فیض پر اللہ کی رحمت برستی ہے

مدینہ دیکھکر آیا ہے گرچہ بادشہ لیکن
دوبارہ دیکھنے کو آنکھ اب کیا ترستی ہے

مندرجہ ذیل غزلین مشاعرۂ وانمباڑی کیلئے لکھی گئین

مصرع طرح "رنج دوری مرہم زخم تمنا ہو گیا"

دین کی الفت گھٹی دنیا کا غلبہ ہو گیا
آہ حال قوم کیا آگے تہا اب کیا ہو گیا

تھی فقط نااتفاقی مدتون سے قوم مین
جب تعصب آیا سونے پر سہاگا ہوگیا

خوب تر دنیا وہی ہے دین جسکے ساتھ ہو
دین بے دنیا کے سمجھو بے نتیجہ ہوگیا

جامعیت دین اور دنیا کی ہمکو چاہیے
جب ہوئی یکطرفہ تو پھر نقصان پیدا ہوگیا

دین و دنیا کا تعلق جب نہ آیا ذہن مین
ہر طرف فتنے اٹھے ہر جا پہ جھگڑا ہوگیا

آدم و شیطان دونون بھی تھے مخلوق خدا
کارآمد ہوئے اور یہ نکما ہوگیا

تیرا اے قومی تنزل کون جانے اختتام
ہان کہینگے ہم یہی یا ہو رہا یا ہوگیا

واہ کہنے کی نہین حاجت مرے اشعار پر
آہ گر کہئے تو مقصد میرا پورا ہوگیا

دل وہی عمدہ کہ ہر یک کام مین ہو مستقل
کام وہ اچھا ادھر بس منھ سے نکلا ہوگیا

جاننے والے تو تجھکو جانتے ہین بادشاہ
غم ہے کیا گر اس غزل کا رنگ پھیکا ہوگیا

مصرع طرح "حسرتین دل کی رہ گئین دل مین"

جلوۂ ذکر حق رہے دل مین
یہی لیلیٰ ہو ایسے محمل مین

نہین دنیا کو دین پر ہے فروغ
ذرہ کیا مہر کے مقابل مین

ساکنان عدم کہین ہم کیا
ہم ہین دریا مین تم ہین ساحل مین

قبر مین ایک دن تو جانا ہے
آہ ہم تم ہین کن مشاغل مین

کجروی چھوڑ کر چلین سیدھا
سانپ جاتا ہے جسطرح بل مین

جاؤن پھر سوئے یثرب و بطحا
حسرتین دلکی رہگئین دل مین

اے نکیرین تم نہ کچھ پوچھو
حسرتین دلکی رہگئین دل مین

عشق کس گل کا ہے نہین معلوم
درد ہے نالۂ عنادل مین

خار کو گل سے کچھ بھی نسبت ہے
فرق یون ہی ہے حق و باطل مین

سہل ہے دین سمجھے ہو مشکل
غافلو تم ہو کیسے مشکل مین

لوگ کہتے ہین سرو کو آزاد ۔ ہے غلط پابگل ہے وہ گل مین

رو کہا پھیکا ہے بادشہ کا سخن
کیا جمے رنگ اسکا محفل مین

یہ غزل حسب فرمائش حکیم سید عبد العظیم صاحب ساکن وانمباڑی لکھی گئی

مصرع طرح "یہ ہستی رنگ جہان کچھ نہین ہے"

عیان سب پہ ہے یہ یہان کچھ نہین ہے ۔ ثبات وبقائے زمان کچھ نہین ہے
فنا ہونگے یکروز سب حکم حق سے ۔ زمین کچھ نہین آسمان کچھ نہین ہے
نہ رنگ اسکا قائم نہ بو اسکی دایم ۔ حقیقت مین باغ جہان کچھ نہین ہے
بلندی یہ ہین دہر مین نام جن کے ۔ لحد کا بھی انکے نشان کچھ نہین ہے
ادہر فکر دنیا ادہر خوف عقبیٰ ۔ فراغت کا سامان یہان کچھ نہین ہے
سزا و جزا حق سے ہم بد گون کی ۔ جو کچھ ہے وہان ہے یہان کچھ نہین ہے
فقط کام آئینگے اعمال اپنے ۔ بجز اسکے اے مہربان کچھ نہین ہے
اگر سر جھکا دین اطاعت مین حق کی ۔ ہمارے لئے یہ گران کچھ نہین ہے
خدا اور بندے مین غیر از خودی کے ۔ حجاب دوئی درمیان کچھ نہین ہے

سخن بادشہ کا ہے بس سیدہا سادہ
یہ سچ ہے کہ لطف بیان کچھ نہین ہے

یہ غزل قومی مشاعرہ اردو سوسیٹی مدراس کیلئے لکھی گئی اور رسالہ "ترقی تجارت" مین شائع ہوی

مصرع طرح "کیا بشر ہے ایک مشت استخوان کچھ بھی نہین"

ہوتی ہے قومی نصیحت رائگان کچھ بھی نہین ۔ ہے جزا اوسکی وہان لیکن یہان کچھ بھی نہین
چند روزہ ہے یہ دنیا جاودان کچھ بھی نہین ۔ زیب وزینت مال و زر قصر و مکان کچھ بھی نہین
روح جب نکلے بدن سے ہے بشر کا کیا وجود ۔ کیا بشر ہے ایک مشت استخوان کچھ بھی نہین

کون جانے کس کے دل مین قوم کا ہے سوز و درد
یہ وہ آتش دلکی ہے جسمین دہوان کچھ بہی نہین

ہے ہمارا جوش قومی سوڈا واٹر کے طرح
یک منٹ مین دیکھلو نام و نشان کچھ بہی نہین

قومی تجویزین بہت ہین مجلسین بہی ہین بہت
پوچہئے کیا ہے عمل کہدینگے ہان کچھ بہی نہین

جب سے ہے پیش نظر دنیا کا ادبار و عروج
سر پہ آگئے یہ زمین یہ آسمان کچھ بہی نہین

ہمسری ہو غیر قومون سے جہان مین کسطرح
ہمکو جب اندیشۂ سود و زیان کچھ بہی نہین

پوچھے گر ہم سے خدا محشر مین کیا دینگے جواب
کون ہین لائے ہین کیا آئے کہان کچھ بہی نہین

ہین ادہر دنیا کے جھگڑے اور ادہر عقبی کا خوف
ہاے وہ فکر زندگی جاودان کچھ بہی نہین

طعن اور تشنیع سے زخمی کسیکا دل نہو
روبرو اس زخم کے زخم سنان کچھ بہی نہین

سادگی پر مختصر تیرا سخن ہے بادشاہ
واقعی ہے بات یہ لطف بیان کچھ بہی نہین

یہ نظم نماز کی فضیلت مین لکہی گئی

بے حد و انتہا ہے فضیلت نماز کی
مومن وہی ہے جسکو ہے عظمت نماز کی

معراج مومنین ہے عبادت نماز کی
قربت خدا کی گویا ہے قربت نماز کی

سجدہ مین سر حسین کا تہا تیغ چل گئی
خاصان حق کو کیسی تہی رغبت نماز کی

پہلے ہونگین بندون سے خالق کی پرسشین
پرسش ہو پہلے روز قیامت نماز کی

اسلام اور کفر مین ہے اور فرق کیا
افسوس مومنون کو ہے غفلت نماز کی

جائز نہین نماز کبھی بے حضور قلب
حیلہ سکھاتی ہے یہ کسالت نماز کی

کہتے ہین شافعی کہ تم اسکو قرض دو
دنیا مین جس سے ترک ہو خصلت نماز کی

حق خدا ادا نہو بندون کا حق ادا
کب اس سے ہو جسے نہین وقعت نماز کی

ایمان دار کیلئے آسان ہے نماز
اہل نفاق کو ہے مشقت نماز کی

کامل یقین ہے جسکو خدا و رسول پر
دل اسکا جانتا ہے ضرورت نماز کی

خالق کی اپنی حمد ہے اور اسکا شکر یہ
کیا اور پوچھتے ہو حقیقت نماز کی

جنت کے ہے طلب مین نمازی ہی یہ غلط
گرویدہ بلکہ رہتی ہے جنت نماز کی

دوزخ یہ گرمیان تو کسی اور کو بتا
قسمت مین ہے ہمارے سعادت نماز کی

محو شہود حق جو بزرگان دین ہین
حاصل کچھہ اور انکو ہے لذت نماز کی

ہر وقت اسکا حافظ و ناصر ہے کردگار
مدِ نظر ہے جسکو حفاظت نماز کی

بیکار جیسا آئینہ ہے پیش بے بصر
بے نفع بے نمازی سے مدحت نماز کی

تائید حق ہے ساتھہ ہمارے ای بادشاہ
کیونکر نہ ہم سنائین نصیحت نماز کی

دین اور دنیا کا مفہوم

یہ نظم اخبار "مخبر دکن" مدراس مطبوعہ ۲۴ نومبر ۱۹۰۹ء مین شائع ہوی تھی

شوق سے رغبت سے سنئے ہم یہ کرتے ہین بیان
دین اور دنیا کے معنے مین ہین جو نافہمیان

ہائے اُن نافہمیون نے ہی بگاڑا قوم کو
ہائے ان نافہمیون سے ہوگئے جھگڑے عیان

پڑگیا اسکے سبب سے جابجا بغض و عناد
پڑ گئے رخنے اسی سے یکدلی کے درمیان

پائے ہین ہم نے اسی سے آہ کیا کیا ذلتین
کہو دئے اس کے سبب سے قوم کی ہم عز و شان

دین کو دنیا سے جیسا ربط ہے شام و سحر
یون ہی دنیا کو تعلق دین سے ہے بیگمان

گر نہو دنیا تو کیونکر دین کا ہوگا نمود
مثل قالب ہے یہ دنیا دین ہے مانند جان

دین و دنیا مین جدائی ہو نہین سکتی کبھی
جو جدا سمجھین یہ نافہمی ہے انکی بیگمان

دین کا معنی ہے یہ ہر کام دنیا کا کرین
حسب فرمان خدا و مصطفےٰ ستر و عیان

کام جو حکم خدا حکم نبی کے ہو خلاف
کہتے ہین دنیا اسی کو عالمان نکتہ دان

اہل ظاہر عالمانِ دین کی یہ تحقیق ہے
لیک ہے مفہوم دیگر اسکا پیش عارفان

دونون معنون مین اگرچہ فرق آتا ہے نظر
غور سے دیکھین تو ہے دونون کا مطلب یکسان

جامع ومانع یہی دنیا و دین کا وصف ہے
ہائے ان باتون سے ناواقف ہین اکثر مردمان

بنگئے ناواقفی سے قوم مین اب دو فریق
کھوتے ہین اوقات بحث و گفتگو مین رایگان

فرقہ یک کرتا ہے دنیا کی مذمت بے شمار
بے ثباتی اسکی بتلاتا ہے سب کو جاودان

دیتا ہے ترغیب ترک مالداری قوم کو
مفلسی ہے پاس اسکے دینداری کا نشان

سخت نافہمی ہے اس سے خوش نہین خالق کبھی
اور کب راضی ہین اس سے خاتم پیغمبران

مال و زر فرزند و زن کے باوجود اے دوستو
دین پر ثابت قدم ہو ہے یہی مومن کی شان

مالداری منع گر ہوتی تو پھر حکم زکوٰۃ
ہم یہ کیون کرتا جہان مین خالق ہر دو جہان

جابجا قرآن مین کیون ہمکو فرماتا خدا
نعمتین دین ہم نے کیسی کیسی زیر آسمان

دوسرا فرقہ جو ہے اسکی حالت کچھ عجب
منہمک ہے حب مال و جاہ مین وہ ہر زمان

گرچہ کرتا ہے وہ خود کو دیندارون مین شمار
پر نہین ہے دین کے احکام کا اس مین نشان

خاصکر انمین نہین پابندئ صوم و صلوٰۃ
طبع کو اسکے ہین ایسے کام سب بارگران

پاس اس فرقہ کے بس نیکی ہے دنیا مین یہی
بہرہ ور تعلیم انگریزی سے ہون خرد و کلان

اس سے عمدہ تر نہین سرمایہ انکے زیست کا
یہ وہ نیکی جسکے ہین ماتحت سارے نیکیان

سربسر ہر کام مین تقلید انگریزون کی ہو
ہے یہی تہذیب اور شایستگی انکے یہان

بعض ان مین تو معاذ اللہ تمسخر دین کا
کر رہے ہین کچھ نہین خوف خدائے انس و جان

حشر مین کس منھ سے جائینگے خدا کے روبرو
انکو کیا معلوم کیا اس کا نتیجہ ہے وہان

ہم نہین کہتے کہ انگریزی نہین ہمکو مفید
ہم نہین کہتے کہ ہے ممنوع شرعی یہ زبان

سیکھنا لیکن فقط حسب ضرورت چاہیئے
گر ضرورت سے زیادہ ہو تو بیشک ہے زیان

خال جو حد سے بڑہا وہ ہوگیا آخر مسا
لائق اس ضرب المثل کے ہے یہ فرقہ بیگمان

دین و دنیا کا عطا کر ہمکو مفہوم صحیح
بدعقاید سے الٰہی دے ہمین امن و امان

خاتمہ ایمان پر ہم سب مسلمانون کا ہو | از طفیل سرور عالم شفیع عاصیان

غمگساری دین کی ہے جنکے دل مین **بادشاہ**
کیون نہو مرغوب تر انکو یہ تیری داستان

یہ نظم تنزل اہل اسلام پر اظہار افسوس کرتے ہوے ان دہریونکے جواب مین لکھی گئی جو معراج آسمانی اور حشر مین دست وپا کی گواہی پر اپنی جہالت سے اعتراض کیا کرتے ہین اور اخبار جریدۂ روزگار مدراس مطبوعہ یکم جولائی سنہ ۱۹۱۱ع مین شائع ہوی

کہان وہ حمد بیر دانی کہان یہ طبع انسانی
یہان دعوی ہے دانائی کا بیشک عین نادانی

مقدس ذات ہے اسکی منزہ ہین صفات اسکے
وہ مستغنی ہے ہم محتاج وہ باقی ہے ہم فانی

دیا ہمکو دہن ایسا ہوا جس سے سخن پیدا
اسی کے فضل کے پرتو سے ہے اپنی سخندانی

عجب عالم مین ہے نیرنگیٔ عالم کا نظارہ
مثال آئینہ ہر اہل دانش کو ہے حیرانی

شکست روس دیکھو اور دیکھو فتح جاپان کو
ملی ہے مورچہ کو اندنون شان سلیمانی

چھٹا ہے روم کی دولت پہ گرچہ رنگ جمہوری
نہ ہے اگلی وہ دینداری نہ اگلا رعب سلطانی

کسی جا روس غالب ہے کہین انگلنڈ قابض ہے
سراسر کشمکش مین اب پہنسا ہے ملک ایرانی

تمنا ہے ترقی کی نہ خواہش ملک گیری کی
جو کچھ ہے اس پہ قانع ہے امیر کابلستانی

بغاوت کا علم برپا کیا اہل مراقو نے
ہے سلطان مراقو اب فرنچ کے زیر نگرانی

نہین معلوم کیا حالت مراقو کی ہو آئندہ
جو کچھ ہے خطِّ پیشانی وہی لازم ہے پیش آنی

غرض دنیائے اسلامی ہر ایک جا ہے تنزل پر
ترقی پر مگر ہین ہر طرف اغراض نفسانی

تخیل مذہبی مٹنے لگا ہے اب دماغون سے
دلون سے دور ہوتا جا رہا ہے جوش ایمانی

براق مصطفے سے اب بہلا انکار ہو کیونکر
ہوائی جب جہاز ونکی ہے عالم مین فراوانی

ہوا پر گر کرے پرواز انسان پہر تو خالق کو
نہو مرکب کو کیون طاقت عطا کرنے مین آسانی

گواہی حشر مین گر دست وپا دینگے عجب کیا ہے
بہلا جب قوت فونوگرافی تم نے ہے مانی

صدا انسان کی سنتے ہین جب یک پارۂ مس سے
خدا سے کیون نہ طاقت پائے دست وپائے انسانی

جدہر دیکھو ادہر آزادیٔ مذہب کا ہے غوغا
یہی ہے خوف اے ہندوستان اطوار سے تیرے
نہین معلوم ہے کیا قوم کیا اصلاح کی معنی
صلوٰۃ و صوم سے نفرت زکوٰۃ و حج سے کیا مطلب
ڈرو اللہ سے پابند شرع مصطفےٰ رہیئے
لکھو ای شاعرو اسلام کا اب مرثیہ کوئی

حدیثون کی نہ وقعت ہے نہ خوف حکم قرآنی
کہین تجھکو نہ ملجائے خطاب نیچر ستانی
بنا ہے قوم کا مصلح ہر یک طفل دبستانی
مسلمان کیلیئے بس ہے فقط نام مسلمانی
چرا عاقل کند کاریکہ باز آید پشیمانی
بزرگان سلف کی چھوڑ دو تم مرثیہ خوانی

نہ ہو مایوس تو اے بادشہ خالق کی رحمت سے
کریگا دین کی اپنے وہ خود حفظ و نگہبانی

یہ تضمین شعر سعدی شیرازیؒ پر لکھی گئی

سعدی سے مین نے پوچھا کہ کیا اسکا ہے سبب
نخوت مین خود پسندی مین اکثر ہین مبتلا
قابو مین دل کسی کا کسی سے نہ رہ سکا
سعدی نے یون جواب دیا غور کر ذرا
ہرگز پدر کی صلب کی کوئی نہین خطا

ہین اب جہان مین لوگ بہت کم نکو نفس
نفرت ہے نیکیون سے گناہون کی ہے ہوس
یہ ملک وہ ہے جس مین نہین حاکم و عسس
نا اتفقی ہے تیرے لیئے صورت قفس
مادر کے ہے شکم کا اثر جانیئے یہ بس

باران کہ در لطافت طبعش خلاف نیست
در باغ لالہ روید و در شورہ بوم خس

یہ نظم انجمن طلبائے مدرسۂ اسلامیہ وانمباڑی کیلیئے لکھی گئی

سنو تم اے طلبائے فرخندہ طینت
فقط جوش ہے طبع کا میرے ورنہ
نہین ہے جہان مین کوئی چیز ایسی
کہین نفع پر ہے مضرت کا غلبہ

سفر اور حضر کی سناتا ہون حالت
نہ مجھہ مین سلیقہ نہ مجھہ مین لیاقت
نہ ہو نفع کے ساتھ جس مین مضرت
ضرر کو کہین نفع نے دی ہزیمت

جو کچھ ہے نفع وضرر مین ہے پنہان
خدا ہی کو معلوم اسکی حقیقت

کرشمے ہین خالق کے قدرت کے سارے
سزاوار اسکو ہے یہ اسکی حکمت

مرے ذہن مین جو گزرتے ہین باتین
دلاتے ہین اظہار کی مجھکو جرأت

عیان سب پہ ہے روز روشن کے مانند
سفر کے فوائد ہین جو بے نہایت

سفر ہے معیشت کا عمدہ ذریعہ
سفر فی الحقیقت ہے جان تجارت

سفر ہی بناتا ہے انسان کو انسان
سفر ہی بڑہاتا ہے فہم و فراست

سفر سے برآتے ہین سب آرزوئین
سفر سے ہے دشواریون مین سہولت

سفر سے ہی ہے تجربہ کو ترقی
سفر مین ہی خالق نے دی خیر و برکت

سفر گر نہ کرتے وہ اگلے بزرگان
نہ وہ کھینچتے گر سفر کی مشقت

نہ کرتے کبھی قدر و وقعت ہم انکی
نہ ہوتی کمالات کی انکی شہرت

انہین کے تصدق سے پائین ہین ہم سب
یہ عزت یہ رفعت یہ شوکت یہ حشمت

وطن مین کسیکو نہ ابتک ملا کچھ
سفر کے بدولت ملی علم و دولت

سفر کے فوائد سے واقف نہین ہم
سفر کی عموماً نہین ہمکو رغبت

کہا خوب حالی شیرین سخن نے
یہ اشعار مملو ہے جنمین نصیحت

"سیاحت کے گون ہین نہ مرد سفر ہین
خدا کی خدائی سے ہم بے خبر ہین"

"یہ دیوارین گھر کی جو پیش نظر ہین
یہی اپنے نزدیک حد بصر ہین"

"نہین تالاب مین مچھلیان کچھ فراہم
وہی انکی دنیا وہی انکا عالم"

خدا گر نہ دیتا سفر کو بزرگی
نہ ہوتی سفر مین اگر کچھ فضیلت

نہ ہوتا تہا ہم پر کبھی حکم حج کا
نہ مسنون ہوتی نبی کی زیارت

مقابل سفر کے جو لفظ حضر ہے
ہے مقصود اس سے وطن کی سکونت

وطن کی سکونت بظاہر ہے اچھی
ہے باطن مین پوشیدہ لیکن قباحت

وطن کی سکونت کہالت کی معدن
وطن کی سکونت ترقی کی ہارج
وطن کی سکونت کا مداح ہے وہ
ہے صد شکر اہل وطن کو ہمارے
اگر ڈھونڈین ہم سارے ہندوستان مین
غرض ماحصل نظم کا ہے یہ میرے
سفر ہم کرین مثل خورشید یارب
سخن کو نہ دو طول اے **بادشہ** تم

وطن کی سکونت ہے معیار غفلت
وطن کی سکونت مین ہے نقص ہمت
تن آسودگی کی جو رکہتا ہے خصلت
ہے اسدرجہ سیر و سیاحت کی عادت
نظیر اس وطن کی ملیگی بدقت
سفر کو حضر پہ ہے ہر طرح سبقت
نہ دے چندسا تو ہمین کنج عزلت
کہین اہل جلسہ نہ پائین ملالت

اشعار دعائیہ

یہ اشعار مسجد محلہ گوبندپور واقع وانمباڑی مین ہنگام جنگ روم و یونان بعد اداے نماز شکریہ فتحمندی سلطان روم خلد اللہ ملکہ روبرے حاضرین جماعت بتاریخ ۱۶ محرم الحرام سنہ ۱۳۱۵ ہجری بروز جمعہ پڑہے گئے تھے

ہم پہ کیا کیا ہین ترے فضل و عنایت اے خدا
نعمتین بیحد ہین تیری ان مین سب افضل ترین
ہم اسی اسلام سے پائینگے دوزخ سے نجات
اندنون فتح و ظفر تو نے جو دی سلطان کو
ہم تو کیا روے زمین پر ہین جہانتک دیندار
کون وہ سلطان یعنے حضرت عبدالحمید
ہے ہمارے دین کی شوکت اسی سلطان سے
جبکہ حرمین معظم کا محافظ ہے وہی
ہے شکست اسکی حقیقت مین شکست اسلام کی
شکر گر تیرا نہ اس موقع پہ ہم لائین بجا

شکر کرنے کی کہان ہمکو ہے طاقت اے خدا
تو نے دی اسلام کی ہمکو یہ نعمت اے خدا
ہم اسی اسلام سے پائینگے جنت اے خدا
آج ہم اسکی مناتے ہین مسرت اے خدا
واسطے انکے ہین یہ ایام فرحت اے خدا
ایک عالم جسکے ہے زیر حکومت اے خدا
ہے اسی سلطان سے ہم سب کی عزت اے خدا
اس سے کیا بڑہکر ہے کوئی اور عظمت اے خدا
نصرت اسلام گویا اسکی نصرت اے خدا
کیا دکہائین منہہ تجہے روز قیامت اے خدا

گرنہ حاصل ہو خوشی مسلم کو ایسی فتح پر
کیا ہمارا دین کیا دینی حمیت اے خدا

نصرت اسلام کا ہے بج رہا ڈنکا ادہر
ہے ادہر یونان کے ذلت کی نوبت اے خدا

اندنون اس جنگ نے کیا کچھہ دکھایا ہے اثر
سارے یورپ پر ہے طاری جسکی دہشت اے خدا

دوست کیا دشمن بھی اسکی مدح مین ہین تر زبان
کیا یہ تیری شان کیا تیری ہے قدرت اے خدا

فی الحقیقت یہ کرشمے سب ہین تیرے فضل کے
کیون نہ ہم مانگین دعا یہ باصداقت اے خدا

اس امیر المومنین کو تخت شاہی پر مدام
رکھہ سلامت رکھہ سلامت رکھہ سلامت اے خدا

تا ابد محکم رہے قایم رہے دایم رہے
اُسکی عظمت اُسکی ثروت اُسکی حشمت اے خدا

ہم مسلمانون کے دلین دیجیے صبح و مسا
اُسکی انست اُسکی الفت اُسکی چاہت اے خدا

ہر دم و ہر آن رہے محفوظ سب آفات سے
تاج و تخت و چتر و رایت ملک و دولت اے خدا

خیر خواہونکو تو اسکے شاد رکھہ آباد رکھہ
اسکے بدخواہون کو کر پامال و غارت اے خدا

فاتح و منصور جیسا اندنون اسکو کیا
یون ہی رکھہ غالب اُسے ہر ایک ساعت اے خدا

بندۂ ناچیز ہے یہ **بادشہ** عاصی ترا
بخشدے اسکو ز راہِ لطف و رحمت اے خدا

یہ اشعار جلسہ سالانہ مدرسۂ اسلامیہ وانمباڑی مین اراکین محمڈن ایجوکیشنل سوسیٹی وانمباڑی کے روبرو پڑھے گئے

یارب تری قدرت کا ہمین جلوہ دکھادے
اس مدرسۂ قوم کی قسمت کو جگادے

محتاج یہ گلشن ہے ترے ابر کرم کا
سرسبز بنا دے اسے شاداب بنا دے

محفوظ تو کر دل کو دماغون کو معطر
اس باغ کے پھل پھول کا نظارہ دکھادے

حامی ہین مربی ہین معاون ہین جو اسکے
کر انکے مقاصد کو عطا یاس مٹا دے

بہبودی دارین سے کر انکو سرافراز
آفات و حوادث سے زمانہ کے بچا دے

یارب ہے دعا ہمت و جرأت کو انہونکے
تو اور بڑہا اور بڑہا اور بڑہا دے

دنیا کی طلب دے تو ہمین دین کے خاطر
بے بہرہ نہ تو دین سے دنیا مین بنا دے

ثابت قدمی تیری اوامر مین عطا کر
دنیا کو رکھین دین کے ہم ساتھ ہمیشہ
سرکش نہ بنا تیری شریعت سے کسی دن
عاجز ہین گنہگار ہین ہم خستہ جگر ہین
تو قاضی حاجات ہے ہم جز ترے درکے
اس مدرسہ کا جلسۂ سالانہ جو ہے اب
ہر دم ہو عطا اسکو ترقی پہ ترقی
ایوان دل قوم رہے اس سے منور

اور تیرے نواہی سے ہمین دور ہٹا دے
ہر شام و سحر لبس یہ سبق ہمکو سکھا دے
سر تیری اطاعت مین ہر یکوقت جھکا دے
جوش اپنے تو افضال کا اب ہمکو دکھا دے
کس در پہ بھلا جائین ذرا تو ہی جتا دے
صد ہا ہمین اسطرح کے جلسون کو بتا دے
کل ہند مین دہوم اسکی الٰہی تو مچا دے
تو اسکے محبت کی ہر یک دل مین لگا دے

اے بادشہ ہیچمدان اس کا عجب کیا
تاثیر اگر تیرے سخن مین بھی خدا دے

یہ مناجات منظوم طلبائے مدرسۂ اسلامیہ وانمباڑی کیلئے حسب فرمایش جناب محمد ابراہیم صاحب قریشی بی۔ اے۔ یل۔ ٹی۔ پرنسپل مدرسۂ اسلامیہ وانمباڑی لکھی گئی

ہم مدرسہ کے طلبا با عجز و انکساری
مالک ہے تو ہمارا مملوک ہم ہین تیرے
تو بے نیاز سب سے محتاج تیرے سب ہین
اس مدرسہ کے جتنے بانی و منتظم ہین
ممنون ہم ہین انکے مرہون ہم ہین انکے
سرسبز یون نہ رہتا اس مدرسہ کا گلشن
یارب جہان مین دائم رکھہ انکو شاد و خرم
یارب ہمارے دل کے غنچون کو کر شگفتہ
سلطان روم اپنے ہین مذہبی خلیفے

کرتے ہین عرض تجہہ سے اب اے جناب باری
تیری ثنا کے قابل کب ہے زبان ہماری
فضل و کرم کی تیرے سب کو امیدواری
مد نظر ہمارا ہے جن کو غمگساری
ہر دم ہے شکر انکا لب پر ہمارے جاری
ہوتی اگر نہ انکے احسان کی آبیاری
ہر آفت و بلا سے دے انکو رستگاری
تعلیم کو بنا دے تو موسم بہاری
یارب عطا ہو انکی دولت کو استواری

قایم رہے الٰہی دائم رہے الٰہی — انکی یہ جاہ وحشمت انکی یہ شہریاری

ہے بادشاہ ہفتم ایڈورڈ جو ہمارا — ہے جسکے زیر فرمان اقلیم ہند ساری

ہین جسکے سلطنت مین سب کے حقوق یکسان — ہر قوم کی برابر ہوتی ہے پاسداری

یارب فزون ہو اسکے دل مین ہماری الفت — محکم رہے ہماری اس سے وفاشعاری

ہین **بادشاہ** نامی شاعر جو اس وطن کے
یارب یہ نظم انکی ہو ہر زبان پہ جاری

یہ نظم دعائیہ انجمن خیر خواہ عام گوئندپور واقع وانمباڑی کے لئے لکھی گئی

تو ہے خدا ہمارا تو ذو المنن ہمارا — تیرا دیا ہوا ہے یہ جان وتن ہمارا

تو رزق دینے والا تو رحم کرنیوالا — تو ہے مٹانے والا رنج ومحن ہمارا

احسان سیکڑون ہین لاکھون عنایتین ہین — کس کس کے شکر مین اب وا ہو دہن ہمارا

جو چاہے وہ کرے ہم طالب تری رضا کے — وہ تیری بے نیازی یہ ہے چلن ہمارا

توحید کے نشہ مین مخمور ہین تو ہم ہین — کیا کر سکیگا کوئی نشہ ہرن ہمارا

کیونکر نہ دل ہمارا سورج کیطرح چمکے — ہے اسپہ نور ایمان جلوہ فگن ہمارا

خوف عذاب محشر ہم عاصیونکو کیا ہے — حامی ہو جب رسول آخر زمن ہمارا

قائم رہے الٰہی دائم رہے الٰہی — یہ انجمن ہماری اور یہ وطن ہمارا

قدر سخن نہین اب اے **بادشاہ** کیا غم
یک روز قیمتی ہو ہر ہر سخن ہمارا

یہ نظم دعائیہ جلسہ عام انجمن خیر خواہ عام گوئندپور واقع وانمباڑی منعقدہ ۲۵ نومبر ۱۹۰۹ء مین پڑھی گئی

اے خداوند زمین وآسمان — اے خدائے مالک کون ومکان

اے ہمارے خالق عالم نواز — اے کریم کارساز وبے نیاز

ذات تیری قاضی الحاجات ہے — مقصدین برلاکہ ادنی بات ہے

خلق کو اس انجمن سے صبح و شام
ممبرون کے دلین دے ہمت فزون
خیر خواہ عام ہے جو اسکا نام
انجمن محکم ہو ہر یک کام مین
خلق مین ہے جسطرح یہ شاندار
یا خدا احضار مجلس کو تمام
دین اور دنیا کی بہبودی عطا

فائدہ پہنچا تو اے رب انام
انجمن کو تا رہے قوت فزون
ہو مطابق نام کے ہر ایک کام
دے اثر یارب تو اسکے نام مین
یون ہی ہو سرکار مین اسکا وقار
رکھ ہمیشہ شادمان و شادکام
کیجئے انکو طفیل مصطفےٰ

سب مقاصد مین رہین وہ کامیاب
بادشہ کی یہ دُعا ہو مستجاب

یہ نظم دعائیہ سپاس نامۂ جناب آنریبل مولوی سید مرتضیٰ صاحب بہادر ممبر لیجسلیٹو کونسل مدراس کیلیئے لکھی گئی اور انجمن خیر خواہ عام گونڈپور واقع وانمباڑی کی طرف سے ۲۶ فروری سنہ ۱۹۱۰ء کو پڑھی گئی -

مقصود دیا اے خالق کون و مکان دے
مضبوط اسکا دہر مین رکھ رشتۂ حیات
مبذول اسپہ تیری عنایت رہے مدام
بالکل ہو وقف نفع رسانیٔ قوم مین
سرکار مین وقار بڑھے قوم مین ہو نام
ایسے ہی میہمان کا شرف میزبان کو ہو

ممدوح کو ہمارے فزون عز و شان دے
صحت مین عافیت مین نہ اسکے زیان دے
ہر آفت و بلا سے الٰہی امان دے
دل ایسا اور ایسی الٰہی زبان دے
یارب تو اسکی طبع مین وہ آن بان دے
یارب ہمیشہ ایسا ہمین میہمان دے

صد حیف قوم مین حس و حرکت نہین ذرا
یارب تو اسکے قالب بے جان مین جان دے

یہ مناجات منظوم مدرسۂ نسوان انجمن خیر خواہ عام گونڈپور واقع وانمباڑی کیلیئے لکھی گئی اور جلسۂ تقسیم انعامات منعقدۂ ۱۳ نومبر سنہ ۱۹۱۱ء مین ایک لڑکی نے پڑھی

کیونکر ہو شکر تیرا ہمسے ادا خدایا
فضل و کرم ہے تیرا بے انتہا خدایا

معبود تو ہمارا مقصود تو ہمارا
مالک ہے کون اپنا تیرے سوا خدایا

ہم باندیاں ہیں تیرے محتاج اور عاجز
حرص و ہوا میں ہم سب ہیں مبتلا خدایا

مانگیں اگر نہ تجھ سے پھر کس سے جاکے مانگیں
جز تیرے کون ہے اب حاجت روا خدایا

سب سے بڑا ہی ہے احسان ہمکو تو نے
امت میں مصطفیٰ کے پیدا کیا خدایا

سالار انبیا ہیں عالم کے مقتدا ہیں
ہے جان و دل ہمارا ان پر فدا خدایا

اس مدرسہ کے بانی جو اہل انجمن ہیں
رکھہ ان کو تو سلامت صبح و مسا خدایا

انکے طفیل سے یہ تعلیم ہم نے پائی
اجر عظیم ان کو کیجیے عطا خدایا

اچھا ہو دین انکا دنیا ہو انکی اچھی
برلا دلون کا انکے ہر مدعا خدایا

ماں باپ سے ہیں بڑھکر استانیاں ہمارے
بھولینگے کسطرح ہم انکو بھلا خدایا

انکے لئے ہمیشہ کرتے ہیں التجا ہم
تو نیک تر جزا دے روز جزا خدایا

ہیں جتنی بیبیاں اس مجلس میں آج حاضر
جلسے کو انسے رونق ہے بر ملا خدایا

وہ جو بزرگ بی بی ہیں آج میر مجلس
اعزاز انکو تو نے کیا کیا دیا خدایا

دنیا میں آخرت میں رکھہ سب کو شاد و خرم
کر دور حاضرین سے رنج و بلا خدایا

اشعار **بادشہ** کے دلچسپ خوب تر ہیں
کرتے ہیں اسکے حق میں ہم سب دعا خدایا

یہ مناجات منظوم طلبائے مدرسہ عزیزیہ ترملکھڑی مدراس کے لیئے لکھی گئی

طلبائے مدرسہ کی ہے التجا خدایا
کر ہمپہ تو نگاہ لطف و عطا خدایا

مالک ہے تو ہمارا خالق ہے تو ہمارا
یاور ہے کون اپنا تیرے سوا خدایا

یہ جسم و جان ہے تیرا کون و مکان ہے تیرا
ہیں تیرے زیر فرمان ارض و سما خدایا

بندے ہیں تیرے ہم سب کم فہم اور کمسن
کیونکر ادا ہو ہم سے تیری ثنا خدایا

انوار علم سے کر روشن ہمارے دل کو	ظلمت کو جہل کے تو یکدم مٹا خدایا
ہمراہ علم کے دے توفیق بھی عمل کی	کیجیے ہمیں عنایت ذہن رسا خدایا
دے ہمکو استقامت شرع محمدی پر	بد مذہبی سے ہر دم ہمکو بچا خدایا
تہذیب دے ادب دے اخلاق نیک بھی دے	بھر دے ہمارے دل مین صدق وصفا خدایا
امت مین مصطفےٰ کے پیدا کیا ہے ہمکو	احسان تونے کیسا ہمپر کیا خدایا
جو صاحب کرم ہین اس مدرسہ کے بانی	رکھہ انکو شاد وخرم صبح ومسا خدایا
دنیا کی خوبیون سے عقبیٰ کی نعمتون سے	کر سرفراز انکو بے انتہا خدایا
استاد ومنتظم ہین اس مدرسہ کے جتنے	فضل وکرم کا سب کو جلوہ دکھا خدایا
دنیا ہوا چھی انکی اور دین بھی ہو اچھا	کر دوران سے ہر یک رنج وبلا خدایا
سیراب اپنے ابر رحمت سے رکھہ ہمیشہ	گلشن ہو مدرسہ کا پھولا پھلا خدایا

بندہ ہے تیرا کمتر یہ **بادشاہ** عاصی
تو بخش اسکے سارے جرم وخطا خدایا

نظمہائے متفرق مفید قوم

یہ نظم اخبار مخبر دکن مدراس مطبوعہ ۳ اکتوبر سنہ ۱۹۰۰ء مین شائع ہوی تھی جسکے اثر سے اہل اسلام مدراس مین جوش پیدا ہوا چندہ حجاز ریلوے فراہم کرکے قسطنطنیہ بھیجا گیا

کیون نہ ہو ہمکو مسرت اے حجازی ریلوے	سنتے ہین تیری بشارت اے حجازی ریلوے
حاجیان تیرے بدولت اے حجازی ریلوے	پائینگے ہر طرح راحت اے حجازی ریلوے
اب شتر کی ہے سواری اور نہ قزاقون کا خوف	دور ہین سب رنج وزحمت اے حجازی ریلوے
شہر مکہ سے مدینہ تک ہے بارہ دن کی راہ	اب ہے یکدن کی مسافت اے حجازی ریلوے
تجہہ سے بیشک ہے زراعت کو تجارت کو فروغ	ڈاک بھی پہنچے بسرعت اے حجازی ریلوے

ان فوائد سے ترے انکار کیونکر کر سکے
ہان ترا بانی وہی سلطان ہے عبد الحمید
آجتک گزرے ہین جتنے بادشاہان روم کے
یہ شرف تیری بنا کا خاص اسکے واسطے
واسطے تیرے جو اس نے دین ہزارون اشرفی
با زبان حال تو اسکی رہیگی مدح خوان
سارے دنیا کے مسلمانون کو اسنے شوق سے
دیر پھر کیا ہی عرب ہین اور مصر و شام مین
محفلین چندہ کی ہر جا ہو گئے ہین منعقد
حیف ابتک بیخبر ہین ہم مسلمانان ہند
ہے نہ دینی جوش ہمکو اور نہ فکر آخرت
ہین کدہر علما ہمارے اپنی پیاری قوم کو
نیک ہین ان کے ارادے ہین مبارک انکے دل
نفع اپنی قوم کو ہو خوش ہو اپنا کردگار

جسکو کچھ بھی ہے فراست اے حجازی ریلوے
مشتہر ہے جسکی عظمت اے حجازی ریلوے
کسنے یہ پائی سعادت اے حجازی ریلوے
حق نے رکھا تھا امانت اے حجازی ریلوے
ہے یہ کیا اسکی اعانت اے حجازی ریلوے
حشر تک ہر ایک ساعت اے حجازی ریلوے
دی ہے چندہ کی اجازت اے حجازی ریلوے
ہوگئی چندون کی کثرت اے حجازی ریلوے
جابجا ہے تیری شہرت اے حجازی ریلوے
ہے یہ کیسا خواب غفلت اے حجازی ریلوے
اور نہ کچھ قومی محبت اے حجازی ریلوے
کیون نہین کرتے نصیحت اے حجازی ریلوے
جو کرین تیری اعانت اے حجازی ریلوے
اس سے بڑھکر کیا ہے دولت اے حجازی ریلوے

وہ بھی دن آئے کہ دیکھے **بادشہ** جلوہ ترا
از پئے حج و زیارت اے حجازی ریلوے

یہ نظم اخبار نمبر ۲ آصفی مدراس مطبوعہ ۲۲ نومبر سنہ ۱۹۰۰ء مین شائع ہوی تھی

مفید قوم ہے یکسر حجازی ریل کا چندہ
نہ کیون ہو خلق مین اشہر حجازی ریل کا چندہ
امیر المومنین کا حکم ہے پر تو فگن اسپر
رفاہ قوم دنیا مین جزائے نیک عقبیٰ مین

رضائے حق کا ہے رہبر حجازی ریل کا چندہ
ہر یک چندہ سے ہے خوشتر حجازی ریل کا چندہ
مثال مہر ہے انور حجازی ریل کا چندہ
یہ ہر دو نفع کا مظہر حجازی ریل کا چندہ

نہ کیون اے حاجیو ہر طرح کی ہو تمکو آسائش
تمہارا بنگیا یاور حجازی ریل کا چندہ

منور قوم کی الفت سے جب آئینۂ دل ہے
ہے اس آئینہ کا جوہر حجازی ریل کا چندہ

شریک اس مین ہر یک ادنیٰ و اعلیٰ حسب طاقت ہو
حصر کب ہے، یہ اہل زر حجازی ریل کا چندہ

اگر کچھہ جوش دینی ہے اگر کچھہ حب قومی ہے
فراہم سب کرین ملکر حجازی ریل کا چندہ

ہے اس چندہ کا چرچا سارے اسلامی ممالک مین
خوشی سے دیتے ہین گھر گھر حجازی ریل کا چندہ

خبر کچھہ ہے تمہین ہندوستان کے ای مسلمانو
ہوا کن کن مقامون پر حجازی ریل کا چندہ

ہزار افسوس تم مین کچھہ حمیت ہے نہ غیرت ہے
ہوش آئیگا تمہین کیونکر حجازی ریل کا چندہ

ذرا دیکھو تو اخبارون مین قومی جوش کا کیسا
دکھاتا ہے نہین منظر حجازی ریل کا چندہ

جو ہین اہل کرم البتہ وہ مسرور ہین اس سے
دل ممسک پہ ہے نشتر حجازی ریل کا چندہ

فضول اسراف کامون مین جو بیجا صرف ہوتا ہے
نہین کیا اس سے ہے بہتر حجازی ریل کا چندہ

یہی مقصود ہے اس نظم سے اے **بادشہ** مجھکو
موثر ہو ہر یک دل پر حجازی ریل کا چندہ

یہ نظم وصف اخبارات مین رسالہ "اخبار بینی" مصنفۂ جناب مولوی میر احمد حسین صاحب مرحوم سکرٹری محمڈن ریڈنگ روم وانباڑی کیلیئے لکھی گئی۔ رسالہ مذکور مین طبع ہونیکے علاوہ اخبار مخبر دکن مدراس مین بھی شایع ہوی

جہان مین کیون نہ فزون ہووے وقعت اخبار
جتا رہا ہے زمانہ ضرورت اخبار

نہین ہے ہند مین افسوس رغبت اخبار
اصول زیست ہے یورپ مین رویت اخبار

ہزارون جاری ہین لاکھون کی ہے وہان تقسیم
زہے اشاعت اخبار و شوکت اخبار

عیان نہوتے یہ حالات مشرق و مغرب
نہ ہوتی ہم پہ جو ہر دم عنایت اخبار

ترا یہ جام مبارک ہو تجھکو اے جمشید
یہان ہر ایک ہے مست محبت اخبار

نہ دیکھین اسکو تو ہر وقت دل رہے بے چین
مثال شاہد رعنا ہے صورت اخبار

جو علم دوست ہین رکھتے ہین دوست تر اسکو
ملیگی کب جہلا کو حلاوت اخبار

جہان جہالت و نا واقفی کی کثرت ہے
ہین واقعات مین پنہان نصیحتین صد ہا
جو گرسنہ ہے ترقی فہم و جودت کا
نہ کر غرور تو اسے دوربین کے موجد

سمجھ لو تم کہ وہان ہو گی قلت اخبار
بغیر غور کہلے کب حقیقت اخبار
کریگی سیر او سے جلد نعمت اخبار
کہ دوربین پہ ہے ان روزون سبقت اخبار

قلم کو روک لے اے بادشاہ ہیچمدان
کہان ہو تجھہ سے ادا حق مدحت اخبار

یہ نظم وصف زراعت مین اخبار "زمیندار" کرم آباد ضلع گوجرانوالہ ملک پنجاب مین مطبوعہ یکم جون ۱۹۰۵ء کو طبع ہوئی تھی

دنیا مین عجب نعمت داور ہے زراعت
محروم نہ حیوان نہ انسان ہے اس سے
زرخیز اسی ملک اسی صوبہ کا ہے نام
حرمت تو کجا شبہ کا بھی اسمین نہین خوف
ہے قدر زراعت او نہین جو اہل خرد ہین
اسباب معیشت ہین تمام اسکے فروعات
یا کہیے عوارض ہین وہ سب انکا یہ جوہر
یا مثل دوائر ہین وہ یہ صورت مرکز
کیا چیز ہے وہ جسکو تعلق نہین اس سے
بیوجہ نہین اسکو ہے بارش کی ضرورت
آدم نے ہی کی پہلے زراعت جو جہان مین
جاپان کے وجوہات ترقی مین بلا شک
اخبار زمیندار ہوا در پئے اصلاح
اے کاش جو قائم ہو زمیندار کمیٹی

ہر فن سے ہر یک پیشہ سے بہتر ہے زراعت
کیا فیض رسان خلق پہ یکسر ہے زراعت
جس ملک مین جس صوبہ مین اکثر ہے زراعت
کیا نیک معیشت کی یہ رہبر ہے زراعت
کم عقل کے نظرون مین تو کمتر ہے زراعت
ہر فرع کی یہ اصل مقرر ہے زراعت
یا کہیے وہ اولاد ہین مادر ہے زراعت
یا کہیے وہ سب صیغے ہین مصدر ہے زراعت
وہ کون ہے جسکی نہین یاور ہے زراعت
اللہ کی رحمت سے مسخر ہے زراعت
اولاد ہم اسکے ہین خوشتر ہے زراعت
سچ کہتا ہون پہلا تر امنبر ہے زراعت
کس اوج پہ اب تیرا مقدر ہے زراعت
پہر ہند مین رونق تری برتر ہے زراعت

کیا وصف ہو اس بادشہ ہیچمدان سے
خالق کے عنایات کی مظہر ہے زراعت

یہ مثنوی حسب ایمائے معتمد انجمن معونت المعذورین مدراس لکھی گئی اور اخبار نیر آصفی مدراس مطبوعہ ۲۵ ؍ اگسٹ ۱۹۰۴ ؁ء مین طبع ہوی

اے محبان قوم تم ہو کھان
خیر خواہان قوم تم ہو کھان

ہین کدہر تم اے قوم کے غمخوار
اے مئ عشق قوم کے سرشار

ہے اگر دل مین جوش ایمانی
گر ہے احساس رنج انسانی

کیجیے یک ذرا ادہر بھی نظر
لیجیے کچھ اس انجمن کی خبر

انجمن یک ہوی یہان قایم
جسکے اغراض ہین یہی دایم

قوم مین اپنے ہین جو معذورین
انکی تائید ہووے با آئین

یعنے محتاج لولے لنگڑون کو
گونگے بہرون کو اور اندہون کو

اور جن کے حواس مین ہے فتور
ہین جو کسب معاش سے مجبور

دیوین انکے لئے لباس وطعام
اجر پائین بہ نزد رب انام

سچ تو یہ ہے جہان مین سب سے مزید
ہین یہی لوگ قابل تائید

یہی حقدار صدقہ و خیرات
ہے سلوک ان سے افضل الحسنات

انکی تائید سے خدا خوش ہے
اور سردار انبیا خوش ہے

رنج و زحمت کا انکے آہ اثر
گر نہ کچھ بھی ہمارے ہو دل پر

دل ہمارا نہین وہ پتھر ہے
بلکہ پتھر بھی اس سے بہتر ہے

دیندار و تمھین ہے اب کیا دیر
کام ہے خیر کا کرو کچھ خیر

چندہ اس انجمن کو کیجیے عطا
لوٹ لیجیے ثواب عقبی کا

جسقدر تمکو استطاعت ہے
دیجئے دیجیے عنایت ہے

کم و بیشی سے کچھ نہین مطلب | حُبِّ قومی فقط غرض ہے اب

چند روزہ یہ زندگانی ہے | سارا سامان جہان کا فانی ہے

فکر کچھ آخرت کی تم کر لو | آج کا کام کل پہ مت رکھو

ہر دم از عمر می رود نفسے | چون نگہ می کنم نماند بسے

خجل آن کس کہ رفت و کار نہ ساخت | کوس رحلت زدند و بار نہ ساخت

ہان اگر دل مین کوئی کھٹکا ہے | ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے

شوق سے آئین انجمن مین شتاب | دیکھ لین اسکا سب حساب وکتاب

دیکھین جب آپ اسکا کاروبار | مطمئن دل ہو آپ کا بسیار

انتظام اسکا کیون نہ ہووے ٹھیک | کیسے کیسے عمائدین ہین شریک

خاص کر معتمد ہین جو ذی شان | قالب انجمن کے روح روان

ذی لیاقت ہین ذی فراست ہین | نیک نیت بلند ہمت ہین

حامی قوم ہین یہ شام و پگاہ | مرحبا مرحبا جزاہ اللہ

یا الٰہی طفیل شاہ امم | رکھیے اس انجمن کو مستحکم

تیرا فضل و کرم ہو اسکا کفیل | اسکے اغراض کی تو کر تکمیل

ہر دم اسکے معاونون کا عدد | یا الٰہی بڑھا دے تو بے حد

کیا عجب ہے بفضل رب قدیر | **بادشہ** کے سخن مین ہو تاثیر

ملتفت خلق ہو یہی ہے ہوس
بر رسولان بلاغ باشد و بس

یہ نظم بھی انجمن مذکور کیلیئے لکھی گئی اور اخبار نیر آصفی مدراس مطبوعہ ۲۳ ستمبر سنہ ۱۹۰۴ء مین طبع ہوی

کیجیے اے منعمو امداد معذورین کی | سنئے اے اہل کرم فریاد معذورین کی

کوئی نابینا ہے کوئی لنگ کوئی [illegible] | آہ ہے [illegible] معذورین کی

خستہ ہین ناچار ہین مجبور ہین محتاج ہین
یک طرف شرع پیمبر یک طرف عقل رسا
دل مین آتا ہے ہر یک کے صفحۂ دلپر ابھی
اے شکم سیرو ذرا بھوکون کی بہی لیجیے خبر
راحتین کیا کیا نہ دیگا تمکو عقبیٰ مین خدا
تم کرینگے انکی گر امداد ہر صبح و مسا
گر نہ کیجیے رحم ان پر رحم کے قابل ہے کون
نیک ہے وہ ذہن بیشک ہے مبارک وہ دماغ

راحت دنیا ہے کیا برباد معذورین کی
دونون کہتے ہین کرو امداد معذورین کی
شکل کھینچون صورت بہزاد معذورین کی
تندرستو تم کرو کچھ یاد معذورین کی
رنج سے گر طبع ہو آزاد معذورین کی
حشر تک دیگی دعا اولاد معذورین کی
آہ بیرحمی سے ہے توجلاد معذورین کی
جس سے بہبودی ہو کچھ ایجاد معذورین کی

خانۂ دل مین ہر یک انسان کے ای **بادشاہ**
روز و شب الفت رہے آباد معذورین کی

یہ نظم بہی جلسہ سالانہ انجمن مذکور منعقدہ ۲۸ اکتوبر سنہ ۱۹۰۵ء مین پڑہی گئی اور مقبول خاص و عام ہوئی

ای قلم کیجیے رقم کچھ آج حالت قوم کی
ای اثر میری زبان مین کچھ تو ہو تیرا ظہور
ای تمنا ضبط یون دلمین رہیگی کب تلک
ای ترقی ہم ترستے ہین تری دیدار کو
دل وہ کس مصرف کا ہے کس کام کا ہے وہ دماغ
زندگی اسکی ہے کیا اتنا بہی جو واقف نہو
غرق ہے بحر تنزل مین یہ کیا سر تا بپا
خود پسندی اور خود غرضی ہے ہر یک کا شعار
جسطرح فصل خزان گلشن کو کرتی ہے تباہ
فرق ہمدردی کا ہے انسان اور حیوان مین

ای طبیعت کر اعانت گر ہے الفت قوم کی
ای زبان لازم نہین کیا تجھ پہ خدمت قوم کی
ای دل پر درد کبتک تجھ مین حسرت قوم کی
ای تنزل تا بہ کے تجھ سے رفاقت قوم کی
جس سے عالم مین نہین کچھ بہی اعانت قوم کی
قوم ہے کیا شئی کسے کہتے ہین اخوت قوم کی
کچھ نہین ابتک ابھرنے کی ہے صورت قوم کی
حیف عادت قوم کی افسوس قسمت قوم کی
یون ہی خود غرضی مٹا دیتی ہے نعمت قوم کی
غور کچھ اس پر نہین ای ولئے غفلت قوم کی

مال و دولت جاہ و ثروت لاکھ ہم پیدا کرین
کچھ نہین حاصل نہو گر عام عزت قوم کی

عام عزت کیلئے لازم ہے باہم اتفاق
اتفاق و یکدلی مین ہے سعادت قوم کی

اتفاقاً بھی نہین ہمکو خیال اتفاق
ہے یہ کیا نا اتفاقی جزو فطرت قوم کی

آہ اے نا اتفاقی ہو ترا خانہ خراب
گم ہوی دولت فقط تیری بدولت قوم کی

غم نہین اسکا اگر دولت گئی حشمت گئی
حیف ساتھ اسکے ہوی ہمت بھی رخصت قوم کی

قوت بازو سے اپنے ہم تو کچھ کرتے نہین
ذکر کیا کیجیے وہ اگلی شان و شوکت قوم کی

دو ہی دو چیزین ہین جس سے ہے ہمین ذلت نصیب
ایک بے علمی ہے دیگر ہے فلاکت قوم کی

باوجود ایسے تنزل کے خدا کا شکر ہے
اب بھی باقی ہے بہت کچھ استطاعت قوم کی

قوم مین باقی ہین اب بھی ایسے ہمدردان قوم
یک نہ یک دن جن سے ہم دیکھینگے رفعت قوم کی

لعل سنگریزون مین خاکستر مین ہون جیسے شرر
یون نہان دلمین ہے انکے درد و رقت قوم کی

درد ہے گر قوم کا کچھ کرکے اب دکھلایئے
خالی خولی کام کیا آئے نصیحت قوم کی

شاعرو شعر و سخن سے ہمت افزائی کرو
عالمو اب زور سے کیجیے ہدایت قوم کی

چارہ سازو قوم کی کچھ چارہ سازی کیجیے
اے طبیبو دیکھیے کیا ہے علالت قوم کی

عاقلو کچھ عقل سے تائید دو تائید دو
مالدارو مال سے بر لاؤ حاجت قوم کی

انجمن ہے یہ جو معذورین کے امداد کی
عمدہ تر کہیے نہ کیون اسکو حمایت قوم کی

خوش نہ کیون اس سے خدا ہو خوش نہ کیون اس سے رسول
طاعت خالق ہے یہ لاریب خدمت قوم کی

لنگڑے لولے بے بصر پاتے ہین ملبوس طعام
اس سے بڑھکر اور کیا ہوگی ضرورت قوم کی

گر نہ ہو تائید انکی اور پھرین وہ دربدر
کیا نہوگی غیر قومون مین حقارت قوم کی

انجمن کا جلسۂ سالانہ ہے اب منعقد
کون کہتا ہے نہین اس سے مسرت قوم کی

ایسے ہی جلسے موثر ہین زبہر خاص و عام
ایسے ہی جلسون سے بڑھجاتی ہے ہمت قوم کی

ایسے ہی جلسون سے ہوتی ہے نمایان یکدلی
ایسے ہی جلسون سے ہے دنیا مین عظمت قوم کی

خواب غفلت سے جگا دیتی ہین ایسی محفلین — صحبتین ایسی بدلدیتے ہین رنگت قوم کی
بانی جلسہ جو ہین اس انجمن کے معتمد — پوچھنا کیا انکے دل مین ہے جو الفت قوم کی
کہئے گر انکو فنا فی القوم کچھ بیجا نہین — ان مین ہمدردی ہے بے حد و نہایت قوم کی
انکی ہمدردی کی ہے یہ انجمن روشن دلیل — شکر ہو انکا ادا کب ہے یہ طاقت قوم کی
صدر جلسہ مولوی حاجی ضیاء الدین ہین — مرحبا شایان ہے انکو یہ صدارت قوم کی
حصہ لیتے ہین ہمیشہ یون ہی قومی کام مین — ہر زمان منظور ہے انکو حمایت قوم کی
التجا ہے تجھہ سے یارب از طفیل مصطفےٰ — انجمن ہو یہ معاون تا قیامت قوم کی
دام سے دم سے قدم سے انجمن کے حال پر — یا الٰہی روز افزون ہووے رغبت قوم کی
قوم کو جلسہ مبارک ہو یہ باعز و وقار — ہو مبارک آج اس جلسہ کو فرحت قوم کی
شمع کو پروانہ گلشن کو مبارک عندلیب — بس ہے ہم قومی محبون کو محبت قوم کی
ہے نہ جدت اور رنگینی نہ لطف شاعری — بے تکلف مین نے لکھی ہے حکایت قوم کی
کیون دُرِ مقصد سے دامن انجمن کا پُر نہو — مثل دریا موج زن ہو گر سخاوت قوم کی

ہے یہی داد سخن تیرے لئے اے **بادشاہ**
ہو اگر اس نظم پر نظر عنایت قوم کی

یہ نظم جلسہ سالانہ انجمن خیر خواہِ غربائے اہل اسلام مدراس منعقدہ ۱۰؍ فروری ۱۹۱۱ء کیلئے لکھی گئی

آج کیا جلسہ ہے یہ کیون جمع ہین سب خاص و عام — اپنے قومی بھائیون کا کس لئے ہے اژدحام
کسلئے ہر ایک کے چہرے سے مسرت ہے عیان — نکہت الفت سے کیون تازہ ہے ہر ایک کا مشام
کیا غرض ہے اور کیا مقصود اس جلسہ سے ہے — کون ہین بانی مبانی اور کیا ہے انکا نام
قومی ہمدردی کا کس کے ذکر ہے مد نظر — آفرین تحسین کا کسکے ہے یہ سارا انتظام
لو سنو اب تم مفصل ان سوالون کا جواب — ہم بیان کرتے ہین اے حضار والا احترام
بہر تائید غریبان انجمن قایم ہے ایک — اور ہے مدراس مین دو سال سے اسکا قیام

دوسرا سالانہ جلسہ ہے یہ اسکا منعقد
ختنہ ہے شادی ہے اور تجہیز ہے اموات کی
فیض ہے اس انجمن کا مفلسان قوم کو
معتمد ہین اور بانی اسکے ابراہیم سیٹھہ
پورا پورا وصف انکا اسلئے لکھا نہین
سال نامہ انجمن کا آپ نے سنوا دیا
کام کرنا اور ہے باتین بنانا اور ہے
ایسے لوگون سے نہ کیون خوش ہون جناب مصطفیٰ
مجلسین یون تو بہت اس شہر مین موجود ہین
مالدار و کیجئے تائید بھر انجمن
عالمو پند و نصیحت قوم کو کچھہ کیجئے
شاعر و شعر و سخن سے ہمت افزائی کرو
مرد جو بے فیض ہے بیکار ہے اسکا وجود
جیتے جی جو کچھہ کہ کرنا ہے کرین اعمال نیک
قوم کی حاجات کا احساس تو کچھہ بھی نہین
کام جبکہ ایک سر مو بھی خلاف شرع ہو
دینداری گر نہو دنیا ہے وہ کس کام کی

اسکے اظہار طرب کی آج ہے یہ دہوم دہام
تین یہ اسکے غرض بس تین ہین یہ اسکے کام
صدق دل سے کیون نہ وہ دینگے دعا اسکو مدام
ذی فراست ذی وجاہت ذی کرم ذی احتشام
تا خوشامد کا کہین مجھہ پر نہوے اتہام
واہ کس خوبی سے ظاہر ہوگئی حالت تمام
کام کرنا اسکو کہتے ہین یہی سچا ہے کام
ایسے کامون سے نہ کیون راضی رہے رب انام
سب مین مستثنیٰ اگر کہئے اسے کیا ہے کلام
آپکے قبضہ مین ہے اسکی ترقی کی لگام
انکی ہو خیرات کا تا کوئی اعلیٰ اہتمام
آپ کی جادو بیانی کرتی ہے عالم کو رام
جسطرح تسبیح کے دانون مین رہتا ہے امام
موت ہے ہر ایک کے سر پر لیکے تیغ بے نیام
صرف ہمدردی کا اب بعضون کو ہے سودائے خام
ایسے ہمدردو نکو اپنا دور ہی سے ہے سلام
دین کے ہی وجہ سے دنیا نے پائی احترام

دین کی پابند رکھہ یارب ہمیشہ قوم کو
بادشہ کی التجا تجھ سے یہی ہے صبح و شام

یہ مثنوی جلسہ سالانہ انجمن مذکور منعقدہ ۸ مارچ ۱۹۱۴ء کیلئے لکھی گئی

حمد حق پہلے ہے بعد اسکے ہے نعت مصطفیٰ
کیا کرے انسان ادا کیا حوصلہ انسان کا

مرحبا یہ انجمن سچی ہے قومی خیرخواہ — مرحبا جاری ہے اس سے خوب اسلامی رفاہ

مرحبا یہ انجمن ہے بیکسون کی دستگیر — مرحبا یہ انجمن ہے مرجع برنا و پیر

مرحبا یہ انجمن پشت و پناہ مفلسان — مرحبا یہ انجمن ہے چارۂ بیچارگان

مرحبا یہ انجمن سچی ہے قومی غمگسار — مرحبا یہ انجمن سب سے ہے عمدہ یادگار

گرچہ ہین آفاق مین اغراض قومی بے حساب — اسکے جو اغراض ہین ان سب کا ہے لب لباب

یعنے ہے پہلی غرض نادار لڑکون کی ختان — ہوتی ہے تائید اسکی انجمن سے بیگمان

ہے غرض یہ دوسری اموات جو غربا کے ہین — انکے ہے تجہیز اور تکفین اس سے بالیقین

تیسری ہے یہ غرض نادار جو ہین لڑکیان — انجمن کے استعانت سے ہون انکی شادیان

بس یہی تینون غرض پر انجمن محدود ہے — انجمن کا مدعا یہ ہے یہی مقصود ہے

کون کہتا ہے کہ یہ ابواب ہین بے فائدہ — کون کہتا ہے نہین اسکی جزا روز جزا

منعقد ہے آج جلسہ انجمن کا خوب تر — جمع کیسے لوگ ہین ذی علم و دانش نامور

جمع ہین نامی گرامی عالمان دیندار — اور ہین موجود کیسے تاجران باوقار

کیسے کیسے ہین مقرر خوش بیان شیرین زبان — کیسے کیسے ہین یہان والا طبیعت شاعران

زیب اور زینت ہے اس جلسے کی انکی ذات سے — قدر اور وقعت ہے اس جلسے کی انکی ذات سے

انکی تقریرین کلام انکا نہ ہوگا گر مفید — اورکس سے قوم ہوگی مستفیض و مستفید

معتمد اس انجمن کے ہین جو موسیٰ سیٹھ نام — نیک خو ہین نیک دل ہین ذی کرم ذی احترام

انجمن کے بانی و موجد یہ ہو صد آفرین — ہے مگر افسوس وہ دنیا مین اب زندہ نہین

گو نہین زندہ ہے وہ زندہ ہے بیشک اسکا نام — انجمن کا دوستو دنیا مین جبتک ہے قیام

خوب انہون نے انجمن کا اب بنایا ہے ریپورٹ — مطمئن کیا قوم کے دل کو بنایا ہے ریپورٹ

یون ہی گر جاری رہیگا انجمن کا کاروبار — ایکدن افزون بہت ہوجائیگا اسکا وقار

انجمن سے آج مجھہ ناچیز کی یہ عرض ہے — عین منت گر اجابت کا شرف اسکو ملے

پوری پوری ہو نہین سکتی کبھی حاصل مراد
انجمن کے کام کی جبتک نہ ہو شہرت زیاد

دیکھتا ہون مین کہ شہرت اسکی جیسی چاہیئے
اب نظر آتی نہین آتی نہین ہرگز مجھے

اسکے شہرت کے وسائل جسقدر ہونگے وسیع
انجمن کا نام ہوتا جائیگا بالکل وسیع

یاالٰہی انجمن یہ تا ابد قایم رہے
فیض اسکا قوم پر دائم رہے دائم رہے

ممبرون مین دیجیئے یارب خلوص و اتحاد
دل وہی سے انتظام اسکا کرین وہ شاد شاد

مالدارون کے دلون مین یا خدا توفیق دے
انجمن کے تو ترقی کی انھین تشویق دے

شک نہین انکی توجہ کی اگر ہو اک نظر
انجمن کا نیر تقدیر ہوگا اوج پر

ہر بلا سے یاالٰہی اسکو تو محفوظ رکھ
جو معاون اسکے ہین ہر دم انہین محفوظ رکھ

ختم کردے نظم اپنی تو یہان اے **بادشاہ**
تا کجا طول سخن طول بیان اے **بادشاہ**

یہ نظم جلسۂ سالانہ انجمن مذکور منعقدہ ۳۱ جنوری سنہ ۱۹۱۵ء کیلیئے لکھی گئی

اللہ اللہ خوب یہ جلسہ ہے تیرا انجمن
حق کے ہے فضل و کرم کا تجھپہ سایہ انجمن

انجمن یون تو بہت ہین بلدۂ مدراس مین
شک نہین ہمین کہ تو ہے سب مین یکتا انجمن

انجمنہائے دگر ہین بہر نفع خاص و عام
خاصکر تو ہے عزیزون کا سہارا انجمن

یکطرف مذہب ہمارا یکطرف عقل سلیم
دونون تیرے کام پر ہین دل سے شیدا انجمن

عمر شش سالہ ہے تیری بلکہ کچھ افزود ہے
کمسنی مین تو نے دکھلایا ہے کیا کیا انجمن

نام اچھا کام اچھا انتظام اچھا ہے جب
کیون نہ محشر مین صلہ پائیگی اچھا انجمن

آج سنوائی گئی ہے تیری سالانہ رپورٹ
تیری حالت ہوگئی سب پر ہویدا انجمن

تھا نہایت عمدہ تر اس سال تیرا انتظام
کیون نہو ہر کام مین تیرے اضافہ انجمن

پاک ہے تیرا ارادہ پاک ہے تیرا حساب
غل و غش ہم نے کسی مین کچھ نہ پایا انجمن

تجھ سے جب راضی خدا ہے تجھ سے جب خوش ہے رسول
قوم سے تیرا ادا ہو شکریہ کیا انجمن

رنگ و بو کے ہین مشابہ انتظامی ممبران — تو مثال گل ہے دنیا مین شگفتہ انجمن
ممبران سیارگان ہین تیری محفل آسمان — بدر گر تجھکو کہین تو کیا ہے بیجا انجمن
روح کے مانند ہین تیرے مقاصد شک نہین — ممبران اعضا ہین تو ہے جسم گویا انجمن
طالب تائید تیرے صورت غواص ہین — ہے گہر تائید تیری تو ہے دریا انجمن
معتمد دو تیرے جو موسیٰ و اسمعیل ہین — کوششون کا انکی ہے سارا یہ ثمرا انجمن
قابل تحسین ہین وہ لائق توصیف ہین — کیون نہ مانیگی بہلا تو انکا لوہا انجمن
صدر صاحب تیرے اور جملہ اراکین بھی ترے — خیر خواہی پر ہین آمادہ ہمیشہ انجمن
گرچہ تیرا موجد و بانی جہان سے چل بسا — مدتون زندہ رہیگا نام اسکا انجمن
کیا ضروریات کو محسوس ہے تونے کیا — نیکیون کا لیلیا گویا خلاصہ انجمن
ممبرون کی نیت خالص کا ہے سب کچھ طفیل — ہے ترقی اسلئے تیری دو بالا انجمن

صرف جوش طبع کو اپنے دکھایا **بادشاہ**
ورنہ میری مدح کی کیا تجھکو پروا انجمن

یہ نظم جلسہ عام اہل اسلام مدراس کے لئے لکھی گئی

اے معزز اہل جلسہ دیندار — اے مکرم عمدگان ذی وقار
جس غرض سے جمع ہین ہم سب یہان — وہ نہین ذاتی غرض کچھ زینہار
قوم کی بہبود ہے مد نظر — بہر نفع قوم ہین سب کاروبار
قومی ہمدردی نہو جس شخص مین — قوم کا اپنے نہ ہو جو غمگسار
اس کا یکسان دہر مین عدم و وجود — خوش نہین اس سے کبھی پروردگار
انجمن یہ آج جو قائم ہوی — تھی ضرورت اسکی بالکل آشکار
بعد مدت کے برآئی ہے امید — پائے ہم مقصد کو باصد انتظار
گرادا ہو اس سے فرض منصبی — ہمکو حاصل ہین فوائد بے شمار

پیاٹرن ہون جب پرنس آف آرکاٹ
انجمن کیونکر نہ ہو پھر شاندار

ہے محافظ یہ حقوق قوم کی
قوم کو ہے اس سے بیشک افتخار

بے ادب ہوگی نہ یہ سرکار سے
باوفا ہے ہے وفا اسکا شعار

قوم کو حاجت ہے جس جس امر کی
باادب ہوگی یہ اسکی خواستگار

ہو اگر حاکم کی چشم التفات
پھر یہ سمجھو قوم کا بیڑا ہے پار

کیون نہ ہو سرکار ہم پر مہربان
ہم ہین اسکے خیر خواہ و جان نثار

سلطنت انگلش کی ہے مانند باغ
امن و آزادی کی ہے جس مین بہار

کیون نہ ہم اس باغ مین پھولین پھلین
خار حسرت کہائین کیون لیل و نہار

وقت کہتا ہے کہ کچھ کوشش کرو
کہتی ہے غفلت عبث ہے اضطرار

اسکا کہنا کھوؤ مت قابو کو تم
کہتی ہے یہ مین نہ مانون زینہار

اسکا کہنا پھر نہ پاؤگے مجھے
کہتی ہے یہ مثل تیرے ہین ہزار

وقت اور غفلت کا جھگڑا دیکھکر
چونک اوٹھا دل اور کہا بے اختیار

ہے نصیحت وقت کی بالکل بجا
ہوگی اے غفلت تو آخر شرمسار

بادشہ بے لطف ہے طول سخن
خلق کو مرغوب تر ہے اختصار

کر دعا کے ساتھ اب ختم کلام
شعر یہ ورد زبان ہو بار بار

بادشاہا جرم ما را در گزار
ما گنہگاریم تو آمرزگار

یہ نظم جلسہ انعامی مدرسہ عزیزیہ ترملکھیڑی واقع مدراس کیلئے لکھی گئی

پہلے ہم کرکے ادا حمد و سپاس معبود
کیون نہ بعد اسکے پڑہین نام نبی پر درود

منعقد آج جو یہ جلسہ انعامی ہے
جمع ہین اہل خرد اہل لیاقت موجود

کیا کوئی اونکی غرض ہے نہین زنہار نہین
کیا ہے مقصود فقط علم کی رغبت مقصود

کیا ملے اس سے ملے روز جزا اجر و ثواب
کون خوش اس سے خدا اور پیمبر خوشنود

مدرسہ کونسا ہے نام عزیزیہ ہے
کون مالک ہے ہے یک اہل کرم منبع جود

نام کیا اسکا ہے الحاج حکیم عبد عزیز
کیا یہ فیاض ہے فیاض ہے یہ لامحدود

کیسی تعلیم ہے تعلیم ہے بالکل اچھی
کیسے آثار ہین آثار ہین سارے محمود

حفظ قرآن کی کوشش بھی کوئی ہے کہ نہین
اہتمام اسکا ہے ہان اس مین بفضل معبود

سچ ہے تعلیم کا خورشید ہو روشن جدم
ظلمت جہل کا رہتا ہی نہین نام و نمود

اسی تعلیم سے ہوتے ہین فضایل پیدا
اسی تعلیم سے ہوتے ہین رذائل مفقود

اسی تعلیم سے بنجاتا ہے انسان انسان
اسی تعلیم سے ہے دونون جہان کی بہبود

گر ہے نعمت کوئی دنیا مین تو تعلیم ہی ہے
بہرہ ور اس سے ہو وہ بخت ہے جسکا مسعود

مثل تن طبع بشر جان ہے گویا تعلیم
جان جس مین نہ ہو اس تن کا ہے رہنا بے سود

بادشاہ خوب لکھا ہے یہ کسی شاعر نے
دمبدم اسپہ رہے رحمت خلاق ودود

شرف مرد بعلم است کرامت بسجود
ہر کہ این ہر دو ندارد عدمش بہ ز وجود

یہ نظم جلسۂ ابتدائے رسالۂ "المضمون" مدراس منعقدہ ۸ دسمبر سنہ ۱۹۱۲ء کیلئے لکھی گئی جو جناب منشی محمد انصر الدین صاحب بیخود کے اہتمام سے شائع ہوتا تھا

دولت علم سے بڑھکر کوئی دولت کیا ہے
گنج قارون ہے کیا اسکی حقیقت کیا ہے

علم بے نقص ہے اور مال کو ہے نقص و زوال
علم پر مال کو ترجیح کی نسبت کیا ہے

ہے فقط علم سے دنیا مین ہر یک عز و شرف
ورنہ انسان کو حیوان پہ فضیلت کیا ہے

ذوق این بادہ ندانی بخدا تا نہ چشی
صاحب علم ہی جانے کہ وہ لذت کیا ہے

علم پر دین کا دنیا کا ہے سب دار و مدار
گر نہ ہو علم تو جینے کی حلاوت کیا ہے

صاحب علم اگر قابل اعزاز نہون
نام کس چیز کا عزت ہے یہ عزت کیا ہے

مجھ سے کیونکر ہو بھلا علم کی پوری تعریف
قطرہ ہو بحر کا مداح یہ ممکن ہی نہین
منعقد جلسۂ اجرا ہے یہ المضمون کا
اس کے مالک ہین اڈیٹر ہین جناب ۔ بیجو د
آئینہ سے ہے عیان صاف سکندر کا کمال
کسی توصیف کا محتاج نہین المضمون
ہمکو احساس اگر اسکی ضرورت کا نہو
این مراتب کہ کنون دیدۂ لاشک جزوی است
کوڑیون کے ہین عوض گویا جواہر پارے
اس سے انجان جو ہوتے ہین ہمین بتلا دین
دوستو شوق سے تم اسکے خریدار بنو
روز افزون ہو عطا اسکو ترقی یارب

حوصلہ کیا ہے مرا میری لیاقت کیا ہے
وصف خورشید ہو ذرہ سے طاقت کیا ہے
اس سے بڑھکر کوئی اسکے لیئے شہرت کیا ہے
کہیئے کیا علم ہے کیا انکی لیاقت کیا ہے
یہ رسالہ ہو جو مقبول تو حیرت کیا ہے
روئے محبوب کو مشاطہ کی حاجت کیا ہے
صفحۂ دہر مین پھر لفظ ضرورت کیا ہے
کار کلی بقدر رہے ابھی عجلت کیا ہے
دیکھیئے کیسے مضامین ہین قیمت کیا ہے
وقعت علم ہے کیا قومی حمایت کیا ہے
کام جب نیک ہے اسکے لئے مہلت کیا ہے
تیرے افضال ہین الطاف مین قلت کیا ہے

بادشہ نظم سناتا ہے جو اپنی بے خوف
علم والون کے مقابل ہین یہ جرأت کیا ہے

یہ مثنوی جلسۂ انجمن مشرقی الطبائے جنوبی ہند مدراس منعقدہ ۱۳ ؍ جولائی ۱۹۱۳ء کیلئے لکھی گئی ۔

منعقد جلسہ ہوا یہ کس غرض سے دوستو
نظم کی نسبت اگرچہ نثر ہے واضح ترین
اندنون تحریک تازہ پیش ہے سرکار مین
ڈاکٹر نائر محرک ہین جو اس تحریک کے
بن لیگی وہ اگر تحریک قانونی لباس
ملک سے مٹ جائیگا دیسی طبابت کا وثوق

نثر تو سب سن چکے اب نظم بھی میری سنو
لطف ہے جو نظم مین وہ نثر مین ہرگز نہین
گویا پھولا ہے شگوفہ ایک نیا گلزار مین
چاہتے ہین قدر وہ دیسی طبابت کی گھٹے
قدر کیا دیسی اطبا کی رہے ہر ایک کے پاس
تلف ہو جائینگے سب دیسی طبیبون کے حقوق

گو نہین الفاظ مین تحریک کے یہ مدعا — غور جب اسپر کرین تو صاف ملتا ہے پتا

ماہر تاریخ و دانشمند جو انگریز ہین — کہتے ہین بیشک ہین ہم یونانی طب کے خوشہ چین

خوشہ چینی سے نہین انکار کرتا ہے کوئی — ہے گلہ ہمکو مگر سرکار برٹش سے یہی

جتنے آثار قدیمہ ہند مین موجود ہین — کرتی ہے سرکار خود اسکی حفاظت بالیقین

پاس ہے قانون بھی اسکی حفاظت کے لیے — حکم ہے خرچ اسکا سب شاہی خزانہ سے ملے

کیا نہین دیسی طبابت ہے سلف کی یادگار — کم ہے آثار قدیمہ سے بھی کیا اسکا وقار

ہان مگر محسوس وہ یہ غیر محسوسات ہے — غیر محسوسات پر بیجا نہین اطلاق شئے

شئی کی گر مفہوم پر کیجیے تامل کی نظر — دیسی طب کو شئی کا کہنا ہے مناسب سربسر

شئی کا جب اطلاق ہے دیسی طبابت پر روا — بحث محسوسات سے ہرگز نہین ہے فائدہ

باوجود اسکے کہ ہین موجود صدہا ہسپتال — باوجود اسکے کہ صدہا ڈاکٹر ہین باکمال

دیسی طب دیسی طبابت کو ترقی ہے مدام — فیض صدہا سال سے ہے اسکا جاری صبح و شام

ڈاکٹر لوگون کے ہین نزدیک جو زیر علاج — ہین دوچند اس سے بھی بیشک انکی نگرانی مین آج

دیسی اہل طب کو ناواقف اگر ٹھہرائینگے — سارے خلق اللہ کو حیران پریشان پائینگے

انکو ناواقف جو ٹھہرائین کہینگے ہم یہی — قدر زر زرگر بداند یا بداند جوہری

ایک کو ترجیح یک پر یہ نہین ہرگز پسند — سچ تو یہ ہے ہر کسے را بہر کارے ساختند

ہین گورنر لارڈ پینٹلنڈ صوبہ مدراس کے — انکی ذات نیک سے ہمکو بڑی امید ہے

تجربہ مین فہم مین دانش مین ہین وہ بےنظیر — انکی وصف نیک کی عالم مین ہے شہرت کثیر

غور وہ اس مسئلہ پر ہر طرح فرمائینگے — مدعا دیسی اطبا کا یقین بر لائینگے

ہم رعایا پر کرم کی انکی ہے ہر دم نگاہ
روک لے اپنا قلم اپنی زبان اے **بادشاہ**

یہ نظم جلسہ عام انجمن مذکور منعقدہ ۷ رنومبر ۱۹۱۳ء کیلیے لکھی گئی —

کیون نہ کیجے شکر اس خلاق عالم کا ادا — چار عنصر سے مرکب جس نے انسان کو کیا

چار عنصر نام جنکا آب و آتش خاک و باد — ہین یہ آپس مین مخالف شک نہین اسمین ذرا

اس سے بڑھکر اور کیا ہے شان خالق کی دلیل — اتفاق ان چار عنصر کا جو انسان مین رکھا

اتفاق انکا ہماری زندگی کا ہے اصول — اتفاق انکا سراسر ہمکو دیتا ہے مزا

چار عنصر مین اگر ہوجائے غالب کوئی ایک — جان شیرین جسم سے خارج ہو فوراً برملا

یکدلی کیا چیز ہے اب کیجئے اسپر قیاس — نوع انسان کیلئے ہے اس سے کیا کیا فائدہ

اتفاق و مشورت ہر کام مین لازم ہین — فی الحقیقت ہے یہی حکم نبی حکم خدا

منعقد جلسہ جو یہ دیسی اطبا کا ہے آج — یکدلی کا جلوہ کیا ہمکو نظر آنے لگا

ہین فراہم عمدگان اہل اسلام و ہنود — ذی وجاہت ذی فراست صاحب فہم رسا

ڈاکٹر لوگون کے چند افراد کی تحریک سے — آج کل سرکار مین جو پیش ہے یک مسئلہ

چاہتے ہین وہ یہی سرکار مین منظور ہون — واسطے دیسی اطبا کے قواعد کچھ جدا

ان قواعد کے ہے اجرا سے یہی مدنظر — رفتہ رفتہ منقطع ہو سارا طبی سلسلہ

قدر پھر دیسی طبیبون کی نہ کچھ باقی رہے — صفحۂ ہستی سے دیکھے انکی آزادی مٹا

آج یہ جلسہ اسی تحریک کے ترمیم مین — خوب یہ فرض منصبی اپنا یہان لایا بجا

جسطرح آزاد یک مدت سے تھے دیسی طبیب — انکی آزادی وہی قایم رہے صبح و مسا

ہمکو اپنے مہربان سرکار سے امید ہے — وہ نہو پابند ان لوگون کے حسب اقتضا

رحم و انصاف و تحمل احتیاط و فکر و غور — ہے ہماری مہربان سرکار مین سب انتہا

جسکے عہد نیک کا ہے آج قایل یک جہان — سلطنت کا جسکے سارا انڈیا مدحت سرا

ہم رعایا کی گزارش کیون نہو اسکو قبول — اسکو دل شکنی طبیبون کی نہ ہرگز ہو روا

دیسی طب سے جسقدر مالوف ہین خورد و کلان — اسقدر مرغوب عالم کب ہے انگریزی دوا

دعوی یہ میرا نہین زنہار محتاج دلیل — سب پہ ظاہر ہے یہ ہر فرد بشر ہے جانتا

نظم اپنی ختم کر اے **بادشاہ** خستہ جان
ہے طوالت مین کہان جو مختصر مین ہے مزا

یہ مثنوی جلسہ افتتاحیہ قدوسیہ طبی مدرسہ مدراس منعقدہ ۱۳ ڈسمبر سنہ ۱۹۱۳ع کیلئے لکھی گئی

شکر حق ہے اسنے یہ جلسہ جو دکھلایا ہمین — اسکے فضل ولطف سے موقع یہ ہاتھ آیا ہمین
اب جنوبی ہند کا طالع ہے شاید اوج پر — اب ذرا سا قوم کے دلمین ہوا پیدا اثر
خواب غفلت سے ابھی کچھ قوم نے کروٹ ہی لی — جاگ اوٹھنے کے نظر آتے ہین کچھ آثار بھی
کیا عجب زندہ اگر ہوجائین پھر اگلے علوم — کیا عجب علم وہنر مین قوم کی بڑہ جائے دہوم
رحمت حق سے نہین مایوس ہونا چاہیئے — آیۂ لاتقنطوا فرمان حق ہے دیکھیئے
کیا خدا قادر نہین ہر چیز پر ہر کام پر؟ — وہ اگر چاہے تو یک پل مین ادہر کا ہو ادہر
وہ اگر چاہے تو قطرہ کو ابھی کردے سحاب — وہ اگر چاہے تو ذرہ کو بنادے آفتاب
وہ اگر چاہے تو صحرا صورت گلزار ہو — وہ اگر چاہے خذف بھی گوہر شہوار ہو
زینے پر بام ترقی کے ہے یہہ پہلا قدم — آگے چلکر کیا عجب گر بام پر چڑہ جائین ہم
یعنے طبی مدرسہ کا اب یہان ہے افتتاح — واہ بہر قوم کیا سوچی گئی فوز وفلاح
کسقدر ہے قوم کو اس مدرسہ کی احتیاج — جانتے ہین خوب اس جلسہ مین جو حاضر ہین آج
درس طب بھی اسمین ہے تعلیم نباضی بھی ہے — اور قارورہ شناسی سے مطب جاری بھی ہے
چاہیئے انسان ہریک تعلیم سے ہو بہرہ ور — علم ادیان ایک ہے اور علم ابدان ہے دگر
علم ادیان واسطے امراض روحانی کے ہے — علم ابدان واسطے امراض جسمانی کے ہے
دہر مین الّا وہی دو کو حق نے بخشا ہے شرف — سارے عالم کی ہے رغبت صرف ان دو کی طرف
انجمن شرقی اطبا کی جو ہے قایم یہان — اسکی نگرانی مین ہوگا مدرسہ یہ جاودان
انجمن کا مقصد اعلیٰ یہی ہے مدرسہ — انجمن کا مدعا عمدہ یہی ہے مدرسہ
انجمن گویا شجر ہے مدرسہ مثل ثمر — انجمن مثل صدف ہے مدرسہ مثل گہر

انجمن مانند جان ہے مدرسہ مثل بدن
انجمن باد بہاری مدرسہ گویا چمن

انجمن گر مثل گل ہے مدرسہ ہے رنگ و بو
انجمن مانند ساقی مدرسہ جام و سبو

انجمن اور مدرسہ کے واسطے اب ہے دعا
اے مرے مالک مرے معبود اے میرے خدا

دہر مین ہر وقت یہ محفوظ و مصئون رہین
ہر زمان آفات ارضی اور سماوی سے بچین

موجد و بانی کو دے عمدہ جزا عمدہ جزا
اسکی ہمت اور بھی دیجیے بڑھا دیجے بڑھا

بادشہ کس امر کا کرتا ہے تو اب پیش و پس
روک لے اپنا قلم اللہ بس باقی ہوس

یہ نظم جلسہ انجمن حجاج مدراس منعقدہ ۲۵ رمی ۱۹۱۴ء کیلئے لکھی گئی

کون کہتا ہے نفو ایسی مقرر انجمن
قوم کو ہو نفع جس سے ہے وہ بہتر انجمن

خاص کر حجاج کے بہبود کا ہو جب خیال
کیون نہ پائے دہر مین پھر شان برتر انجمن

کامیابی کا اگر ہو نور پھر کیا پوچھنا
یہ چمک اوٹھیگی مثل مہر انور انجمن

نام اچھا کام اچھا انتظام اچھا ہو جب
قوم کے دل کو نہ کیون کر لے مسخر انجمن

ابتدا کا جوش لازم ہے رہے تا انتہا
ورنہ کہدین لوگ تھی یک سوڈا واٹر انجمن

کام کے ہین انجمن کم یون بہت ہین نام کے
دعوی اپنے کام کا کرتی ہے ہر ہر انجمن

ہمکو مطلب کام سے ہے نام سے کیا کام ہے
کیا قباحت ہے اگر بنجائے گھر گھر انجمن

چاہیئے ہر انجمن کے واسطے تائید زر
نامور ہوتی نہین دنیا مین بے زر انجمن

یاوری طالع کی ہے شاید تمہاری حاجیو
یہ معاون ہے تمہاری اور یاور انجمن

دولت عثمانیہ سے دولت برٹش سے بھی
سعی و کوشش کے دکھائے خوب جوہر انجمن

ہر طرح آسائش حجاج ہے مدنظر
انکی ہمدردی کی ہے لاریب مظہر انجمن

مجمع حجاج گر گلزار ہے اسکے لئے
گویا ہے باران رحمت کی یہ ہمسر انجمن

خالصاً للہ ہے نیت جب اسکی بادشاہ

پائینگی بجد جزا حق سے نہ کیونکر انجمن

یہ نظم بہی جلسہ انجمن مذکور منعقدہ ۳۰ جون ۱۹۱۲ء کیلئے لکھی گئی

حاجیون کے انجمن کا ہے یہ جلسہ خوشنما
کیسے کیسے نامور حجاج ہین رونق فزا

نیک نیت نیکدل اور خیر خواہ قوم ہین
سعی و کوشش کی جزا پائینگے سب روز جزا

شخص واحد کا نہین ہے نام ہرگز انجمن
انجمن ہے نام یک مجموعۂ افراد کا

اجتماعی قوت اپنی گر نہ پوری صرف ہو
اپنے حاجی بہائیون کو کسطرح ہو فائدہ

درد دل کے واسطے پیدا کیا حق نے ہمین
ورنہ طاعت کیلئے تھے سب ملک بے انتہا

جن قواعد کی ضرورت ہے برائے انجمن
منضبط کرنا ہے فرض انجمن سب سے بڑا

سب اراکین اسکے اب پابند رہنا چاہیئے
بے ضوابط انجمن کی دہر مین کب ہے بقا

حاجیون کو ہین جو کچھہ حج کے سفر مین مشکلات
اسکے دو حصے ہین سمجھو شک نہین اس مین ذرا

یعنے بمبئی سے ہین تا جدہ جو ہمکو دقتین
اسکی ذمہ دار ہے یہ دولت برطانیہ

دقتین جدہ کی اور مکہ مدینہ کی جو ہین
دولت عثمانیہ پر اسکا ہے ذمہ بجا

ہمکو ہر دو سلطنت سے دادخواہی چاہیئے
دونون سے خط وکتابت کا ہو جاری سلسلہ

ہمکو یک سرکار سے جسمی تعلق ہے اگر
مذہبی روحی تعلق دوسرے سے ہے لگا

ہر دو سرکارون مین گر درخواستین مقبول ہون
خوش نصیبی ہے ہماری اس سے بڑھکر اور کیا

کامیابی کا ہمارے ہے یہی اصل اصول
یہ شجر ہے شاخ برگ و گل ہین سب اسکے سوا

لفظ کے مانند یہ باقی ہین اسکے حرف وصوت
گویا یہ جوہر ہے سب اعراض اسکے بر ملا

حج کمیٹی نام رکھکر گرچہ بعضے انجمن
چند دن کے قبل جاری ہند مین تھے جابجا

انکی کوشش کا اثر کچھہ بہی نہین آیا نظر
انکے کاروبار کا ملتا نہین ہم کو پتا

دیکھکر مجبوریون کو انکے شاید دوستو
یاس و حرمان نے لیا ہے اپنے دامن مین چھپا

الغرض اسکا وجود اسکا عدم ہے یکسان
غفلت و سستی مین ہے جس انجمن کا ماجرا

کام کرنا اور ہے باتین بنانا اور ہے
شکر ہے اللہ کا یہ انجمن حجاج کی
دیکھیے یک ہاتھ سے تالی نہین بجتی کبھی
کیونکہ ہین اسکے اراکین ذی لیاقت ذی کمال
سب کے سب ذی تجربہ ہین اور مآل اندیش ہین
یا خدا اس انجمن کو تو بنا دے کامیاب
حاجیون کے دلمین پیدا کر الٰہی درد قوم

اپنی باتون سے طرح گر کام ہو تو ہے مزا
غیر ہمدردی کا کچھ رکھتی نہین ہے شائبہ
تالی بجتی ہے اگر دو ہاتھ کو دینگے ملا
انکی عقل و فہم کا ہر ایک ہے، لوہا مانتا
انتظام عمدہ کرینگے ہے قوی ان سے رجا
روز و شب ہم حاجیونکی تجھسے ہے یہ التجا
دین اور دنیا کی بہبودی ہمیشہ ہو عطا

صرف اظہار خیالات دلی مقصود ہے
بادشہ کا شاعری سے اور کیا ہے مدعا

یہ نظم بھی جلسہ انجمن مذکور منعقدہ ۲۲ جولائی سنہ ۱۹۱۴ع کیلئے لکھی گئی

اے مومنو حج فرض ہے سمجھے ہوے کیا ہو
مخلوق کا یہ قرض نہین قرض خدا ہے
حج فرض نہین پاس اگر مال نہین ہے
طاقت بھی ہے اور مال بھی کیا عذر ہے انکو
ہوگا وہی جو چاہتا ہے خالق عالم
مرنا نہین ہرگز سفر حج پہ ہے موقوف
جس جا پہ ہے مرنا ہمین اس جا ہی مرینگے
بیشک زر ایمان کا محک حج کا سفر ہے
سب حیلے حوالون کا خدا جاننے والا
اے اہل تمول نہ کرو سستی و غفلت
تم جلد کرو حج و زیارت کا ارادہ

یہ فرض ادا ہو تو بڑا قرض ادا ہو
ہون تم جو سبکدوش تو عقبیٰ کا بھلا ہو
کیجیے یہ سفر مال اگر حق نے دیا ہو
خوش ان سے بھلا حشر مین کسطرح خدا ہو
ہوتا نہین وہ کام جو تم لاکھ بھی چاہو
آئیگی قضا ہمکو اگر وقت قضا ہو
مکہ کی مدینہ کی ہو یا ہند کی جا ہو
کھل جائے محک سے کہ یہ کھوٹا یہ کھرا ہو
کیا ایسا کوئی بھید ہے جو حق سے چھپا ہو؟
دل حج کے ارادہ سے تمہارا نہ جدا ہو
تا دونون جہان مین تمہین اعزاز سوا ہو

عالم متغیر متبدل ہے ہمیشہ
جو آج کی حالت ہے وہ کل دیکھئے کیا ہو

فرمایا ہی نے ہے جسے طاقت مالی
وہ حج کا فریضہ نہ اگر اس سے ادا ہو

اللہ کو پروا نہیں اسکی کہ جہان مین
نصرانی ہوا یا وہ یہودی ہی ہوا ہو

ترغیب فقط حج کی ہے مقصود ہمارا
غم اسکا ہمین کچھہ نہین گر کوئی خفا ہو

قایل نہو جو کوئی مریض اپنے مرض کا
کب اسکو موثر ہو دوا اور شفا ہو

حجاج کی یہ انجمن نیک ہے قایم
ہر حاجی ہے رکن اسکا وہ چھوٹا کہ بڑا ہو

امید ہے برآئین بہت اس سے مقاصد
حجاج کی تائید اگر صبح و مسا ہو

اے بادشہ ہیچمدان کیا ہے بڑی بات
تاثیر سخن مین ترے گر جق سے عطا ہو

یہ قصیدہ جلسہ دستاربندی مدرسہ باقیات الصالحات ویلور منعقدہ ۱۳ اگست ۱۹۰۶ء کیلئے لکھا گیا

جہان جہان ہے جہان مین خوشی کا چرچا آج
زبان زبان پہ ہے شکر خدائے یکتا آج

وہان وہان ہے نظر بہر دید ہر ہر سو
روان روان ہے طبیعت مثال دریا آج

عیان عیان ہے طرب شکل شاہد زیبا
نہان نہان ہے غم و فکر مثل عنقا آج

کشان کشان ہے اثر ہر طرف محبت کا
رسان رسان ہے نوید خلوص ہر جا آج

جدا جدا ہے دلون مین امنگ کا عالم
نیا نیا ہے دماغون مین جوش پیدا آج

ہرا ہرا نظر آتا ہے باغ علم و ہنر
کھلا کھلا ہے ہر ایک غنچۂ تمنا آج

قسم قسم کی ہے نکہت طرح طرح کا ہے رنگ
قدم قدم پہ چمن ہے سجا سجایا آج

شجر شجر کو کیا رنگ و بو نے خوب نہال
ثمر ثمر کو ملا تازگی کا ثمرہ آج

مہک مہک کے گلون نے دکھائی اپنی بہار
چہک چہک کے عنادل ہین گلشن آرا آج

عجب عجب جو صدائین ہین قمریون کی بلند
ادب ادب سے ہے ہتا وہ سرو رعنا آج

کہ لیجئے جلسہ دستاربندی طلبا
بصد تجمل و شوکت قرار پایا آج

صد آفرین ہے اے طلبائے فارغ التحصیل — صلہ تمہاری مشقت کا حق نے بخشا آج
ہے فخر علم کو تم پر تو علم سے تمکو — وہ اسکے واسطے شایان یہ تمکو زیبا آج
تمہین سے دین کی عظمت ہے دین کی رونق — شک اسمین کیا ہے تم اسکے ہو وہ تمہارا آج
نہ کیون کہین تجھے دار السرور اے ویلور — چمک رہا ہے ترے بخت کا ستارا آج
خوشا اے مدرسۂ باقیات عالی شان — تمام ہند مین بجتا ہے تیرا ڈنکا آج
ہے تیرا ناظم و ناظر وہ فاضل ذیجاہ — مقر ہے جسکی بزرگی کا ایک زمانہ آج
سراپا مجمع اوصاف منبع برکات — ہے مغتنم بخدا جسکی ذات والا آج
ہے جس کا اسم گرامی جناب عبد وہاب — طفیل اسکے ہی ہم نے یہ دن ہے دیکھا آج
عمائدین شرفا اہل علم و اہل کمال — یہ کیسے کیسے ہین افراد جمع یکجا آج
ہے ایک ایک سے برتر جدھر نگاہ کرین — ہر ایک وصف مین ہر فرد ہے نرالا آج
ہجوم خلق کی حالت نہ پوچھئے مجھ سے — خدا کی شان خدائی کا ہے تماشہ آج
یہ شاندار عمارت یہ خوشنما جلسہ — مذاق علم کا ہر دم یہ جوش برپا آج
یہ صدر جلسہ کی عظمت یہ شان یہ شوکت — یہ ذوق و شوق اراکین و کارفرما آج
یہ خلق اور تواضع یہ میہمانداری — یہ انتظام یہ آئین یہ سلیقہ آج
لکھون مین وصف بھلا کس کا کس کا ذکر کرون — ہے ایک دل مرا ارمان ہین اس مین صدہا آج
قلم یہ کہتا ہے مجھکو نہین مجال رقم — زبان یہ کہتی ہے مجھکو نہین ہے یارا آج

ہنوز جوش طبیعت ہے **بادشہ** باقی
سناؤن مطلع دیگر ہے یہ تمنا آج

یہ کس ریاض لیاقت کا وصف لکھا آج — ہے شاخ کلک کو میرے دماغ طوبیٰ آج
سنین وہ غور سے ہے جنکا گوش شنوا آج — زبان علم سے ہر علم یون ہے گویا آج
کہا یہ صرف نے مین صرف جوش فرحت ہون — بیان ہے نحو کا ہر نحو مین ہون بالا آج

کہا بیان نے خوشی ہے بیان سے باہر
کہا معانی نے مقصد مرا بر آیا آج

کہا بدیع نے بیجا نہین ہے ناز مرا
بدیع نکلا ہے ہر یک مرا شناسا آج

زبان یون فن منطق کی صاف ناطق ہے
نتیجہ سارے قضایا کا مین نے پایا آج

کہا کلام نے مجھکو بہی لا کلام ملا
ملا خوشی کا فرائض کو جیسا حصہ آج

کہا یہ فقہ نے اغیار مجھکو کیا جانین
ہے میرے جاننے والون مین میرا رتبہ آج

حدیث کا ہے بیان سچ ہے یہ حدیث مری
جہان مین حق نے کیا میرا بول بالا آج

دل اپنا کھول کے کہتا ہے یون فن تفسیر
کشادہ باب مسرت ہین مجھپہ صدہا آج

علوم نے جو سنا ئین تعلیان اپنی
زبان مدرسے یہ سخن ہے نکلا آج

جو کچھہ ہوا ہے یہان ہے فقط طفیل مرا
فروغ ہو نہ کسی کو جو مین نہ ہوتا آج

بدیہی مین ہون یہ سارے علوم ہین نظری
یہ مجھپہ دال ہین مدلول ہون مین انکا آج

مرے جو موجد و بانی ہین انکے حق مین مدام
دعائین دل سے نکلتے ہین میرے کیا کیا آج

غرض یہ جلسہ ہے لاریب دید کے قابل
ہے خوش نصیب وہی جس نے اسکو دیکھا آج

اے بادشاہ عجب کیا کلام کو تیرے
قبول عام کا ملجائیگا جو تمغہ آج

یہ نظم مجلس تعلیمی اہل اسلام جنوبی ہند بمقام ویلور منعقدہ ۲۸ و ۲۹ جولائی ۱۹۰۶ء کیلئے لکھی گئی
اور اجلاس اول مین پڑہی گئی

خدا کی حمد نبی کی ہو نعت مجھہ سے کہان
نہ اوسکی مجھکو ہے طاقت نہ اسکا ہے امکان

پڑہون مین نام نبی پر درود کیون نہ مدام
یہی سعادت دارین کا ہے میرے نشان

ہزار شکر ہے حق کا کہ فضل سے اپنے
دکھایا آج ہمین جلسہ عظیم الشان

تہی مدتون سے تمنا وہ آج بر آئی
ہوا ہے شاہد مقصود آج جلوہ کنان

یہ اتفاق بہی یک حسن اتفاق سے ہے
وگرنہ ہم ہین کہان اور یہ اتفاق کہان

نہین ہے یہ کوئی تفریح طبع کا جلسہ — نہین ہے کھیل تماشے کا کچھہ یہان سامان
نہین کسی کے خط وخال کی یہان توصیف — نہین کسی کے یہان عشق وعاشقی کا بیان
نہین یہان کسی فرضی غم وخوشی کا وجود — نہ وصل کی ہے حکایت نہ قصۂ ہجران
نہ کذب ہے نہ غلو ہے نہ کوئی لفاظی — مبالغہ کا بھی برپا نہین یہان طوفان
ہے ربت راست ہر یک گفتگو ہر ایک سخن — ہے واقعات پہ مبنی ہر ایک رائی یہان
جو کچھہ غرض ہے ترقی علم کی ہے غرض — نہین یہ جلسہ کسی اور بات کا خواہان
علی الخصوص ترقی علم دین کے لئے — ہر یک طرح کے تجاویز پیش ہونگے یہان
مشاورت تو ہر یک امر مین ہے لازم تر — نہین یہ حکم کسیکا خدا کا ہے فرمان
طفیل ایسے ہی جلسونکا ہے جو غیر اقوام — ہمیشہ دہر مین پاتے ہین نفع بے پایان
ہر ایک عزم مین ہر کام مین ہین وہ ہشیار — ہماری قوم کو ابتک وہی ہے خواب گران
ہماری قوم کو افسوس شوق علم نہین — ہماری قوم ہے لذت سے علم کے انجان
عجب نہین جو موثر ہو آج یہ جلسہ — عجب نہین ہے جو اسپر ہو قوم کا رجحان
خدا کرے یہ تدابیر بالقوہ ہین جو آج — ظہور انکا ہو بالفعل ہے یہی ارمان

کہین نہ طول سخن باعث ملالت ہو
سخن کو ختم کرلے بادشہ ہیچمدان

یہ نظم سالانہ جلسہ انعامی مدرسہ اسلامیہ وانمباڑی کیلئے لکھی گئی

چشم بد دور ہے کیا حالت وانمباڑی — اندنون اوج پہ ہے قسمت وانمباڑی
مہر تعلیم ہر یک جا پہ ہے رخشان رخشان — گم ہوی گم ہوی اب ظلمت وانمباڑی
پھیلتا پھیلتا جاتا ہے مذاق علمی — بڑھگئی بڑھگئی اب شہرت وانمباڑی
کھلتے ہین کھلتے ہین فرحت سے دلونکے غنچے — پھرتی ہے مثل صبا نکہت وانمباڑی
مال تنہا تہا ہوا علم بھی اب اسکا شریک — قابل دید ہے یہ زینت وانمباڑی

علم کیا چیز ہے اس علم کی لذت کیا ہے ۔ خوب پہچانے ہین ذی ثروت وامنباڑی
مدرسہ نام ہے اسلامیہ جسکا مشہور ۔ جسکو کہتے سبب عزت وامنباڑی
منعقد اسمین ہوا جلسہ انعامی آج ۔ جمع کس شوق سے ہے خلقت وامنباڑی
ہمہ تن چشم پئے دید ہے ہر پیر وجوان ۔ نظر آتی ہے عجب شوکت وامنباڑی
صدر جلسہ جو پرنتارتی ہر ہین بی اے ۔ کھینچ لائی ہے انہین الفت وامنباڑی
ہے دعا میری یہ عزت رہے قایم دایم ۔ یا خدا تو نہ دکھا ذلت وامنباڑی
علم مین مال مین تہذیب مین دینداری مین ۔ سارے اضلاع پہ ہو سبقت وامنباڑی

بادشہ حب وطن ضبط ہو کیونکر تجھہ سے
خوب کی تونے ادا خدمت وامنباڑی

یہ نظم جلسہ محمدن ریڈنگ روم وامنباڑی کے لئے لکھی گئی

اے بزرگان قوم کے عالی ہمم ذی عز وشان ۔ منبع لطف وعطا ہمدرد فیاض زمان
خادمہ ہون آپ کی ہے میرا ریڈنگ روم نام ۔ بازبان حال مین کہتی ہون اپنی داستان
تیرہ سو پندرہ سن ہجری مین مین پیدا ہوی ۔ عمر بارہ سال کی ہے میری بے ریب وگمان
خدمت علمی جو اس عرصہ مین کی مین نے ادا ۔ جانتا ہے ہر کوئی یہ بات ہے سب پر عیان
سچ بتاو میرے آگے ساکنان شہر مین ۔ شوق اخبار وکتب بینی کا تھا ایسا کہان
شک نہین مین نے ہی پھیلایا یہان علمی مذاق ۔ مین نے ہی ناقدروانکو بنایا قدردان
مدرسہ مین اور مجھہ مین فرق اتنا ہے فقط ۔ ہین وہان استاد بے استاد کے ہونین یہان
قوم کو ہے فیض دونون سے برابر علم کا ۔ بالیقین سمجھو ہے ہم دونون کا رتبہ ایکسان
مجھہ پہ ہے اب قوم کی کم التفاتی کسلیے ۔ کیا خطا میری ہے کیا تقصیر ہے کیجے بیان
فکر کیون میری ترقی کی نہین کرتے ہو تم ۔ مستحق تائید کی کیا مین نہین ہون بگمان
باوجود اس طول عرصہ کے ابھی تک حیف ہے ۔ واسطے میرے نہین تعمیر پایا ہے مکان

آپ فرمائین کہ کیا یہ کام نیکی کا نہین ۔ اجرا سکا کیا نہ دیگا تمکو رب انس وجان
وجہ اسکی کیا ہے بتلاؤ اگر معلوم ہے ۔ مجھکو چندہ سے کیئے محروم بعضے ممبران
قابل افسوس ہے بے شبہ وشک حالت مری ۔ کم نصیبی پر مین اپنے رات دن ہون نوحہ خوان
گرنہ کرتے رحم مجھہ پر چند غمخواران قوم ۔ صفحۂ ہستی پہ ابتک کب مرا رہتا نشان
مجھہ سے جو عمداً ہین انجان اُنسے کیا شکوہ کرون ۔ اُنکی دل شکنی ہے ہردم طبع کو میرے گران
مین دُعا کرتی ہون یارب دے اُنہین توفیق نیک ۔ رکھہ جہان مین شادمان ہرآن وہردم ہرزمان

مختصر کیجے سخن اپنا یہان اے **بادشاہ**
کیا عجب ہے گر موثر ہو مری آہ وفغان

یہ نظم جلسہ سالانہ محمڈن ایجوکیشنل سوسیٹی وہمنبارڑی کے لیئے لکھی گئی۔

ہے صد ہزار ترا شکر اے خدائے انام ۔ کہ آج جلسہ سالانہ کا ہوا ہے قیام
ترے ہی فضل سے وقعت ہے اس سوسیٹی کی ۔ ترے کرم سے ہے اس مدرسہ کا استحکام
جو واقعات کہ تھے مدرسہ کے متعلق ۔ جو کیفیات کہ گزرے تھے سال بھر مین تمام
کیا سکرٹری صاحب نے ہم پہ ظاہر آج ۔ ہے سکتی پئے تسکین قلب خاص وعام
ادا انہون نے کیا فرض منصبی کیا خوب ۔ ہماری وردزبان شکریہ ہے انکا مدام
نتیجہ انکے ہی یہ کوشش بلیغ کا ہے ۔ ترقیات کے آثار ہین جو صبح وشام
اساتذہ کی بھی محنت ہے قابل تحسین ۔ یہی ہین جن سے درخشان ہے مدرسہ کا نام
ہین مدرسے کے جو ناظم بجا قریشی نام ۔ ضرور انکا بھی ہے شکریہ بصد اکرام
جو انتظام کا حق تہا کیا انھون نے ادا ۔ پسند قوم ہے لاریب انکا ہر یک کام
غرض گزر گیا یہ سال خیر خوبی سے ۔ رہی نہ اس مین کوئی بات قابل الزام
مین سچے دل سے اے طلبائے مدرسہ تمکو ۔ سنو سناتا ہون اب یہ نصیحت نہ کلام
ہزار طرح لیاقت ہو تمکو انگلش مین ۔ بلند لاکھہ بھی دنیا مین ہو تمھارا مقام

تمہاری ذات مین جبتک نہوگی دینداری
نہوگا فخر سر مو بھی قوم کو تم سے
علوم جتنے ہین انگلش مین سیکھئے لیکن
نہ چھوڑو دین کو دنیا کے واسطے زنہار

تمہارے ولین نہ جبتک ہو وقعت اسلام
نہ راضی تم سے پیمبر نہ خالق علام
ہمیشہ تم رہو پابند مذہبی احکام
رہوگے پیش خدا سرخرو بروز قیام

سخن یہ بے غرضانہ ہے **بادشاہ** ترا
نہ شوق ناموری ہے نہ خواہش انعام

یہ نظم جلسہ مدرسہ اسلامیہ وانباڑی منعقدہ ۳۱ راکتوبر سنہ ۱۹۱۰ء کیلئے لکھی گئی

دین کے علم سے بہتر کوئی صورت کیا ہے
اس ضرورت سے فزون اور ضرورت کیا ہے

دین ہے صورت جان جسم کے مانند ہین ہم
جسم بے جان کی بھلا دہر مین وقعت کیا ہے

دین کا علم پڑھو سستی وغفلت نہ کرو
مجھہ سے مت پوچھو نہ پڑھنے مین قباحت کیا ہے

حشر مین تمکو ہو معلوم قباحت اسکی
کیا سزا اسکی ہے اور اسکی مصیبت کیا ہے

رنگ بدلا ہے زمانہ نے عجب ازروزون
ہنین معلوم کہ اللہ کی حکمت کیا ہے

دہریت ملحدیت پھیل رہی ہے ہر سو
کہتے ہین دین ہے کیا اور شریعت کیا ہے

ترک بعضون نے کئے دین نبی کے احکام
دعوٰی پھر دین کا افسوس یہ حالت کیا ہے

کوئی کہتا ہے کہ ہین خوف کی ساری باتین
حشر کیا چیز ہے اور دوزخ وجنت کیا ہے

اور نہ محسوس کرین جنکو حواس خمسہ
ان پہ ایمان رکھین ہم ہمین حاجت کیا ہے

شرع ہے عقل کی تابع نہ خرد تابع شرع
عقل جب ہمکو ہے پھر مذہب وملت کیا ہے

غرض ایسے ہی بہت سے ہین عقاید انکے
غور سے دیکھئے ان لوگون کی جرآت کیا ہے

دینداری ہنین اللہ کا کچھ خوف ہنین
قوم کیا خاک ہے اور قومی محبت کیا ہے

اگر موثر یہ سخن ہو تو زہے خوش قسمت
بادشہ کون ہے تو تیری نصیحت کیا ہے

یہ نظم جلسہ سالانہ محمڈن ایجوکیشنل سوسیٹی و انباری منعقدہ ۲۶ فروری سنہ ۱۹۱۱ع کیلیے لکھی گئی

ہمپہ بیحد ترے احسان ہین اے رب العزت
شکر اسکا ہو ادا ہمکو کہان یہ طاقت

سب سے بڑھکر ہے یہی ہمپہ عنایت تیری
بخشدی ہمکو جو اسلام کی عمدہ نعمت

ایسے پیغمبر برحق کا کیا ہمکو مطیع
ہے جو سرتاج رسل اور شفیع امت

مرتبہ ساری خدائی مین ہے افضل جسکا
دین کو جسکے سب ادیان پہ ہے فوقیت

آج یہ جلسہ سالانہ دکھایا حق نے
ہمکو حاصل ہوی کس درجہ مسرت فرحت

آج ہم سبکو سنائی گئی سالانہ رپورٹ
مدرسہ کی ہوی معلوم ہر یک کیفیت

آفرین آفرین اے اہل سوسیٹی تم پر
قوم کی تم نے بجا لائی بخوبی خدمت

ناظم مدرسہ کے ساتھ ہین جتنے استاد
قابل قدر ہے ہر یک کی سعی و محنت

قوم پر شکر یہ اُن سب کا ہے لازم بیشک
یا خدا دیجے بڑھا اور بھی انکی ہمت

قوم کا دھیان ہو جسمین وہی عمدہ ہے دماغ
دل مبارک ہے وہی جس مین ہو قومی الفت

نیت اچھی ہے وہی جس سے ہو بہبودی قوم
کام خوشتر ہے وہی جسمین ہو خالص نیت

شمع جسدم کہ گھلتی ہے ضیا دیتی ہے
نام کیا ہو جو پئے قوم نہ کھینچین زحمت

نظم ہر سال سنانیکی ہے عادت ہمکو
کب مناسب ہے کہ اس سال ہو ترک عادت

واقعی حال جو ہے ہم نے قلمبند کیا
طعن و تشنیع کسی پر نہ کسی پر تہمت

یہ یقین جانو اے انگریزی کے پڑھنے والو
ہمکو انگریزی زبان سے نہین ہرگز نفرت

ہم نہین کہتے ہین تعلیم نہو انگریزی
ہم نہین کہتے ہے یہ علم خلاف ملت

کسکو مرغوب نہین ہے یہ زبان شاہی
اس زمانے مین نہین کسکو ہے اسکی حاجت

پڑھو انگریزی مگر دین کے پابند رہو
حشر مین پیش خدا تم نہ اٹھاؤ خجلت

دیکھتے ہم ہین کہ اکثر طلبا انگلش
دین کی کچھ بھی نہین رکھتے ہین دل مین وقعت

اکثر ان مین نہین پابند نماز و روزہ
شرعی احکام سے یکلفت ہے انکو غفلت

کرتے ہین بعض تو دینی علما کی تحقیر ۔ دینی کامون مین تمسخر کی ہے کیسی عادت
صاف بعضون کے عقائد ہین خلاف جمہور ۔ اوسکی تفصیل کی ہو نظم مین کیون کر وسعت
دیکھو پنجاب کے لکچر مین کہا سید نے ۔ سارے طلبا سے یہ پابندی دین کی نسبت
سیکھکر علم فلک کے جو ستارے ہو جاین ۔ گر نہو دین نہین کچھ بھی تمہاری عزت
قوم کو نفع نہ کچھ تم سے ہے ہرگز ہرگز ۔ یعنے بیکار رہے مہمل ہے تمہاری خلقت
محسن الملک کا بھی قول اسیطرح کا ہے ۔ ہم بتائینگے کسی وقت بشرط فرصت
شہر لنڈن مین ابھی میر علی جسٹس نے ۔ کہہ کے یون ہند کے طلبا کو دلائی غیرت
آمد و خرچ زبانی یہ نہین ہے اسلام ۔ بلکہ اسلام وہی جسکی ہو عملی صورت
یعنے اسلام کو اعمال سے ثابت کر دین ۔ دعوی اسلام کا کر کے نہ اٹھاین خفت
الغرض پند و نصیحت یہی کرتا ہے ہمین ۔ صاحب علم ہر یک صاحب فہم و جودت
سخت حیرت ہے یہی باعث غیرت ہے یہی ۔ داخل قوم رہین اور نہ ہو قومیت
ہم دعا کرتے ہین یہ مدرسۂ اسلامی ۔ تا ابد قائم و دائم رہے با صد شوکت
جو معاون ہین مربی ہین الہی انکے ۔ عمر مین مال مین ثروت مین عطا کر برکت

ختم کر نظم یہ اے **بادشہ** ہیچمدان
کیا عجب تیرے سخن کی ہو ہر یک جا شہرت

یہ نظم بھی سوسیٹی مذکور کے جلسہ سالانہ کے لئے لکھی گئی منعقدہ ۱۲ اکتوبر سنہ ۱۹۱۲ء

ہم سے ادا ہو کیونکر حمد جناب باری ۔ کیا حوصلہ ہمارا طاقت ہے کیا ہماری
مالک ہے وہ ہم اسکے ناچیز بندگان ہین ۔ وان شان کبریائی یان عجز و انکساری
قہر و غضب ہے اسکے کسکو خطر نہین ہے ۔ اسکی عنایتون کی سبکو ہے انتظاری
ہے رحمت دو عالم بیشک رسول اپنا ۔ محشر مین ہے اسی سے امت کی رستگاری
تابع رہین ہم اسکے بھیجین درود اسپر ۔ بیشک یہی ہے اپنے ایمان کی پائداری

ہے اس سوسائٹی کے سال نہم کا جلسہ — کس شوق و ذوق سے یہ محفل جمی ہے ساری

ہر سال ہے ترقی اس مدرسہ کی افزون — ہر سال اسکو ہے ہر مقصد مین کامگاری

ہر سال نظم ہم اس جلسہ مین ہین سناتے — نو سال سے ہے جاری عادت یہی ہماری

آنکھین نہ کیون خنک ہون طلبا کے دیکھنے سے — جوش طرب نہ کیون ہو ہر ایک دل پہ طاری

ہین تاجران نامی اکثر جو اس وطن کے — انکے ہی فیض سے ہے جاری یہ خیر جاری

نیت ہے انکی اچھی ہمت ہے انکی عالی — سچا ہے جوش انکا سچی ہے غمگساری

دنیا مین آخرت مین رکھہ انکو شاد و خرم — بر لا مقاصد انکے یا رب تو باری باری

تعلیم کے بدولت ہے ہر طرح کی دولت — تعلیم کے سوا ہے کیا شئی جہان مین پیاری

تعلیم کے کرشمے کیا کیا دکھا رہے ہین — دنیا کے سب طریقے آئین دینداری

تعلیم گر نہ ہوتی دنیا مین کچھہ نہ ہوتا — بیکار تہا تمدن بے لطف ملک داری

تعلیم ہی ہے جس سے عزت ہے آبرو ہے — جاہل کی دو جہان مین ذلت ہے اور خواری

ہے دین مثل جوہر شکل عرض ہے دنیا — جوہر سے ہی عرض کی سب کچھہ ہے استواری

جبتک عرض نہو پھر جوہر ہے بے ضرورت — دونون مین یہ تناسب حق نے دیا ہے بھاری

دین متین کی رونق دنیا سے ہے نمایان — دنیا کی سب درستی ہے عین دینداری

دنیا کی ہے حدیث و قرآن مین جو مذمت — مفہوم اسکا سنلو خواہش ہے گر تمہاری

جو کام اس جہان مین ہے شرع کے مخالف — دنیا ہے نام اسکا بچنا ہے اس سے یاری

دنیا کے واسطے ہم گر دین ترک کر دین — ہم سا نہ کوئی ہوگا فہم و خرد سے عاری

دل مین نہین ہمارے گر دین کی محبت — محشر مین پیش خالق ہے سخت شرمساری

کوئی زبان بھی سیکھین غم اسکا کچھہ نہین ہے — غم ہے یہی جو چھوڑین مذہب کی پاسداری

تازہ رہے الٰہی اس مدرسہ کا گلشن — صبح و مسا کرم کی تیرے ہو آبیاری

اخلاق دے ادب دے طلبائے مدرسہ کو — یا رب دلون مین انکے دے جوش دینداری

یارب اساتذہ کے محنت کو چیز کر دے
تحسین کے ہو قابل طلبا کی ہوشیاری

اے بادشہ امیدین یون تو بہت ہین لیکن
ہے حسن خاتمہ کی کافی امید واری

یہ نظم ہفتم سالانہ جلسہ انجمن خیر خواہ عام گوبند پور واقع وانمباڑی منعقدہ ۳۰ اکتوبر سنہ ۱۹۱۱ء کیلئے لکھی گئی

گر نہ ہو ہم سے ادا حمد خدا دو جہان
دل ہے سینے مین عبث منھ مین زبان ہے رائگان

ممکن و حادث ہین ہم ہے ذات پاک اسکی قدیم
ہے وہ خالق اسکے ہم مخلوق عاجز بندگان

عرش و کرسی مہر و مہ لوح و قلم ارض و فلک
اسکے ہی تحمید مین تمجید مین ہین جاودان

سارے عیبون سے مبرا اور برتر اسکی ذات
سب سے مستغنی ہے وہ اور بے نیازی اسکی شان

جسپہ ہو اسکا غضب ہے کون اسکا چارہ گر
مہربان جس پر ہو وہ عالم ہے اسپر مہربان

شکر کس کس کا کرین کس چیز کا ہم نام لین
فضل بیحد اسکا ہے اسکا کرم ہے بیکران

یہ بھی ہے اسکی عنایت آج کے دن منعقد
انجمن کا جلسہ سالانہ ہے یہ ساتوان

ہین فراہم کیسے کیسے لوگ اس محفل مین آج
ذی لیاقت ذی ہمم والا گہر عالی نشان

واہ کیا کہنا تمہین اے ممبران انجمن
قدر کے قابل تمہاری کوششین ہین بیگمان

انجمن کو شمع گر کہیئے تو تم اسکی ضیا
انجمن ہے مثل قالب اسکے تم روح روان

آب حیوان تم اگر ہو انجمن ہے تشنہ لب
انجمن مثل دہن ہے اسکے تم گویا زبان

انجمن مانند گل ہے رنگ و بو تم اسکے ہو
تم ہو گر فصل بہاری انجمن ہے گلستان

انجمن کو آئینہ سے دین اگر تشبیہ ہم
تم ہی اس مین عکس کے مانند ہو جلوہ کنان

مدرسۂ نسوان کے خاطر جمع سرمایہ کیا
اسکے استحکام کی کی سعی تم نے جاودان

واسطے تعمیر کے کی یک زمین تم نے خرید
کیسے خوش قسمت ہو تم اے انجمن کے ممبران

ہوگئی اس سال بھر کوشش تمہاری کارگر
تم ہوے اس سال ہر مقصد مین اپنے کامران

کیون نہو ممنون تمہاری قوم ہر شام و سحر
کیون نہ خوش تم سے رہے پروردگار انس و جان

تم بھروسا در توکل کیجیے اللہ پر — فضل سے اسکے سبک ہوجائے ہر بار گران

تم سے بڑھکر انکے احسان کا ہے ہمکو اعتراف — جنکی کوشش سے ہوا چندہ فراہم بیکران

قول حق ہے لا یضیع اللہ اجر المحسنین — محسنون کا اجر ضایع ہو یہ ممکن ہے کہان

عمر مین دولت مین انکے دے ترقی یا خدا — دین و دنیا کی عطا کر انکو ساری خوبیان

کوئی نیکی دہر مین تعلیم سے بہتر نہین — یہ وہ نیکی ہے ہین جسکے خوشہ چین سب نیکیان

شک نہین اسمین ترقی مدرسہ کی ہو فزون — یون ہی گر تائید کرتے جائین قومی حامیان

شک نہین اسمین کہ لڑکون کے بہ نسبت دوستو — سخت تر تعلیم کے محتاج ہین اب لڑکیان

کیون نہ لڑکون پر اثر ہو لڑکیون کے علم کا — ہونگی آخر لڑکیان ہی ایک دن لڑکونکی مان

دینداروںکا جو مجمع ہے اسے کہتے ہین قوم — قومیت مفہوم دینداری ہے بے ریب وگمان

دینداری گر نہو پھر قومیت کیا خاک ہے — کسطرح بے دین رہکر ہونگے قومی مصلحان

مصلحان قوم یہ جو آج کل مشہور ہین — دینداری کا بہت کم اُن مین ہے نام ونشان

حیف ہے انکو بھی دعویٰ قوم کی اصلاح کا — ہے تعجب اُن سے یہ کیسے ہین قومی نوحہ خوان

منحصر تعلیم انگلش پر نہین اصلاح قوم — چاہیئے تعلیم دینی ساتھ اسکے ایکسان

یا الٰہی سب مسلمانون کو دے توفیق نیک — دین کی الفت عطا کر سبکے دل کے درمیان

یا الٰہی انجمن یہ تا ابد قایم رہے — مدرسہ پر اسکی نگرانی ہو ہر آن و زمان

ممبرون کے کام مین اخلاص دے یارب مدام — شوق دے تائید کا ہر ایک کے دلمین جاودان

جسطرح دیگر مدارس پر ہے شفقت کی نظر — کچھ ادہر بھی ہو توجہ اے وطن کے ساکنان

جیتے جی قدر سخن ہوتی ہے کب اے **بادشاہ**
بعد میرے ہونگے سب میرے سخن کے قدردان

یہ نظم ہشتم سالانہ جلسہ انجمن مذکور منعقدہ ۲۶ جنوری ۱۹۱۳ء کے لیے لکھی گئی

کیا ادا ہو حمد حق نعت رسول ذو المنن — قاصر و عاجز ہے جب ہر یک زبان ہر یک دہن

تجھ پہ ہیں اے انجمن کس درجہ افضالِ خدا — اندنوں سرسبز ہے کیا تیرے مقصد کا چمن
خیر خواہ عام تیرا نام ہے زیبندہ تر — خیر خواہی کے ترے قائل ہیں سب اہل وطن
تونے اپنی خیر خواہی کا دیا ہے جو ثبوت — صفحۂ دل سے مٹیگا کسطرح اے انجمن
آٹھواں سالانہ جلسہ آج ہے یہ منعقد — کیسے کیسے جمع ہیں افراد اہل علم و فن
شہر میں طاعون کی جسوقت آئی تھی بلا — آہ کس رنج و پریشانی میں تھے سب مرد و زن
شہر اپنا چھوڑ اکثر لوگ باہر چل بسے — آہ سارا شہر گویا بنگیا بیت الحزن
غمگساری قوم کی اسوقت جاری تجھ سے تھی — کیسے استقلال و اطمینان کا تھا تیرا چلن
سعی و کوشش تونے کی سرکار میں جسکے طفیل — بعض طاعونی قواعد کے گھٹے رنج و محن
تونے ہی چندہ کیا اموات غربا کیلئے — تیری ہی تائید سے انکو ملا گور و کفن
عام تھا یہ فیض تیرا سب محلوں کے لئے — لب پہ ہر یک کے رواں ممنونیت کے تھے سخن
صدر تیرے یعنی کے عبدالمجید نیکخو — گویا روح انجمن ہیں انجمن مثل بدن
معتمد ہیں تیرے جو سلطان محی الدین نام — قابل تحسین ہیں انکے کارہائے انجمن
اللہ اللہ تیرے جو چندہ دہندہ لوگ ہیں — پائینگے کیا کیا جزا نزد خداوند زمن
مدرسہ نسوان کا جو تیری نگرانی میں ہے — سب سے اعلیٰ سب سے افضل کام ہے سر و علن
آج تیرے معتمد نے جو سنائی ہے رپورٹ — مدرسہ کا حال سب اس سے عیان ہے من و عن
منتظم اسکے ہیں حضرت مولوی عبدالمجید — اسکے نظم و نسق میں ساعی ہیں وہ با جان و تن
ساری اصلاح و ترقی مدرسہ کی اُن سے ہے — کم ہے انکا شکر جتنا کیجیے ای انجمن
حالت تعلیم کیسی ہے وہ آکر دیکھ لیں — دیکھنے کی ہے تمنا جنکے دل میں جوشش زن
مدرسے کے ہو رہی ہے فکر اب تعمیر کی — تیرے قبضہ میں ہے اسکا کام سب اے انجمن
سنگ بنیاد اسکا رکھوایا ہے تونے شوق سے — تھے شریک جلسہ کیسے کیسے افراد زمن
خاصکر تشریف لائے تھے جو شہ عبداللطیف — کیوں نہ فخر و ناز کا باعث ہو اے احباب من

مدرسہ کہتا ہے ہر دم باز بان حال اب / مالدار و ہو توجہ آپ کی جلوہ فگن
کیجیے چشم عطا اے صاحبان مقتدر / آب حیوان تم اگر ہو مین ہون یک تشنہ دہن
تم ہو گر ابر بہاری صورت گلشن ہون مین / تم سے رونق ہے وطن کی مجھہ سے ہے شان وطن
گر وطن مثل صدف ہے مین ہون یک دُر یتیم / گر وطن مثل یمن ہے مین ہون یک لعل یمن
فرقۂ نسوان مین تعلیم پھیلاتا ہون مین / بیگمان مین ہون جہالت کے وطن کا بیخ کن
اب دُعا کرتا ہون مین میری دعا کو یا خدا / جلد پہنا دیجیے مقبولیت کا پیرہن
مدرسہ اور انجمن قایم رہے یارب مدام / دور رکھہ اسکو حوادث سے تہ چرخ کہن
مدرسہ اور انجمن گویا ہین دونون مہر و ماہ / یا الٰہی تو کبھی انکو نہ لگنے دے گہن
سرپرست انکے معاون انکے جتنے ہین تمام / دین و دنیا مین رہین دل شاد بر وجہ حسن
یا الٰہی کیون نہ تکمیل عمارت جلد ہو / گر ذرا سا فضل تیرا اُسپہ ہو پرتو فگن

لطف کیا اہل تکلف کو ملے اے **بادشاہ**
بے تکلف بے تصنع ہے ترا ہر یک سخن

یہ نظم جلسہ افتتاح مکان انجمن خیر خواہ عام گونڈپور واقع واننباڑی کیلیے لکھی گئی منعقدہ ۵ اگست سنہ ۱۹۰۹ء

خدا کا شکر زبان سے ہمارے کب ہو ادا / مجال کیا ہے ہماری ہمارا حوصلہ کیا
خدا کی نعمتین بیحد ہین ان مین عمدہ تر / ہے اتفاق کی نعمت یہ شک نہین اصلا
ہے اتفاق پہ ہی کل جہان کا دار و مدار / ہے اتفاق سے ہر امر دین و دنیا کا
ہے اتفاق ہی ہر سلطنت کی روح روان / ہے اتفاق تجارت کا عمدہ سرمایہ
ہے اتفاق سے دشمن پہ ہمکو فتح و ظفر / ہے اتفاق سے دنیا مین دوستی کا مزا
ہے اتفاق پیمبر کی شرع کا فرمان / ہے اتفاق مین پنہان یقین خدا کی رضا
نہ ہوتا نفع اگر اتفاق مین کوئی / نہ ہوتے اس مین جو موجود خوبیان صدہا
سنو! نماز جماعت یہ اور حج کا سفر / نہ کرتا فرض کبھی ہم پہ خالق یکتا

بیان ہو ہم سے کہان اتفاق کی تعریف
یہ انجمن ہے ہماری جو خیر خواہ عام
جو خیر خواہیان کین قوم کی ادا اس نے
مکان خاص نہ تہا بہر انجمن کوئی
مکان لیا گیا ترمیم بھی ہوی عمدہ
وہ کس کا دل جو مسرت سے باغ باغ نہین
جنہون نے شوق سے چندہ دیا ہے بہر مکان
ہر ایک شخص کا ہے شکر یہ ہمین لازم
ہمارا دل ہے فقط ایک دلربا ہین بہت
الہی ارض وسما کا قیام ہو جبتک
اور اس چمن مین ہو جبتک یہ حسن ورعنائی
زبان حال سے سوسن ہو مدح خوان جبتک
الہی کیجیئے اس انجمن پہ لطف وکرم
تمام اسکے ارکین وعہدہ دارون کو
معاونین کے دل مین دے اور بھی توفیق
دعا قبول ہو اپنی طفیل شاہ رسل

سمند خامہ یہان اپنا چل نہین سکتا
ہے اتفاق کی کیا شان اسمین جلوہ فزا
رپورٹ سننے سے ظاہر ہے ماجرا سارا
خدا کے فضل سے وہ مدعا بھی برآیا
ہے افتتاح مکان کا یہ پُر طرب جلسہ
زبان پہ کس کے نہین آج مرحبا کی صدا
جنہون نے کین تپے ترمیم محنتین کیا کیا
تمام آفرین تحسین کے مستحق ہین بجا
یہ کسکو دیجیئے کسکو بھلا نہ دیجیئےگا
چمن جہان کا یہ جبتک رہے پھلا پھولا
گلون مین تازگی غنچون مین بو ثمر مین مزا
نگاہبان رہے جبتک یہ نرگس شہلا
عروج پر ہو ترقی کی شان صبح ومسا
ہمیشہ خرم وخرسند رکھہ خداوندا
وہ انجمن کے رہین دل سے والہ وشیدا
امام ہر دوسرا و شفیع روز جزا

قلم کو روک لے اے بادشاہ ہیچمدان
نبی کے روح مطہر پہ پڑہیئے صل علیٰ

یہ منظوم اپیل مدرسۂ نسوان انجمن خیر خواہ عام گونڈپوروا قع وانمباڑی کیلیئے لکہی گئی

اے بزرگان قوم نیک خصال
مجہہ سے واقف نہین ہے کون یہان

عرض میری ہے با زبان حال
نام میرا ہے مدرسۂ نسوان

انجمن ہے جو خیر خواہِ عام ۔ سرپرستی ہے اسکی مجھپہ مدام

ہان اسی نے کیا بنا مجھکو ۔ کیسے الطاف سے رکھا مجھکو

فکر نسوان کی بناہ کی ہے ۔ عمر میری اٹھارہ ماہ کی ہے

میری اس کمسنی پہ غور کرو ۔ کامیابی جو کچھ ہوی دیکھو

جلسۂ امتحان مین تھے جو شریک ۔ ان سے سن لیجے میری حالت ٹھیک

وصف غیرون کے منھہ سے ہے خوشتر ۔ میری تعریف مین کرون کیونکر

نہین مجھکو ہے کبر اور نخوت ۔ مجھہ پہ اللہ کی ہے یہ منت

فضل سے اسکے کیا بڑی ہے بات ۔ ہون جو شائستہ سارے مستورات

علم و اخلاق سب مین ہو معمور ۔ جہل و ناواقفی ہو یکسر دور

این مراتب کہ دیدۂ جزوی ست ۔ کار کلی ہنوز در قدر است

اندنون تم نے از وفور عطا ۔ میری تعمیر کا دیا چندہ

چندہ گر ہو قلیل کیا ہے غم ۔ ہے کشادہ تمہارا دست کرم

مجھکو حاصل ہو تم سے نفع کثیر ۔ ہوگی پوری ضرورت تعمیر

دیکھون اپنا جو مین جدید مکان ۔ اپنی قسمت پہ مین رہون نازان

کون ہے جز تمہارے میرا کفیل ۔ پیش کرتا ہون مین یہ اپنی اپیل

جیسی لڑکون پہ ہے تمہاری نگاہ ۔ لڑکیون پر بھی لطف ہو دلخواہ

پھینکتے ہو اودہر گل اور ثمر ۔ باغبانو نظر ہو کچھہ تو ادہر

حق نے تم کو دیا ہے فہم و ذکا ۔ طول گوئی کی ہے ضرورت کیا

ہوگئی ختم داستان اپنی
بادشہ روک لے زبان اپنی

یہ نظم مدرسۂ نسوان انجمن خیرخواہ عام گونڈپور واقع وامباڑی کیلیے لکھی گئی اور پہلے سالانہ رپورٹ مین طبع ہوئی

شکر اور صد شکر ہے اے خالق جن وبشر
مدرسہ کے عمر کا یک سال گزرا خوبتر

کارنامہ سال بھر کا آج جو شائع ہوا
مرحبا صد مرحبا تھے ہم اسی کے منتظر

انجمن یون تو فرائض اپنے کرتی تھی ادا
لیک ہے اس سال کچھ اسکی ترقی بیشتر

جسقدر لڑکون کی ہے تعلیم کا ہمکو خیال
آہ متوجہ نہین ہم لڑکیون پر اسقدر

مرد وعورت گویا دو حصے ہین یک انسان کے
ہے یہی انصاف دو حصے کی بھی لین ہم خبر

مقتضائے خیر خواہی یہ نہین ہرگز نہین
دیکھین یک حصہ کو ہم اور چھوڑدین حصہ دگر

حد معین ہے مگر تعلیم نسوان کے لئے
حد سے تجاوز اگر ہوجائے بیشک ہے ضرر

خال جو حد سے بڑہا وہ ہوگیا آخر مسا
خلق مین کیا خوب یہ ضرب المثل ہے مشتہر

آفرین صد آفرین اے ممبران انجمن •
سعی دکوشش نے تمہاری خوب دکھلایا اثر

اب تمہارا غنچہ مقصد شگفتہ ہوگیا
اب تمہارے نخل ہمت مین لگا تازہ ثمر

این مراتب آنچہ دیدی ہست جزوی بیگمان
اے برادر کار کلی ہست پنہان در قدر

کیا نہ کچھ پائینگے تم اللہ سے اجر وثواب
مدرسہ کے رہتے ہو تائید مین بستہ کمر

گو کہ سرمایہ وچندہ کم ہے لیکن ہے امید
ہوگا دست انجمن یک روز پُر از سیم وزر

ایکدن اس مدرسہ کی قدر وقعت ہو زیاد
ایکدن یہ انجمن عالم مین ہوگی نامور

کسطرح مایوس ہم اللہ کے رحمت سے ہون
آیۂ لاتقنطوا پڑہتے ہین جب شام وسحر

یاالہٰی انجمن کے مدرسہ پر روز وشب
چاہیئے تیرا کرم تیری عنایت کی نظر

تو اگر چاہے تو ذرہ کو بناوے آفتاب
تو اگر چاہے تو قطرہ ہوگا دریا سربسر

ممبرون کے کام مین اخلاص دے یارب مدام
انکی ہمت کو بڑہا دے انکی محنت چیز کر

چندہ وسرمایہ کی تائید جن لوگون نے کی
دے جزائے نیک انکو اے خدائے بحر وبر

دین ودنیا کے مقاصد انکے برآئین تمام
ہو زیادہ عمر ودولت جاہ وثروت کروفر

تاکجا طول سخن اے بادشاہ خستہ جان

نظم اچھی ہے وہی جو ہو مفید و مختصر

یہ نظم جلسہ افتتاح تعمیر مدرسہ نسوان گوبندپور واقع وانمباڑی منعقدہ ۲۱ر اکتوبر ۱۹۱۲ء کیلئے لکھی گئی

آج کرتے ہین ادا ہم شکر خالق بار بار
آج باغ آرزو مین آگئی فصل بہار

صورت گل آج یک عالم شگفتہ طبع ہے
بلبل دل کے ہین نغمے آج بے حد و شمار

آج ہر یک کی زبان ہے محو تحسین و دعا
آج ہر دل شاہد مقصود سے ہے ہمکنار

جلوہ اس کا آج خالق نے ہمین دکھلا دیا
واسطے جسکے تھی وا ہر وقت چشم انتظار

قصد ہے تعمیر ہو اب مدرسہ نسوان کا
سنگ بنیاد آج ہے رکھا گیا با صد وقار

ہین فراہم آج کیسے کیسے علمائے زمن
شہر کے موجود کیسے عمدگان ہین نامدار

ایک سے یک لائق و فائق یہان موجود ہین
ذی لیاقت ذی وجاہت ذی کرم ذی اقتدار

انکے ہاتھون سے ہوا ہے یہ مبارک کام آج
باعث برکت ہے ہمکو موجب صد افتخار

انجمن یہ خیر خواہ عام جس کا نام ہے
خیر خواہی جسکی ہے کالشمس فی نصف النہار

انجمن کی کوشش و ہمت کا ہے سارا طفیل
انتظامی خوبیان جسکی ہین ہر جا آشکار

کام ہے اتنا بڑا مقدار چندہ ہے قلیل
یا خدا تیرے بھروسے پر ہے سب دار و مدار

مالدارونکو الٰہی دیجیے توفیق مدد
ہو نظر انکی عنایت کی تو پھر بیڑا ہے پار

خیر جاری جسکو کہتے ہین وہی یہ کام ہے
اس سے بڑھکر اور کیا دنیا مین ہوگی یادگار

جیتے جی نیکی جو کچھ کرنا ہے کرلو دوستو
چند روزہ ہے یہ دنیا عمر ہے ناپائدار

کون ہے جو راہئ ملک بقا ہوتا نہین
اس سفر کے واسطے توشہ تو کچھ ہو برقرار

جیسا لڑکون کی تمہین تعلیم پر ہے التفات
لڑکیون کے حال پر ہو جائین یون ہی غمگسار

مرد و عورت گویا دو حصے ہین یک انسان کے
ہمکو دونوپر توجہ چاہیے لیل و نہار

ایک حصے پر ہوں مائل چھوڑ دین حصہ دگر
عقل اور انصاف ہین خواہان نہ اسکے زینہار

یا الٰہی انجمن کی دیجیے ہمت بڑھا
عزم و استقلال مین رکھ اسکو دائم استوار

اسکے سب دشواریون کو کردے آسان ایزدا
اسکو ہر یک امر مین کر کامیاب و کامگار

آیۂ لا تقنطوا آئی ہے جب قرآن مین
کسطرح مایوس ہو یہ انجمن امیدوار

شادمان ہو دل خنک آنکھین ہون یارب جلدتر
مدرسہ کی ہمکو دکہلادے عمارت شاندار

انجمن کا بس یہی مقصد ہے اے رب کریم
انجمن ہے بس اسی مطلب کی تجہہ سے خواستگار

انجمن کی یہ دعا مقبول کر مقبول کر
از برائے مصطفےٰ و آل و اصحاب کبار

نظم اپنی ختم کر اے **بادشاہ** خستہ جان
کیا عجب گر دے اثر تیرے سخن مین کردگار

یہ نظم معطیان چندۂ مدرسہ نسوان کے شکریہ مین لکھی گئی جنھون نے سالانہ جلسہ انجمن خیرخواہ عام گوسنڈپور واقع والمباڑی منعقدۂ ۳۱ جنوری ۱۹۱۵ء مین اپنا عطیہ دیا

اے واہ تری قسمت اے مدرسۂ نسوان
اب تیری ترقی کا کسدرجہ ہوا سامان

بے جان تہا تو گویا اب جان پڑی تجہہ مین
تو مثل بیابان تہا اب بنگیا یک بستان

تو ننہا سا پودا تہا سرسبز شجر ہے اب
تو چہوٹا سا چشمہ تہا اب بحر ہے بے پایان

معلوم تہا یہ کسکو یون چندہ فزون ہوگا
کسکو تھی خبر اسکی یون سب ہین ترے خواہان

کوشش سے کسی کے یہ مقصد نہین برآیا
ناگاہ خدا کا اب تجہپر یہ ہوا احسان

سب فضل اسی کا ہے سب اسکی عنایت ہے
ہم کیا ہین ہمارا ہے کیا حوصلہ کیا امکان

دیتا نہ اگر تیری الفت کو اگر دل مین
یون دست کرم سب کا کب ہوتا گہر افشان

تعمیر کی خواہش تھی سرمایہ کی حاجت تھی
حاصل ہوے دونون ہی مقصود ہین یکسان

کس نیت خالص سے اور کیسے کھلے دل سے
چندہ کی رقم سب نے لکھی ہے بصد ارمان

اے قومی جوانمردو! اے قوم کے ہمدردو!
کیا کیا نہ جزا دیگا محشر مین تمہین یزدان

اس دینی حمایت پر اس جرأت و ہمت پر
شاباش وجزاک اللہ ہم کیون نہ کہین ہر آن

تم شرع کے مفتون ہو تم دین کے شیدا ہو
تم قوم کے حامی ہو ہے تم پہ وطن نازان

مداح تمہاری ہے ہر وقت زبان سب کی
کیا شکر گزاری مین مصروف ہین دل او رجان

مسرور وموافق ہین حیران مخالف ہین
وہ انکے لئے زیبا یہ ان کے لئے شایان

کرتا ہے دعا ہر دم یہ بادشہ عاصی
یارب مجھے دنیا سے لیجائیے با ایمان

دیگر

کر شکر خدا ہر آن اے مدرسۂ نسوان
کیا تجھپہ ہوا احسان اے مدرسۂ نسوان

نیّر تیری قسمت کا کس اوج پہ ہے آیا
عالم ہو نہ کیون رخشان اے مدرسۂ نسوان

تعمیر معطل تھی چند روز سے جو تیری
اب اسکا ہوا سامان اے مدرسۂ نسوان

یک مرد خدا نے اب ذی جود وعطا نے اب
مشکل کو کیا آسان اے مدرسۂ نسوان

یس عبد اللطیف اسکا کیا نام ہے فرخندہ
کیا عمدہ ہے وہ انسان اے مدرسۂ نسوان

منظور کیا بنکر تعمیر کا ذمہ دار
خالق ہو نہ کیون شادان اے مدرسۂ نسوان

شاباش ہے ہمت پر تحسین ہے جرائت پر
نکلا ہے ترا ارمان اے مدرسۂ نسوان

ممنون ہین ہم اسکے مرہون ہین ہم اسکے
ہم اسکے دعاگو یان اے مدرسۂ نسوان

کیا کیا نہ جزا حق سے وہ روز جزا پائے
خوش ہوگا وہ بے پایان اے مدرسۂ نسوان

ہمدرد ہے وہ تیرا غمخوار ہے وہ سچا
ہے تیرا محب ذیشان اے مدرسۂ نسوان

یہ بادشہ عاصی رکھتا ہے ولا تیری
ہے دل سے ترا خواہان اے مدرسۂ نسوان

یہ نظم مدرسۂ مذکور کیلیئے لکھی گئی اور جلسۂ تقسیم انعامات منعقدۂ ۱۳ر نومبر سنہ ۱۹۱۱ء مین ایک لڑکی نے پڑھی

ہر ایک دل کا پیارا یہ مدرسہ ہمارا
آنکھون کا اپنے تارا یہ مدرسہ ہمارا

دنیا کی خوبیون کا عقبیٰ کی لذتون کا
رستہ دکھانے ہارا یہ مدرسہ ہمارا

طلبہ ہین ہم اسکے شیدا ہین ہم اسکے
ہم کو دیا سہارا یہ مدرسہ ہمارا

سنت ہے انجمن کی شفقت ہے انجمن کی
ہے جس سے آشکارا یہ مدرسہ ہمارا

تشریف لائے ہین اب ذیجاہ بیبیان سب
ہے قابل نظارا یہ مدرسہ ہمارا

انعام کا یہ جلسہ کس شان سے منعقد ہے
دیکھو ذرا خدارا یہ مدرسہ ہمارا

جز علم چیز کوئی دنیا مین کب ہے اچھی
کرتا ہے یون اشارا یہ مدرسہ ہمارا

قائم رہے الٰہی دائم رہے الٰہی
یہ مدرسہ ہمارا یہ مدرسہ ہمارا

اے **بادشاہ** کیسی تم نے یہ نظم لکھی
ممنون ہے تمہارا یہ مدرسہ ہمارا

یہ مثنوی ترغیب چندہ مظلومان جنگ بلقان کیلیئے سنہ ۱۹۱۳ء مین لکھی گئی۔

آج اے قوم کے بھائی بہنو
جنگ بلقان کا احوال سنو

سیکڑون جام شہادت ہین پیئے
سیکڑون زخمی و مجروح ہوے

سیکڑون طفل ہوے آہ یتیم
جنکے غم سے یہ کلیجہ ہے دو نیم

زخم سے آہ سسکتا ہے کوئی
درد کے مارے تڑپتا ہے کوئی

بیکسی پر کوئی اپنے نالان
بہوک سے کوئی پریشان ہر آن

کیا کہین تم سے مصیبت انکی
قابل رحم ہے حالت انکی

جان دینی ہے اگر تم کو محال
اس گران شئی کے عوض دیجئے مال

نہ کرین ان سے اگر ہمدردی
پھر مسلمانی ہماری کیسی

بھائیون سے جو رہین ہم انجان
کیا ہین ہم کیا ہے ہمارا ایمان

زخمیون کے لئے تم چندہ دو
بیوگون کے لئے تم چندہ دو

ہے دعا تجھسے اے رب عزت
بادشہ روم کے پائین نصرت

یہ غزل مشاعرہ وانمباڑی کیلئے لکھی گئی اور رسالہ "تعلیم" وانمباڑی مین شائع ہوی

مصرع طرح "ابھی سوتے ہو کیا اٹھو کہ سورج شرق سے چمکا"

چلے خنجر ہمیشہ یون ہی اسپر قوم کے غم کا
نہ قایم ہے خوشی کوئی نہ دائم سلسلہ غم کا
خجالت سے گناہون کے جو نکلین چشم سے آنسو
کدہر ہے اتفاق قوم تو جلوہ دکھا اپنا
ہے جس جا علم کا چرچا جہالت کب ہے باقی
بناکر کے حجازی ریلوے ہم پر کیا احسان
مچا یا شور ای بنگا لیو بے وجہ کیون تم نے
ندا یہ صبح محشر خفتگان قبر پر ہو گی

ہمارا زخم دل ہرگز نہ ہو مشتاق مرہم کا
تغیر ہے عجب اس عالم ہستی کے عالم کا
مقابل انکے رتبہ ہے نہ کوثر کا نہ زمزم کا
رہے کبتک دلون مین جوش تیرے خیر مقدم کا
چمک اوٹھے جو سورج نام مٹ جاتا ہے شبنم کا
ہر یک مومن کا دل ممنون ہے سلطان المعظم کا
فقط ہے زور تمکو علم کا دینار و درہم کا
ابھی سوتے ہو کیا اٹھو کہ سورج شرق سے چمکا

کرو کچھ فکر عقبیٰ **بادشہ** غفلت نہین اچھی
نہین معلوم دم اس جسم مین مہمان ہے کسدم کا

یہ غزل بھی مشاعرہ مذکور کے لئے لکھی گئی

مصرع طرح "اُس کا سایہ جو گرے یوسف ثانی ہو جائے"

گر بیان قوم کی پُر درد کہانی ہو جائے
قوم کی ہم سے اگر نفع رسانی ہو جائے
قوم کی دہن نہو جس سر مین وہ سر ہو پامال
کھینچون ای قوم تنزل کا جو تیرے نقشہ
ہونگے ہم اور بھی عالم کی نگاہون مین سبک
شاعرو غم مین ہون کے تو بہت ہی روئے
وقت آجائے مصیبت کا اگر انسان پر

کیا عجب ہے کہ دل سنگ بھی پانی ہو جائے
دونون عالم مین سعادت کی نشانی ہو جائے
درد اس کا نہو جس دل مین وہ فانی ہو جائے
مثل تصویر کے حیران ابھی مانی ہو جائے
قومی الفت کی اگر یون ہی گرانی ہو جائے
اب غم قوم مین کچھ اشک فشانی ہو جائے
غیر کیا دوست بھی خود دشمن جانی ہو جائے

یکدلی یکجہتی ہم مین ہو پیدا یا رب
جلد اب جہل و تعصب کی روانی ہو جائے

غافلو الطف ملے تمکو سخن مین میرے
غافلو اخوب تمہین یاد دہانی ہو جائے

طبع مین یون ہی اگر ذوق سخن ہو باقی
میری پیری پہ فدا عہد جوانی ہو جائے

بادشہ قید ہے زندانِ الم مین لیکن
اس کا سایہ جو گرے یوسف ثانی ہو جائے

مندرجہ ذیل غزلین قومی مشاعرہ اردو سوسائٹی مدراس کیلئے لکھی گئین اور رسالہ ترقی تجارت مین شائع ہوئین

مصرع طرح جو مومن ہوگیا وہ دوسرے مومن کا بہائی ہے

مروت ہے نہ ہمدردی نہ آپس مین صفائی ہے
ہماری قوم کی حالت پہ غیرونکی ہنسائی ہے

اگر اتنا ہی سمجھین ہر طرح اپنی بہلائی ہے
جو مومن ہوگیا وہ دوسرے مومن کا بہائی ہے

ادہر علم و ہنر اور مال و زر ہے غیر قومون مین
ادہر جہل و تعصب تنگدستی ہے گدائی ہے

خلف کہلاتے ہین لیکن سراسر ناخلف ہم ہین
سلف کے کارنامونکی عبث مدحت سرائی ہے

نہ عزت کی تمنا ہے نہ ذلت کی ہے کچھ پروا
ہماری قوم کی کیا حیثیت حق نے بنائی ہے

نہین تعلیم مذہب پھر بتاؤ کسکی گنتی مین
بخاری ترمذی ہے ابن ماجہ ہے نسائی ہے

حمیت قوم کی گر ہے کرین کچھ کر کے دکھلائین
زبانی یون تو ہر یک قوم کا اپنی خدائی ہے

ہمین دین اور دنیا گویا دونون طفل توام ہین
غلط ہے گر یہ ہم سمجھین کہ دونونمین جدائی ہے

ضرر دنیا کا گر ہو دین کا اسکو ضرر سمجھو
جو نفع دین ہے دنیا کی خود اسمین بہلائی ہے

مسلمان ہے وہی جامع رہے جو دین و دنیا کا
یہی راہ بنی راہ رضائے کبریائی ہے

کرو مت دین کی پروا رہو بدمست دنیا مین
ضلالت کی یہ پٹی ہمکو شیطان نے پڑہائی ہے

نہ ہوتا دین تو دنیا نہ پاتی خلعت ہستی
طفیل دین ہی دنیا نے یہ رنگت جمائی ہے

کرین گر دین کو ہم ترک سمجھو سخت تر اس مین
برائی ہے برائی ہے برائی ہے برائی ہے

نہ کیجے **بادشہ** تم قوم کے اصلاح کا دعویٰ

بڑی ہے بات چھوٹا منھہ یہ کیا جی مین سمائی ہے

مصرع طرح "ہم نے کیا ظلم کیا علم و ہنر چھوڑ دیا"

مال و زر چھوڑ دیا عز و وقر چھوڑ دیا
ہم نے خالق کا ادہر خوف و خطر چھوڑ دیا
نیکیان چھوڑ کے ہم ہو گئے پابند گناہ
جز ترے در کے ملا ہے نہ ملیگا کچھ بہی
قومی الفت تو کجا خانگی الفت بہی نہین
راستی گم ہوی جب اپنی زبان سے اے قوم
قومی الفت کو جہان چاہے وہان رہنید و
نیک اخلاق ہون جس مین وہ ہے اعلیٰ انسان
مست دنیا مین رہے حشر سے غافل ہوکر
مبتلا راحت دنیا مین ہوا جو انسان
جہل جس دل سے ہے مفقود تعصب ہے وہان
لاکھہ سیکھے کوئی دنیا کے علوم اور فنون

ہم نے کیا ظلم کیا علم و ہنر چھوڑ دیا
قوم کی ہم کو ترقی نے ادہر چھوڑ دیا
سنگریزہ ونکو لیا لعل و گہر چھوڑ دیا
یا خدا ہم نے ہر یک غیر کا در چھوڑ دیا
بہائی کو بہائی پدر کو ہے پسر چھوڑ دیا
ہائے افسوس زبان نے بہی اثر چھوڑ دیا
واسطے اسکے دل و جان و جگر چھوڑ دیا
دل وہی عمدہ ہے جو فتنہ و شر چھوڑ دیا
مبتدا ہم نے لیا پاس خبر چھوڑ دیا
سخت خطرہ مین وعقبیٰ کا سفر چھوڑ دیا
آگ کو سرد کیا ہم نے شرر چھوڑ دیا
فائدہ کچھہ نہین گر فن سپر چھوڑ دیا

استعارہ ہے نہ تشبیہ سخن مین مطلق
بادشہ لطف سخن تم نے مگر چھوڑ دیا

مصرع طرح "ہے گہٹا ادبار کی چارون طرف چہائی ہوی"

مشعل گیسو قوم کی قسمت سے بل کہائی ہوی
ہے ادہر قومی تنزل کی بلا آئی ہوی
رنگ یون جہل و تعصب کا ہمارے بڑہ گیا
ہے روان یون باغ عالم مین جہالت کا سموم

ہے گہٹا ادبار کی چارون طرف چہائی ہوی
اور ترقی ہے ادہر غیرون مین اترائی ہوی
ہم تماشا بنگئے خلقت تماشائی ہوی
قوم کے دل کی کلی ہے سخت مرجہائی ہوی

دین و دنیا کے فوائد پائینگے کیا خاک ہم
اپنے ذاتی کام سے حاصل جو اطمینان ہے
قومیت کہتے ہین کسکو قوم کا مفہوم کیا
کہتے کہتے ناصحان قوم سارے تہک گئے
ہیچ ہے میری نظر مین ماسوی اللہ کا وجود
کامیابی ہمکو ہر مقصد مین بالکل سہل ہے

ہم مین جب نا اتفاقی ہے جگہہ پائی ہوی
ہے طبیعت قومی ہمدردی سے گھبرائی ہوی
بس ہے اتنی بھی اگر ہمکو شناسائی ہوی
خود نصیحت رہتی ہے اب ہم سے شرمائی ہوی
دل مین جب پیوست یارب تیری یکتائی ہوی
فضل خالق کی اگر کچھہ جلوہ آرائی ہوی

قوم مانے یا نہ مانے ہے جزا نزد خدا
بادشہ بے سود کب یہ خامہ فرسائی ہوی

مصرع طرح "تبسم کرتے کرتے زخم خندان ہوتے جاتے ہین"

ترے احکام سے یارب جو انجان ہوتے جاتے ہین
ترقی سے ادہر اغیار شادان ہوتے جاتے ہین
نظر آتی نہین ہے قوم کی اصلاح کی امید
فرنچ والونکا قبضہ ہے ادہر ملک ترا کو پر
خدا حافظ ہے اسلامی ممالک کا کہ سب اعدا
جو شیر نر تھے ان روزون وہ گویا بنگئے روباہ
عدو کی تیغ سے گل گیر ہم ہین شمع کے مانند
ہوا ہے رشک اب یوروپ کو بھی انکی ترقی سے
صفائی قوم کے دلمین نہین جب دیکھتے ہین ہم
چمن مین سربلندی شاخ گل کی جب نظر آئی

ہمیشہ اُنپہ غالب نفس و شیطان ہوتے جاتے ہین
تنزل مین ادہر غلطان مسلمان ہوتے جاتے ہین
ہماری آرزوئین یاس و حرمان ہوتے جاتے ہین
ادہر مغلوب عاجز اہل ایران ہوتے جاتے ہین
ہماری ذلت و خواری کے خواہان ہوتے جاتے ہین
جو تھے روباہ وہ شیر نیستان ہوتے جاتے ہین
کٹے سر لاکھہ بھی ہم اور رخشان ہوتے جاتے ہین
ہنر مین فن مین یکتا اہل جاپان ہوتے جاتے ہین
مثال آئینہ ہر وقت حیران ہوتے جاتے ہین
مثال غنچہ ہم سر در گریبان ہوتے جاتے ہین

زمانے مین نہین قدر سخن اے **بادشہ** باقی
عبث ہے ہم سخن پر اپنے نازان ہوتے جاتے ہین

مصرع طرح "یہ قوم کی حمایت و نصرت کا وقت ہے"

بلقان کی جنگ ہوتی ہے جرأت کا وقت ہے
یہ قوم کی حمایت و نصرت کا وقت ہے

وہ اور ہین جو کہتے ہین ذلت کا وقت ہے
ہم تو بھی کہینگے سعادت کا وقت ہے

سستی کا وقت ہے نہ کہالت کا وقت ہے
چندہ کرو عطا یہی ہمت کا وقت ہے

مارین تو غازی اور مرین تو شہید ہین
کیا اس سے بڑھ کے خوبیٔ قسمت کا وقت ہے

جنت یہ کہہ رہی ہے شہیدان ترک سے
ہین منتظر ہون آؤ یہ راحت کا وقت ہے

صدہا یتیم و بیوہ ہین مجروح سیکڑون
ترکون پہ آہ کیسی مصیبت کا وقت ہے

امداد غیر قوم سے ہو ہم رہین خموش
غیرت کا وقت ہے یہی عبرت کا وقت ہے

ترکی برادرونکی نہ تائید ہو جو آج
فردا ہمارے واسطے حسرت کا وقت ہے

چندہ جو ایک دینگے تو ستر کا ہے ثواب
حسنات لوٹ لو یہ غنیمت کا وقت ہے

ترک اپنی جان دیتے ہین ہم مال بھی نہ دین
راہِ خدا مین آہ یہ غفلت کا وقت ہے

ممکن نہین ہے ضبط ہو اظہار دردِ دل
اے **بادشاہ** جوش طبیعت کا وقت ہے

مصرع طرح "آسمان نہین مٹانا نام و نشان ہمارا"

دشمن ہو لاکھ بہی تو اے آسمان ہمارا
آسان نہین مٹانا نام و نشان ہمارا

سچا ہمارا مذہب سچا بیان ہمارا
آسان نہین مٹانا نام و نشان ہمارا

ہم شرک کے ہین دشمن توحید پر ہین قربان
آسان نہین مٹانا نام و نشان ہمارا

ترپولی فتح گر ہو ایران بہی ہو مسخر
آسان نہین مٹانا نام و نشان ہمارا

مست شراب وحدت کیونکر نہ اب رہین ہم
ہے میکدہ ہمارا پیر مغان ہمارا

صحرا کا ذرہ ذرہ گلشن کا پتا پتا
ہے ہمزبان ہمارا ہمداستان ہمارا

جس خون کو بہاکر ہم سرخ رو ہوے تھے
ابتک وہی رگون مین ہے خون روان ہمارا

ہمت یہ کہہ رہی ہے جرأت سنا رہی ہے
لیکر تو دیکھو لو اب تم امتحان ہمارا

تخت شہی پہ جبتک قائم ہے جارج پنجم
آزادی ہے ہماری امن و امان ہمارا

ہم ہین نثار اسپر وہ بھی فدا ہے ہمپر
ہندوستان کے ہم ہین ہندوستان ہمارا

اگلا وہ جوش قومی اب ہے کہان ہمارا
مغلوب ورنہ ہوتا سارا جہان ہمارا

نا اتفاقیون سے برباد ہو گئے ہم
خود غرضیون نے لوٹا ہے کاروان ہمارا

کہتے ہین ہم بہت کچھ کرتے نہین ہین کچھ بھی
افسوس ہے یہ کیسا خواب گران ہمارا

لے قوم کی ترقی جز تیرے اور کیا ہے
مطلوب دل ہمارا مقصود جان ہمارا

اغراق اور غلو اور جدت نہین ہے اس مین
مرغوب شاعران ہو کیونکر بیان ہمارا

قومی جو کچھ ہو خدمت ای **بادشہ** غنیمت
تھمتا ہے کب سمند عمر روان ہمارا

مصرع طرح "یارب دل مسلم کو وہ زندہ تمنا دے"

اعجاز مسیحائی ہر رنگ مین دکھلا دے
یارب دل مسلم کو وہ زندہ تمنا دے

یہ مردہ دلی اپنی باقی نہ رہے ہرگز
یارب دل مسلم کو وہ زندہ تمنا دے

سب حرص وہوا اپنے ہوجائین فنا جس سے
یارب دل مسلم کو وہ زندہ تمنا دے

بازار مین دنیا کے یارب ترا سودا دے
یوسف کی طبیعت دے دل مثل زلیخا دے

ہر کام مین ہر فن مین ہر بات مین ہر دل مین
تیرا ہی بھروسہ دے تیرا ہی سہارا دے

حورون سے نہ کچھ مطلب غلمان کی نہ کچھ حاجت
جنت مین بھی بس ہمکو تیرا ہی نظارا دے

کثرت مین بھی وحدت کا دیکھینگے تماشا ہم
پردہ جو دوئی کا ہے یارب یہ نکلوا دے

طاعت ہے ادہر ہم سے بخشش ہے ادہر تجھ سے
لینا ہے جو کچھ لیلے دینا ہے جو دلوا دے

قومی یہ چمن اپنا ہے خشک ہوا جاتا
تو ابر کرم یارب اب زور سے برسا دے

مانگین نہ اگر تجھ سے ہم کس سے بھلا مانگین
وہ کون ہے جز تیرے مقصود ہمارا دے

سیری نہ ہوی میری یثرب کی زیارت سے
پیارا وہ نبی تیرا جس خاک پہ سوتا ہے
دیوانے نہین ہم جو مجنون سا بھٹک جائین
دین اپنا رہے محکم دنیا مین رہین اچھے
مجرم ہین سراسر ہم بندے ہین مگر تیرے
ہم خوار رہین کبتک اس غار تنزل مین

یارب تو دوبارہ پھر وہ نعمت عظمیٰ دے
مشت تن خاکی یہ اس خاک مین دفنا دے
وان نجد کا صحرا تہا یان دشت مدینہ دے
توفیق بہی دے اچہی اخلاص بھی اچہا دے
جز تیرے کدہر جائین تو ہی ہمین بتلا دے
اگلا وہ عروج اپنا یارب ہمین دلوا دے

ای **بادشہ** عاصی حیرت کا ہے کیا موقع
گر نخل سخن تیرا عمدہ کوئی ثمرہ دے

یہ غزل مشاعرۂ حیدرآباد دکن کیلئے لکھی گئی جو حضرت فیضؒ کی مزار مقدس پر منعقد ہوا تہا اور اخبار مخبر دکن مدراس مطبوعہ ۲۷ جولائی سنہ ۱۹۱۰ء مین شائع ہوی تھی

مصرع طرح "سیر جو ساحت دل مین ہے گلستان مین نہین"

نکہت مہر و محبت گل و ریحان مین نہین
یکدلی یکجہتی قوم مسلمان مین نہین
جیسی پیچیدگیان قوم کے دلین ہین نہان
باپ کو بیٹے سے اور بہائی کو بہائی سے عناد
نیر عقل کو خالق نے جو بخشا ہے فروغ
قدر کب اہل وطن کی ہے وطن کے اندر
چشمۂ علم سے جو سیر ہین وہ کہتے ہین
کفر جس جا ہے وہان جہل ہے یکسر مفقود
سچ مین کہتا ہون مریضان فلاکت کیلئے
مجھے معذور رکھین باغ سخن کے گلچین

سیر جو ساحت دل مین ہے گلستان مین نہین
قوم کا درد بھی افسوس دل و جان مین نہین
سنبلستان مین نہین گیسوئے جانان مین نہین
ہے جو اس دور کی حالت کسی دوران مین نہین
ماہ تابان مین نہین مہر درخشان مین نہین
مصر مین رتبہ جو یوسفؑ کا تہا کنعان مین نہین
ای خضر اسکا مزا چشمۂ حیوان مین نہین
اور یہان علم و ہنر صاحب ایمان مین نہین
جو اثر علم مین ہے وہ کسی درمان مین نہین
بھول گر کذب و غلو کے مرے دامان مین نہین

بادشہ ہے وہی فخر سلاطین دکن
خوبیان کونسی محبوب علی خان مین نہین

تہنیت و خیر مقدم حکّام وقت و ہمدردان ملّت و فیاضان قوم

یہ غزل مشاعرہ مدراس کیلیئے لکھی گئی اور گلدستہ "خورشید مدراس" مین شائع ہوی

مصرع طرح "حضور خسرو عالی وقار قیصر جارج"

نہ رکھتا افسر شاہی جو اپنے سر پر جارج
چمکتا یون نہ مہ جون کا مقدر جارج

ہوا ہے قیصر ہندوستان مقرر جارج
تمام ہند مین چرچا ہی ہے گھر گھر جارج

مزاتمر مین گلون مین ہے جسطرح نکہت
نہان ہے یون تری الفت دلونکے اندر جارج

کرم مین عدل مین دولت مین جاہ و حشمت مین
تمام شاہونسے بڑھکر ہے تیرا نمبر جارج

ہر ایک دل ہے محبت کا تیرے آئینہ
نہ کیون کہین تجھے ہم غیرت سکندر جارج

نہ آیا ہند مین ابتک کوئی شہ انگلنڈ
ہوی ہے تجھ سے یہ سبقت نہے دلاور جارج

شرف ہو دید کا غیرونکو ہم رہین محروم
شکیب و صبر ہو مارا سیونکو کیونکر جارج

نہ کیون ہو رشک ہر یک ماہ کو ڈسمبر پر
دکھائیگا جو ڈسمبر مین روئے انور جارج

ہے بادشہ کی دُعا تا ابد رہے دلشاد
حضور خسرو عالی وقار قیصر جارج

یہ مثنوی جلسہ سالگرہ ہز اکسلنسی لارڈ ہارڈنگ بہادر ویسرائے ہند کیلیئے لکھی گئی جو اردو سوسیٹی کی طرف سے مطبع مجز دکن مدراس مین منعقد ہوا تھا

آج یہ جلسہ ہوا ہے منعقد کس شان سے
اہل جلسہ جمع ہین کس شوق کس ارمان سے

جو غرض جلسہ کی ہے کرتا ہون تم پر آشکار
تم سنو رغبت سے اے میرے محبان ذیوقار

لارڈ ہارڈنگ ہین ہمارے ہند کے جو ویسرائے
دل مین ہم سب کے بنائی کیا انھون نے اپنی جائے

ہز مجسٹی جارج پنجم کی نیابت انکو ہے
ذات مین انکی بھرا ہے وصف تالیف قلوب
جون کی یہ بیسوین انکی ولادت کا ہے روز
ہم مناتے ہین اسی کی آج یہ یکسر خوشی
بمب جو پھینکا تھا دہلی مین عدو نے برملا
تم سے ان دونون خوشی کا آج کرتا ہون بیان
یہ خوشی مثل صدف ہے وہ خوشی مثل گہر
وہ خوشی مانند جان ہے یہ خوشی مثل بدن
مثل زہرہ یہ خوشی ہے وہ خوشی ہے مشتری
اجتماع دونون خوشی کا خوب دیتا ہے مزا
خوش رہین خرم رہین دائم ہمارے وسیرائے
ہوتی ہے اطفال کو تقسیم شیرینی وہان

قدر و عزت انکو ہر یک شان و شوکت انکو ہے
اپنی وہ ہر دلعزیزی کا مزا لیتے ہین خوب
ہم رعایا کیلئے کیا کیا مسرت کا ہے روز
اس خوشی کے ضمن مین حاصل ہوی دیگر خوشی
فضل سے اپنے خدا نے لیا انکو بچا
حفظ دا فرما گئے اے سامعین نکتہ دان
یہ خوشی گویا شجر ہے وہ خوشی مثل ثمر
یہ خوشی یک حاشیہ ہے وہ خوشی گویا متن
ہر منجم بول اوٹھے سعدین اکبر ہے یہی
دل سے ہم سب کے نکلتی ہے ہمیشہ یہ دعا
حفظ خالق مین رہین ہر دم ہمارے وسیرائے
ہم ہین مدح لارڈ صاحب مین یہان رطب اللسان

نظم اپنی ختم کر دے اور کہہ ای **بادشاہ**
جان و دل سے دولت برٹش کا ہون مین خیر خواہ

یہ نظم حضرت مولنا مولوی شاہ محمد سلیمان صاحب چشتی قادری پھلواری کے جلسہ وعظ مین انکے خیر مقدم مین بمقام ٹون ہال مدراس بتاریخ ۲۵ دسمبر ۱۹۱۲ء پڑہی گئی —

مژدہ ہو تمکو اے اہل ایمان تشریف لائے ہین شہ سلیمان
سب وہم مانے ہندوستان ہین کیا کچھ اثر ہے انکے بیانمین
مدت سے ہمکو تھی انتظاری آب رز و یہ نکلی ہماری
گل ہو نہ کیون ہم نے لینگے دامان مقصد اپنا بہر لینگے
آئی ہے گویا رحمت خدا کی نازل ہے ہم پر نعمت خدا کی

علامہ دین مشہور دوران تشریف لائے ہین شہ سلیمان
کیونکر نہ ہون ہم قسمت پہ نازان تشریف لائے ہین شہ سلیمان
کس کا نہین دل مسرور و شادان تشریف لائے ہین شہ سلیمان
ہوئے شگفتہ اپنے دل جان تشریف لائے ہین شہ سلیمان
بیجا ہے ایسی نعمت کا کفران تشریف لائے ہین شہ سلیمان

ہم خوشہ چین یہ گویا ہین خرمن پروانے ہم ہین یہ شمع روشن
گرد رہین ہم اسکے دوا ہین گر یا ہین ہم یہ مدعا ہین
ظاہر کرین کیا جوش عقیدت پورا ہو ہم سے کب حق خدمت
راہِ خدا کے رہبر یہی ہین علمائے دین کے افسر یہی ہین
غافل گر اسسے رہجائینگے ہم پچھتائینگے ہم پچھتائینگے ہم

تشنہ ہین ہم یہ ہین آبحیوان تشریف لائے ہین شہ سلیمان
ہم ہین صدف یہ ہین ابر نیسان تشریف لائے ہین شہ سلیمان
تھمتے نہین ہین اب شوق و ارمان تشریف لائے ہین شہ سلیمان
جاری ہے انکا دریائے فیضان تشریف لائے ہین شہ سلیمان
قابو نہ ایسا کہوئین مسلمان تشریف لائے ہین شہ سلیمان

توصیف کا حق کیونکر ادا ہو ای **بادشہ** کیا طاقت ہے تجھکو
لاؤن کہان سے الفاظ شایان تشریف لائے ہین شہ سلیمان

یہ مثنوی حلبۂ الوداعی جناب سید جمال الدین صاحب افندی کیلئے لکہی گئی جو سجادۂ درگاہ بغداد کے پوتے ہین

اے جمال الدین افندی مرشد والا صفات
منبع برکات ہے کیا آپکی فرخندہ ذات

ناز کرتی ہے سیادت خاندان پر آپ کے
منکشف اعزاز ہین سارے جہان پر آپکے

آپ مخزن دہر ہین فیضان روحانی کے ہو
بیگمان اولاد مین محبوب سبحانی کے ہو

روضۂ محبوب کے ہو آپ سجادہ نشین
آپ کے عز و شرف کا کون اب قائل نہین

حضرت محبوب سبحانی ولی محتشم
گردنین کل اولیا کی جھکے تھے زیر قدم

انبیا مین ہین معظم جسطرح خیر الوری
اولیا مین اسطرح ہے مرتبہ محبوب کا

ای جمال الدین افندی مرشد روشن ضمیر
آپکے دام محبت نے کیا ہمکو اسیر

ہین سفیر دولت عثمانیہ جو نامدار
نام ہے عبد العزیز بادشہ عالی وقار

آپ ہین مہمان انکے وہ تمہارے میزبان
کیسے فائق میزبان ہین کیسے لائق میہمان

میزبان کو اپنے مہمان پر ہے ہر دم افتخار
میہمان خود میزبان کے مدح خوان ہین بار بار

پوچھنا کیا آپکے آنے سے جو عزت ملی
کیسی عزت گویا ہمکو یک بڑی دولت ملی

معتقد لوگونکی ٭ ور پر آپکے رہتی ہے دہوم
شمع پر جسطرح رہتا ہے پتنگون کا ہجوم

حیف ہے مدت اقامت کی بہت ہی کم رہی
آپکے پند و مواعظ سے نہ کچھ سیری ہوی

کیا گلہ اسکا اگر مقصد نہین پورا ہوا
کون وہ مقصود علی خان ہے واعظ شیرین بیان
ہر سخن مقصود علی خان کا ہے بیشک پراثر
ای جمال الدین افندی ای معارف دستگاہ
بلدۂ مدراس سے ہے کل جو رخصت آپکی
آہ! کسدن پھر زیارت آپکی پائینگے ہم
آہ! کیونکر دور ہوگا دل سے یہ درد فراق

ہمکو جو مقصود تہا مقصود علی خان سے ملا
آپکے ہمراہ جو تشریف لائے ہین یہان
کیا عجب پہنچین اگر ہم منزل مقصود پر
کیجئے ہم مدراسیون پر لطف کی اپنی نگاہ
آہ! کیا کیا رنج دیگی ہمکو فرقت آپکی
آہ! کیونکر اس دل مضطر کو سمجہا ئینگے ہم
آہ! کیونکر ضبط ہوگا اپنا جوش اشتیاق

تا کجا ای بادشاہ خستہ جان طول کلام
نظم کو تم اپنے پہنا دو لباس اختتام

یہ نظم جناب مولٰنا الحاج مولوی غلام محمد صاحب شملوی کی مدحت مین محفل وعظ مسجد میمنان کوچہ آنڈرسن مدراس مین پڑہی گئی

اوج پر آتے نہ کیونکر عز و شان شملوی
بڑہ گئے اب بڑہ گئے ہین دوستان شملوی
آؤ آؤ تم ای مشتاقان قرآن و حدیث
خوان نعمت کیا نصائح کا چنا ہے بزم مین
گوہر مقصود سے بہر لیجئے دامان دل
ایسا عالم ایسا واعظ ایسا حقگو دیندار
آنکھ سے دیکھین کب اسکو کب سنین اسکا بیان
بلبلان ہین جسطرح مفتون گلہائے چمن
سب کرین پابندی حکم خدا حکم رسول
جو خریدار آیا وہ جاتا نہین خالی کبھی

جب خدائے پاک خود ہے مہربان شملوی
آج ہے مدراس سارا قدردان شملوی
لوٹ لو اب لوٹ لو لطف بیان شملوی
ہم ہین سارے آج گویا میہمان شملوی
کیا کشادہ ہے زبان درفشان شملوی
ہم کو بتلا دے بہلا کوئی لسان شملوی
واقعی معذور ہین ناواقفان شملوی
یون ہین وعظ شملوی پر شائقان شملوی
فی الحقیقت ہے یہ مقصود بیان شملوی
خوب جنس وعظ کی ہے یہ دوکان شملوی

وصف ہے علمائے دین کا باعث اجر و ثواب
بادشہ دل سے نہ کیون ہو مدح خوان شملوی

یہ نظم جلسہ خیر مقدم جناب ڈاکٹر محمد حسین صاحب بہادر یواپسی جنگ بلقان مدراس کے لئے لکھی گئی
منعقدہ ۲۲ مارچ سنہ ۱۹۱۴ عیسوی

مرحبا ہین قوم کے یہ کیسے پیارے ڈاکٹر
آج استنبول سے آئے ہمارے ڈاکٹر

کیا درخشان نام نامی ہے محمد اور حسین
فن طب کے چرخ پر تم ہو ستارے ڈاکٹر

کیون نہ نظارہ تمہارا باعث فرحت ہو آج
تم نے دیکھے ہین بہت جنگی نظارے ڈاکٹر

کون ہے وہ خدمت قومی کا جو قائل نہین
جان و دل سے ہم ہین سب ممنون تمہارے ڈاکٹر

بگڑے کامون کو تمہارے حق سنواریگا یقین
جیسے تم بگڑے مریضون کو سنوارے ڈاکٹر

تم نے وہ کارنمایان جنگ بلقان مین کئے
آفرین کرنے لگے ترکون کے سارے ڈاکٹر

اہل جلسہ یون تمہاری دید کے مشتاق ہین
جو طرف انگلی سے کرتے ہین اشارے ڈاکٹر

ہین غریق بحر الفت تم ہمارے قوم کے
قوم ہوگی کسطرح تم سے کنارے ڈاکٹر

کیون نہ پیش اپنا کرون تحفہ مبارکباد کا
قومی عزت کے نبے ہو تم سہارے ڈاکٹر

بادشہ کے لب پہ مصرع آرہا ہے باربار
آئیے استنبول سے واپس ہمارے ڈاکٹر

یہ نظم یوروپ مین اشاعت اسلام کی کامیابی پر لکھی گئی مورخہ ۹ ار جولائی سنہ ۱۹۱۴ ع

یوروپ کو جا کے پھنچا قومی مشن ہمارا
اغیار پر اثر کیا ڈالا سخن ہمارا

سچا خدا ہمارا سچے حدیث و قرآن
سچا ہے وہ رسول آخر زمن ہمارا

اسلام کیون نہ لاتے ذی علم لارڈ ہڈلے
خوش آیا ہر عقیدہ اور ہر چلن ہمارا

ہڈلے پہ منحصر کیا کوشش اگر ہو پوری
مذہب قبول لینگے کل مرد و زن ہمارا

تیغون کے نوک سے ہم جو کام لے رہے تھے
وہ کام کر رہے ہین اب علم و فن ہمارا

نااتفاقیون نے دولت ہماری کہودی
ناچاقیون نے لوٹا سارا چمن ہمارا
اب بھی اگر ہم اپنی غفلت سے باز آئین
اعزاز پھر وہی ہو جلوہ فگن ہمارا
کرتے ہین جب اشاعت توحید حق کی دائم
ہم پر کرم کریگا وہ ذوالمنن ہمارا

مداح بادشہ کی کس طرح قوم ہو گی
شکوہ مین اسکے وا ہے ہر دم دہن ہمارا

یہ نظم بروقت تشریف آوری جناب رچرڈسن صاحب بہادر کلکٹر ضلع شمالی آرکاٹ انجمن خیر خواہ عام گوبندپور واقع وانمباڑی کے مکان مین بتاریخ ۱۳ نومبر ۱۹۱۴ء پڑہی گئی

آیا ہے کیا معزز اب حکمران ہمارا
مسرور جان سے ہے اپنی دل شادمان ہمارا
نامی رچرڈ صاحب ذی عز و ذی وجاہت
ہے قدردان ہمارا اور مہربان ہمارا
قسمت چمک اوٹھی اس ناچیز انجمن کی
ہوگا بلند تر اب نام و نشان ہمارا
برٹش سے باوفا ہین جتنے کہ ہین مسلمان
ثابت قدم وفا مین ہے جاودان ہمارا
انگلنڈ و ترک مین اب ہے جنگ پولیٹکل
مذہب سے کیا تعلق یہ سب ہے گمان ہمارا

اب جارج امپرر یہ یارب رہے سلامت
اسکا کرم ہمیشہ ہو سائبان ہمارا

اس مثنوی مین جناب بانگی صاحب صاحب بہادر چیرمین وانمباڑی میونسپالٹی کی تہنیت انجمن مذکور کے طرف سے ادا کی گئی ہے بتاریخ ۲۱ ڈسمبر ۱۹۱۴ء

شکر ہے صد شکر اے پروردگار
تیرے احسانات کا کب ہو شمار
تو نہ کرتا ہم پہ گر فضل و کرم
کامرانی کسطرح پاتے تھے ہم
بانگی صاحب ہمارے ہموطن
ہین میونسپالٹی کے چیرمن
عہدہ یہ سرکار سے انکو ملا
مستحق اسکے تھے وہ بالکل بجا
تجربہ مین فہم مین یکتا ہین وہ
عقل مین دانش مین بے ہمتا ہین وہ

آج یہ جلسہ مبارک باد کا
منعقد اس واسطے ہم نے کیا

جان لین تا شہر کے سپیر وصی
قدر یون کرتے ہین اپنی قوم کی

قوم کا یک فرد جب پاوے وقار
گویا سارے قوم کو ہے افتخار

بانگی صاحبجو رہین یارب مدام
صحت و آرام سے ہر صبح و شام

حکمت علمی بھی وہ ایسی کرین
جس سے سرکار و رعایا خوش رہین

ختم کر اپنا سخن اے **بادشاہ**
تو ہے جان انجمن اے **بادشاہ**

اس نظم مین خان بہادر جناب ملنگ حیات بادشاہ صاحب بہادر کا سپاس نامہ انجمن مذکور کے طرف سے
ادا کیا گیا ہے بتاریخ ۶ رجولائی ۱۹۱۵ء

تاجر ذی وقار ہو تم اے حیات بادشاہ
باعث افتخار ہو تم اے حیات بادشاہ

نیک صفات نیک دل نیک مزاج نیک خو
اور نکو شعار ہو تم اے حیات بادشاہ

قوم کی خدمتین ادا تم نے کئے ہین بحساب
قوم کے غمگسار ہو تم اے حیات بادشاہ

خان بہادری خطاب تمکو ملا بجا ملا
اسکے ہی سازوار ہو تم اے حیات بادشاہ

شک نہین اسمین کچھ ذرا ابحر عطا و جود کے
گوہر شاہوار ہو تم اے حیات بادشاہ

جود و عطا کو دیکھکر کہتے ہین خادمان قوم
رحمت کردگار ہو تم اے حیات بادشاہ

رنگ سے بو سے جسکے ہے تازہ ہر یک دل و دماغ
وہ گل نوبہار ہو تم اے حیات بادشاہ

صدق سے تہنیت ادا کرتی ہے آج انجمن
خلق مین نامدار ہو تم اے حیات بادشاہ

وصف ہو کسطرح رقم خامۂ **بادشاہ سے**
لائق و شاندار ہو تم اے حیات بادشاہ

یہ نظم تہنیت تولد فرزند جناب ٹی امین الدین صاحب بہادر ساکن وانمباڑی کیلئے حسب فرمایش
اراکین انجمن خیرخواہ عام گوینڈپور واقع وانمباڑی ۱۳۲۷ھ مین لکھی گئی

کیا کرین ہم شکر اے پروردگار / ہم پہ ہین افضال تیرے بیشمار
قاضی الحاجات تیرا نام ہے / تجھ سے ہے محروم کب امیدوار
ہر گل مقصد شگفتہ تجھ سے ہے / باغ دل کو کی عطا تو نے بہار
کسطرح سرسبز ہو کشت امید / گر نہ ہو تیری عنایت آبیار
تو ہی دیتا ہے ہر یک دل مین سرور / لطف پر تیرے خوشی کا انحصار
دل ہمارا تیری قدرت پر فدا / جان ہماری تیری صنعت پر نثار
ہر بن مو ہو اگر شکل زبان / ہر زبان سے لفظ نکلین صد ہزار
باوجود اسکے ترے الطاف کا / شکر یک شمہ نہ ہوگا زینہار
انجمن کے ایک محسن ذی کرم / نیکخو والا گہر عالی وقار
ٹی امین الدین صاحب جنکا نام / جنکی ہے شہرت ہر یک شہر و دیار
انکے گھر مین ان دنون یک نور عین / ہو گیا پیدا بفضل کردگار
لطف حق سے آج بر آئی امید / آرزو نکلی ہے بعد انتظار
شاد ہین حشاش ہین بشاش ہین / سارے خویش و اقربا و دوستدار
تہنیت خوان ہے کوئی باصدق دل / کوئی دیتا ہے دعا بے اختیار
انجمن نے از برائے تہنیت / منعقد جلسہ کیا یہ زیبدار
کیون نہ رسم تہنیت لائین بجا / ممبران انجمن باصد وقار
اس پسر کے عمر و اقبال مین / دے ترقی یا خدا لیل و نہار
دور رکھہ اس سے زبہر مصطفے / سارے آفات و بلائے روزگار
یون ہی رکھہ ممدوح کو یارب مدام / کامیاب و کامران و کامگار
خوبیان دونون جہان کی کر عطا / خدمت قومی بنے اسکا شعار
قطعۂ تاریخ لکھکر ذیل مین / نظم کو اپنی کرون مین اختصار

گر قبول افتد زہے لطف و کرم
بادشہ کے ہے زبان پر بار بار

یہ نظم تہنیت کتخدائی پٹیل احمد حسین صاحب ولد جناب پٹیل حاجی عبدالرحمن صاحب مرحوم متوطن پلیکنڈہ کیلیے لکھی گئی

ہم سے کیا ہو حمد رب ذوالجلال
خامہ ہے عاجز تو قاصر ہے مقال

قایم و باقی مقدس اسکی ذات
ہم ہین فانی ہمکو ہے نقص و زوال

کسطرح حادث سے ہو حمد قدیم
مادح واجب ہو ممکن کیا مجال

نعت احمدؐ حمد سے کچھ کم نہین
اسکا دعویٰ بہی بشر سے ہے محال

رتبہ کیا پایا ہے وہ معراج مین
عرش اعظم جسکے تہا زیر نعال

کیون نہ بہیجین آپ پہ صلوٰۃ و سلام
دمبدم ہر روز و شب ہر ماہ و سال

منعقد کیا آج بزم عقد ہے
پلیکنڈہ مین بصد جاہ و جلال

یعنے اب نوشہ ہوا احمد حسین
ابن حاجی عبدالرحمن خوش خصال

حاجی صاحب گو نہین زندہ یہان
خوبیان زندہ ہین انکی بے مثال

عم نوشہ ہین پٹیل عبدالرزاق
ہین پدر دلہن کے وہ نیکو خصال

کیسی یہ نسبت ہے باہم خوبتر
اور کیا فرط محبت پر ہے دال

اے زہے روز سعید و وقت نیک
اے خوشا ایام فرحت اشتمال

ہر طرف ہے بہجت و فرح و نشاط
کسکے دل پر آج ہے رنج و ملال

نام ہے جن کا محمد اور حسین
ہین اخی نوشاہ کے فرخندہ فال

اہتمام و انتظام انکا ہے سب
ہین معظم سب ہین وہ بے قیل و قال

کیسے کیسے لوگ اس محفل مین ہین
عالمان دین مشایخ باکمال

ان مین ہے ہر فرد فرد بے نظیر
ذکر حق سے جنکی ہے عظمت بحال

رونق شرع پیمبر ہین یہی
واجب التعظیم ہین بے احتمال

انکی عزت گویا عزت دین کی
یا الٰہی یہ دعا مقبول کر
دولہ و دولہن مین دے الفت فزون
رنج سے آزار سے آفات سے
تیرے ہی ابر کرم کے فیض سے

انکی صحبت خیر و برکت کا مآل
عاجزانہ ہے ہمارا یہ سوال
شادمان رکھہ انکو با اولاد و مال
تو بچادے انکو یارب بال بال
ہون تر و تازہ یہ دونون نونہال

بادشہ اب ختم کر اپنا سخن
خوب لکھی نظم تونے حسب حال

یہ نظم تہنیت کتخدائی جناب علی محمد صاحب سعید ساکن مینمبور ضلع جنوبی آرکاٹ کیلیئے لکھی گئی

بہار گلزار کو مبارک گلون کو ہو رنگ و بو مبارک
نسیم فرحت کی چل رہی ہے کلی ہر یک دلکی کھل گئی ہے
خوشی کی ہے آج دھوم برپا ہر یک کے لب پر ہے ذکر تیرا
مکان کی رفعت ہی خوشنما ہے فلک کی رفعت سے کام کیا ہے
ترے محبت کی مے ہی خوشتر بھرا ہے اس سے دلو نکا ساغر
خسر ہین تیرے غلام احمد مکرم و محترم ممجد
بزرگ نانا ہین خوب تیرے جنہین محمد تقی ہین کہتے
یہ حسن صورت یہ حسن سیرت یہ زیب و زینت یہ قدر و عزت

علی محمد سعید تجھکو یہ عقد دلخواہ ہو مبارک
زبان پہ سوسن کے بھی یہی ہے یہ جشن ہو چارسو مبارک
تجھے مبارک ہو گل کا سہرا تجھے یہ ملبوس نو مبارک
کہ ہمکو کافی ترا لقا ہے ہو مہر تابان کو ضو مبارک
کوئی یہ رندونسے جاکے کہدو تمہین کو جام و سبو مبارک
ہے تیری دلجوئی انکو بیحد ہوا انکو یہ جستجو مبارک
شفیق و ہمدرد ہین وہ سب کے ہین تواضع کی خو مبارک
ہمیشہ تجھکو رہے سلامت یہ تجھکو ہو مو بمو مبارک

عروس و نوشہ کو روز اور شب رکھہ اپنے حفظ و امان مین یا رب
صدا یہ آتی ہے **بادشہ** اب تمہاری یہ آرزو مبارک

معروضات رعایا بہ حکام وقت

یہ نظم جلسۂ عام اہل اسلام کے لئے لکھی گئی جو بند جدہ اور ینبوع پر اٹالی کی گولہ باری کے دفعیے کے لئے

برطانیۂ کلان کو ایک عرضداشت کرنے احاطہ مسجد والاجاہی ترپلکینی مدراس مین منعقد ہوا تھا

محبت کے بہت اقسام ہین اس دہر کے اندر — مگر دینی محبت سب مین ہے اعلیٰ و افضل تر
ہے یون دنیاوی الفت روبرو دینی محبت کے — کہ جیسے سامنے خورشید کے یک ذرۂ کمتر
بہم ہین خار و گل لیکن بڑا ہے فرق دونوئین — خزف پارہ بھلا کسطرح ہوگا ہمسر گوہر
محبت دین کی ایسی ہے جسپر ہم کرین قربان — متاع جان و دل فرزند و زن اور سارا مال و زر
نہ ہو جس شخص کے دل مین محبت دین کی کچھ بھی — کبھی اسکو نہین ہے جامۂ انسانیت خوشتر
زبانی دین کا دعویٰ نہین ہے قابل وقعت — عمل خود کر کے دکھلا دین یہی ہے دین کا جوہر
چھڑی ہے جنگ ترپولی مین جو ترک و اٹالی کی — نہین واقف بھلا وہ کونسا مومن ہے دین پرور
مظالم اٹلی والونکے ہمیشہ یون تو سنتے تھے — ہے یک تازہ خبر شگفت اکنون این گل دیگر
ارادہ جدہ و ینبوع پر ہے گولہ باری کا — ذرا اب ساتوین فیبروری کا دیکھیے پیپر
چڑہائی یثرب و بطحا پہ گویا ہونیوالی ہے — رہین خاموش کیون ہم سے بھلا یہ ہوسکے کیونکر
اسی کے واسطے یہ منعقد ہے آج کا جلسہ — کرین تا دادخواہی دولت برٹش سے سب ملکر
ہم اپنے دولت برٹش سے یہ امید رکھتے ہین — بنیگی کیون نہ ایسے وقت مین وہ حامی و یاور
رعایا کو ہے اسکی خیرخواہی جسطرح منظور — رعایا پر بھی یون رحم و کرم اسکو ہے لازم تر
ہمارا دین سچا ہے ہمارا جوش سچا ہے — خدا سچا ہمارا اور سچا اپنا پیغمبر
ہم ایسے دین کے پیرو رہین لیکن تعجب ہے — رہین اخوان ترپولی سے یون انجان سراسر
مصیبت پائین خون اپنا بہائین وہ رہ حق مین — دریغ ہم کو ادھر تائید مالی سے رہے کیونکر
خوشی سے شوق سے اے مومنو چندہ عطا کیجے — تمہین مد نظر ہے گر رضائے خالق اکبر

دعا ہے **بادشہ** کی فتح دے سلطان کو یارب
رہین پامال و غارت دشمنان دین سراسر

یہ نظم اس جلسۂ عام اہل اسلام مدراس مین پڑھی گئی جبکہ میونسپالٹی کی طرف سے شہر کے

قبرستانون کو مسدود کرنے کا حکم نافذ ہوا تھا

آج ہوی منعقد بزم یہ کیا شاندار
جمع ہین سب اہل دین صاحب عز و وقار

کچھ نہین ذاتی غرض کچھ نہین شخصی مفاد
مذہبی تائید ہے دین کے ہین غمگسار

شکر ہے تابع ہین ہم ایسی گورمنٹ کے
مذہبی آزادیان جس سے ملین بے شمار

مذہب و ملت کا ہے جسکو زیادہ لحاظ
جسکو کسی دین مین دخل نہین زینہار

سارے مذاہب کا حق جسکی نظر مین ہے ایک
عدل ہے جسکا عیان صورت شمس النہار

سچ تو یہ ہے دہر مین ہم ہین بڑے خوش نصیب
امن سے آرام سے سب ہین صغار و کبار

ایسے نکو ذات کے کیون نہون ممنون ہم
ایسی حکومت پہ ہم کیون نکرین افتخار

پھر زمین قبور اور پئے مردگان
چند قواعد ہوے اندنون جو آشکار

اس سے پریشان اب فرقۂ اسلام ہے
طبع کو ہر فرد کے سخت ہے یہ ناگوار

مذہبی احکام مین اس سے بڑا ہرج ہے
فتوۂ علمار کو تم دیکھئے تفصیلوار

ہوتی اگر آگہی پہلے ہی سرکار کو
ایسے قواعد کو وہ لاتی نہ بر روئے کار

مشفقانہ یہی عرض ہماری ہے آج
خدمت سرکار مین باادب و انکسار

مالک و حاکم ہین آپ آپ کے محکوم ہم
آپ جو چاہین کرین آپ کو ہے اختیار

لیک گزارش ہے یہ کیسے بہی احکام ہون
صدمہ نہ مذہب کو ہو خوش رہے ہر دیندار

سچ ہے بغیر از طلب کچھ نہ کسیکو ملا
پائینگے مقصود کیا گر نہ ہون ہم خواستگار

طفل پہ ہر چند ہے مان کی محبت فزون
روئے نہ جبتک کہ وہ شیر نہ دے زینہار

بنکی غنچونکی ہے وجہ ورود صبا
تڑپے نہ گر عندلیب آئیگی کیونکر بہار

کیجئے مسدود اب آپ ان ابواب کو
خواہش دل ہے یہی ہے یہی مقصود کار

آپکے اقبال کا کسکو نہین اعتراف
کون نہین آپ کا دل سے اطاعت شعار

نظم مین کیا کیجئے شرح ان ابواب کی
کہہ چکے اصحاب سب ایک سے یک نامدار

مقصد جلسہ حصول کیون نہ ہو اے بادشاہ
رکھتی ہے وسعت بہت رحمت پرور دگار

کلام فارسی

غزلیات

این غزل بجواب غزل شیخ غلام قادر صاحب گرامی شاعر خاص اعلیحضرت نظام دکن نوشتہ بود

جوش موسم گل است زور شادمانیہا است
مژدہ بہر بلبلان وقت نغمہ خوانیہا است

عطر بیز شد دماغ دل شدہ است باغ باغ
اے دہان یار من انچہ گل فشانیہا است

قاتل است بے خطا خنجر است بیگناہ
باعث خجالتم حیف سخت جانیہا است

چون نظر کند ترا خضر ہم وہ صدا
مردم بعشق تو بہ ز زندگانیہا است

بین بلبعد عارضم بازیہائے طفل شک
پیر از غمت شدم عشق در جوانیہا است

ابر راز گریہ ام تاب ہمسری کجا
برق راز آہ من شوق ہمعنانیہا است

عرض مدعائے وصل پیش تو کنم چسان
برلبم حجاب را کار پاسبانیہا است

غیر وصف زلف و خال نیست در دلم خیال
انچہ موشگافیہا است انچہ نکتہ دانیہا است

بین جذبہ دل است بردرت رسیدہ ام
فرش راہ گشتہ ام فیض ناتوانیہا است

خوگر غم و الم شد چنین طبیعتم
آنچہ می کنی ستم عین مہربانیہا است

دیدنی ہست بادشاہ آب گوہر سخن
بحر طبع موجزن خامہ درروانیہا است

در سرم اکنون ہوائے دیگر است
چشم مشتاق لقائے دیگر است

پارہ شد گر جامۂ جسمم چہ باک
عشقبازان را قبائے دیگر است

تو مرا معذور دار اے چارہ ساز
درد من وقف دوائے دیگر است

نیست کارے از ضیائے مہر و ماہ
آنکہ می جویم ضیائے دیگر است

دلربایان جہان چیزے نیند
در خیالم دلربائے دیگر است

مطربا او را چہ ساز و سوز و ساز
آنکہ شیدائے نوائے دیگر است

خوش چسان آید گل و گلشن مرا
عندلیب دل فدائے دیگر است

من نمی خواہم صلہ از خاص و عام
بہر اشعارم عطائے دیگر است

دیگر است اے **بادشہ** رنگ سخن
طبع را جوش ولائے دیگر است

این غزل حسب فرمائش جناب یوسف حاجی اللہ رکھا سیٹھ مدراسی نوشتہ بود

مصرع طرح "بقامت خون عالم ریختی پوشیدہ پوشیدہ"

تنم از تیغ جانان گرچہ شد غلطیدہ غلطیدہ
ستاید ہر دہان زخم من خندیدہ خندیدہ

بپائی تو بدست و پا حنا مالیدہ مالیدہ
ز حسرت چشم عشاق است خون باریدہ باریدہ

نوازش بر رقیبم می کنی طلبیدہ طلبیدہ
زہے انصاف او دلشاد من رنجیدہ رنجیدہ

ہمہ موزون طبائع غرق بحر حیرت اند اکنون
چہ یکتا مصرع قد تو شد سنجیدہ سنجیدہ

خمیدہ سوئے گوش تو نہ بے وجہ است این گیسو
کند افشائے راز دل ز تو پوشیدہ پوشیدہ

بذکر رخ دم تحریر رنگین گشت قرطاسم
بوصف زلف ہر مضمون شدہ پیچیدہ پیچیدہ

ہوائے دید می دارم رسائی از کجا یابم
صبا ہم می رود در گلشنت ترسیدہ ترسیدہ

طفیل تست ای عشق ستم کیش و جفا پیشہ
دلم نالیدہ نالیدہ سرم شوریدہ شوریدہ

ندیدم **بادشہ** نظارۂ صبح وصالش را
چہ دانم بخت من تا کے بود خوابیدہ خوابیدہ

زلفہائے تو پریشان روزگارم کردہ اند
آہوان چشم تو اکنون شکارم کردہ اند

مونس و یاور کسے را گر نمی دارم چہ غم
بخت و ارمانم غمت را غمگسارم کردہ اند

تازہ وتر چون نہ گردد گلشن داغ جگر
ہر مژہ گویدرگ ابر بہارم کردہ اند

غوطہ زن دیدند چون در وصف آن دریائے حسن
اہل معنی گوہر تحسین نثارم کردہ اند

عالم ناکامیم راحیف دیدم کامیاب
یاس راجوش الم امیدوارم کردہ اند

کشتۂ عشق تو ہستم این گل دیگر شگفت
گلفشانیہا خلائق برمزارم کردہ اند

تضمین شعر سعدی شیرازی

این چہ خبط ای عساکر جرمن
کشور خویش مستقر گیرید

چون صدف سیرت قناعت را
نزد خود بے بہا گہر گیرید

کبر و نخوت زوال می خواہد
حتی الامکان از و حذر گیرید

ہمہ کشور چسان شود مفتوح
اندکے اندکے ظفر گیرید

تابہ کئے قصد مردم آزاری
پند سعدی بگوش درگیرید

کار دنیا کسے تمام نہ کرد
ہر چہ گیرید مختصر گیرید

قطعہ تہنیت وخیر مقدم عالیجناب سیاد تلو جعفر بے افندی ٹرکش کانسل جنرل مقیم بمبئی بمکان آنریبل خان بہادر محمد عبدالقدوس بادشاہ صاحب مدراس در مجلس ضیافت سنہ ۱۹۱۰ء

ای سفیر دولت عثمانیہ خوش آمدی
اے معزز نائب سلطان ما خوش آمدی

ای سیاد تلو افندی نام جعفر بے خوش است
مرحبا خوش آمدی صد مرحبا خوش آمدی

بلدۂ مدراس می نازد بہ خوش بختی خویش
بارک اللہ تو بوقت خوشنما خوش آمدی

گل ہر یک خندان و ہر غنچہ تبسم ریز شد
ای بہار گلشن اسلامیہ خوش آمدی

منتظر بودند چون نرگس ہمہ مدراسیان
ذی کرم ذی مرتبت ای ذی عطا خوش آمدی

نیست خالی ہیچ دل از جوش خیر مقدمت
ہر دہن در وصف تو گردید و اخوش آمدی

گویا آمد از برائے تشنگان آبحیات
منتشر اجزائے الفت بود در دلہائے ما
اللہ اللہ این چہ اوصاف ہست از ذاتت عیان
آن تعلقہا کہ داریم از خلافت بارگاہ

بہر گمراہان چو خضر رہنما خوش آمدی
جمعیت تو اندران وادی خوشا خوش آمدی
خوش مزاج و خوش ادا و خوش لقا خوش آمدی
کردی مستحکم بصد شان علا خوش آمدی

جسم و جان می بالد از فرط مسرت **بادشاہ**
می زند بے ساختہ ہر سو صدا خوش آمدی

نظم برائے سالانہ جلسۂ مدرسۂ عثمانیہ واقع ترملکہڑی مدراس منعقدہ ۱۳ ار جون سنہ ۱۹۱۵ء روز یکشنبہ

مدرسہ واہ واہ نیک تر است
جمع ہستند جملہ خوبیہا
میر عثمان علی نظام دکن
کیست از بذل و جود او محروم
لیک از بہر التفات او
مدرسہ شد بنام او ایجاد
دولتش باد قایم و دائم
جلسۂ مدرسہ کنون دیدیم
بنگرائے **بادشاہ** مقصودم

طرز تعلیم خوب با اثر است
قبح و زشتی مگر از بدر است
آنکہ چون آفتاب مشتہر است
از فیوضش کدام بے خبر است
مدرسہ صبح و شام منتظر است
بلکہ نامش ہمیشہ تاج سر است
تا زمین فرش و آسمان چتر است
بدل ما سرور لاحصر است
ہم برین شعر عمدہ منحصر است

این مراتب کہ دیدہ جز و لیست
کار کلی ہنوز در قدر است

تاریخات مساجد

قطعۂ تاریخ برائے مسجد ٹی پیٹرہ محلہ گوبند پور واقع وانباڑی حسب فرمائش جناب مدیکار محمد غوث صاحب نوشتہ بود

زہے خوش نما گشت تعمیر مسجد
بگوید ہر اہل نظر اللہ اللہ

چنین گفت تاریخ اتمام ہاتف | عبادت گہ نیک تر اللہ اللہ ۱۳۱۴ھ

قطعہ تاریخ برائے مسجد پنکنڈہ واقع ضلع اننت پور حسب فرمائش اہل پنکنڈہ نوشتہ بود

گشتہ عبادت خانہ تعمیر بہر مومنان | بے مثل در حسن و صفا از فضل لطف داور است
چون جستجوئے سال او فکر رسائے من نمود | دل گفت از روئے ادب - این مسجد نیکو تر است ۱۳۱۲ھ

قطعہ تاریخ برائے مسجد محلہ قلعہ واقع وامنباڑی حسب فرمائش جناب حاجی عبدالصمد صاحب نوشتہ بود

خوشا تعمیر این فرخندہ مسجد | بفضل حق گرفتہ حسن اتمام
سن از روئے ادب ہاتف بگفتا | معظم مسجدہ گاہ اہل اسلام ۱۳۱۷ھ

قطعہ تاریخ برائے مسجد تعمیر کردہ وزیر فوج نظام دکن حسب فرمائش مشائخ صاحب ساکن حیدرآباد دکن نوشتہ بود

گرامی قدر ذی ہمت وزیر فوج آصفجاہ | بصد اخلاص چون تعمیر کردہ مسجد نیکو
نمودم فکر از ہاتف ندا ای بادشہ آمد | عبادت گاہ معبود حقیقی ہست سال او ۱۳۱۸ھ

ایضاً

وزیر فوج سرکار ہست بانی | چہ خوش اسلوب مرغوب است مسجد
بگو ای بادشہ تاریخ اتمام | بحمد اللہ زہے خوب است مسجد ۱۳۱۸ھ

قطعہ تاریخ برائے مسجد رائی درگ واقع ضلع بلہاری حسب فرمائش جناب اتیکڈے چندا میاں صاحب ساکن وامنباڑی نوشتہ بود

از بہر مومنین بہ افضال کردگار | تعمیر گشت مسجد فرخندہ باصفا
چون خواستم ز طبع سن اختتام او | آمد ندا ز غیب کہ - این خانۂ خدا ۱۳۱۲ھ

قطعہ تاریخ برائے مسجد پنگنور واقع ضلع چتور حسب فرمائش اہل پنگنور نوشتہ بود

بہ پنگنور تعمیر مسجد شدہ | بفضل خدائے جہان آفرین
بپرسید کسے گر ز سال بنا | بگو - خوشنما مسجد المومنین ۱۳۱۲ھ

تاریخات متفرق تعمیرات

قطعہ تاریخ خریدی مکان انجمن خیرخواہ عام گوسند پور واقع وانمباڑی

ای زہے نیک ساعتے ای زہے جوش فرحتے	ہست بجال ما عیان فضل خدائے انس و جان
انجمن از برائے خویش کرد خرید خانہ	گشت چہ قلب مومنان خرم و شاد بیکران
می کند انجمن دعا بہر معاونین مدام	حق بدہد بہ ہر زمان صحت و راحت و امان

بود بفکر سال چون طبع رسائے **بادشاہ**
ہاتف غیب ناگہان گفت - چہ خوب بہتر مکان ۱۳۲۷ھ

قطعہ تاریخ تعمیر مکان جناب سید تراب حسین صاحب کنٹراکٹر ساکن ارکونم ضلع شمالی آرکاٹ

ساخت کنون خانۂ خویش تراب حسین	ہست نمایان از و حسن و لطافت چہ خوب
بود بفکر سنش طبع من ای **بادشاہ**	پیر فلک ناگہان گفت - عمارت چہ خوب ۱۳۲۷ھ

قطعہ تاریخ انصرام تعمیر "بدرالدین منزل" عمارت مدرسۂ اسلامیہ واقع وانمباڑی

چہ زیبا مدرسہ تعمیر گشتہ	ہزاران شکر رب ذوالجلال است
بگو اے **بادشہ** تاریخ اتمام	زہے چشمۂ علم و کمال است ۱۳۲۸ھ

ایضاً

زبہر مدرسۂ اسلامیہ شد	بصد رفعت چہ خوش اسلوب تعمیر
تلاش سال او چون **بادشہ** کرد	ندا آمد ز ہاتف - خوب تعمیر ۱۳۲۸ھ

قطعہ تاریخ چاہ "باغ اکبری" واقع بیگن پلی تعمیر کردہ جناب خان بہادر خواجہ محمد اکبر حسین صاحب بہادر دیوان ریاست بیگن پلی

آفرین بر اہتمام تست ای محبوب علی	خوشنما چاہے کنون دیدم بہ باغ اکبری
باعث سرسبزی باغ است ہر شام و سحر	کرد کار شیر مادر بہر اطفال شجر
تر زبان در وصف او ہستند جملہ خاص و عام	چون نیابد نوع انسان فیض از وے بالدوام

هست این چشمه پئے دیوان صاحب نامدار — یادگار عمده تر تا حشر باشد پائدار

ازفلک چون بادشه پرسید نیکو فال او
چاه باغ اکبری کیندید ـ گفته سال او

تاریخات شادی

قطعهٔ تاریخ کتخدائی شهیدار عبدالقادر صاحب متوطن ترپاتور با دختر ساهوکار الحاج محمد بادشاه صاحب مرحوم

شد نکاح مشفقم با دخت حاجی بادشاه — هست مثل مهر روشن نام آن صاحب نوال
چون بناشد از سپاس وشکر هر کس تر زبان — موج زن دیدم کنون دریائے فضل ذو الجلال
شاد و خندان هر کسے مثل گل گلزار هست — هر کسے مدحت سرا چون عندلیب خوش مقال
هر در و دیوار از جوش مسرت دمبدم — با زبان حال می گوید منم فرخنده حال
اے خوشا محفل همه اهل کمالات اند جمع — باکمال فخر اینجا خود همی نازد کمال
اے زہے بزمیکه در هر زیب و زینت کرّ و فر — هم نمی دارد نظیرے هم نمی دارد مثال

هاتف غیبی ز روئے انبساط ای بادشاه
نیک تر عقد نکاح عبد قادر ـ گفت سال

قطعهٔ تاریخ کتخدائی حاجی محمد عبید الله صاحب فرزند جناب ساهوکار حاجی قادر محی الدین صاحب متوطن مدراس

بهار شادی فرزند قادر محی دین صاحب — بعالم جلوه گر از فضل خلاق جز و کل شد
ز وصفش خامه شاخ گل شده قرطاس برگ گل — صریر خامه همرنگ نوا سنجی بلبل شد
بدارد طبع رنگین مثل بلبل هر گل رعنا — دل بلبل شگفته تر بگلشن صورت گل شد
شده محو تماشا چشم نرگس غنچه متبسم — چو زلف گلرخان آراسته هر بار سنبل شد
نه چون آید نظر سرو سهی مستانه مستانه — طرب شد صورت مل لاله مثل ساغر مل شد
فلک از دیدهٔ انجم بذوق و شوق می نگرد — چه زیبا تر در اینجا مجمع اهل تفضل شد
گهے لفظ مبارکباد گاہے آفرین تحسین — هر یکدم از زبان خلق جاری بے تامل شد

نشاط و بہجت و عیش و مسرت شادمانیہا — بلطف حق تعالی جمع اینجا بالتسلسل شد
چو خواہی بادشہ تاریخ این جشن طرب افزا — بگو- حاجی عبید اللہ نوشہ با تجمل شد ۱۳

ایضاً

سعادتمند خلف الصدق ساہوکار من امروز — بصد شوکت بصد حشمت بفضل حق شدہ نوشاہ
ز طبع بادشہ این مصرع تاریخ برآمد — بحمد اللہ مبارک ہست شادی عبید اللہ ۱۳

قطعہ تاریخ کتخدائی حکیم محمد عبد الباسط صاحب فرزند جناب حکیم محمد عبد العزیز صاحب متوطن مدراس

اے زہے آوان فرحت ہم خوشا جشن طرب — آید آواز مبارکباد از صدہا قلوب
در تلاش سال بودم ناگہان پیر فلک — زد ندا- عقد نکاح عبد باسط شد چہ خوب ۱۳

قطعہ تاریخ کتخدائی حاجی محمد عبید الرحمن صاحب فرزند جناب ساہوکار حاجی قادر محی الدین صاحب متوطن مدراس

صد شکر رب یزدان زین جشن عقد نیکو — جوش طرب پدید است پیش نگاہ امروز
اے بادشہ ز طبعم سالش چنین برآمد — نوشہ شدہ عبید رحمن واہ امروز ۱۳

قطعہ تاریخ کتخدائی سید عبد العزیز صاحب با دختر جناب ساہوکار عبد الرزاق میاں صاحب ساکن کڑپہ

صد شکر عقد سید عبد العزیز نامی — امروز شد بفضل سبحان و لطف خلاق
مسرور و شاد دلہا محو دعا زبانہا — پر نور زین نظارہ ہم دیدہ ہائے مشتاق
رنگینی نشاط این بزم چون نوشتم — کلکم چو شاخ گل شد گلبرگ گشت اوراق
نوشاہ در ہجوم مردم چنان نشستہ است — جلوہ فزا نگارے گویا میان عشاق
ہستند عروس و نوشہ چون مشتری و زہرہ — ساعت ہمین قران السعدین راہست مصداق
آن کیست خسر نوشہ ذی عز و جاہ تاجر — کردیک جہان مسخر از بذل وجود و اخلاق
او نیست گرچہ زندہ اما بہ نیک اوصاف — زندہ است نام نیکو صبح و مسا در آفاق
الحال جانشینش قادر محی دین است — ذی فہم ذی فراست یکتا بلطف و اشفاق
سادہ و بے تکلف ہر چند ہست نظم — نازم کہ نیست در وے عیب غلو و اغراق

دائم عروس و نوشہ باشند شاد و آباد | محفوظ از حوادث دارد خدا در آفاق

تفتیش سال شادی ای بادشہ چو کردم
گفتا دلم - چہ فرخ داماد عبد رزاق
۱۳۲۲ھ

قطعہ تاریخ نکاح جناب حکیم محمد عبدالعزیز صاحب متوطن مدراس با دختر آرکاٹ شمس الدینصاحب ساکن ویلور

نشاط این جشن بارک اللہ | بہر دلے جلوہ ریز خوب است
ز بوئے گلہائے فرح و بہجت | مشام ما عطر بیز خوب است
خوشا جلوسے زہے بہارے | ببین کہ نظارہ خیز خوب است
بعلم و فہم است نیک نوشہ | کمال اخلاق نیز خوب است

ز روئے ہاتف سنش بر آمد
نکاح عبد عزیز خوب است
۱۳۲۲ھ

قطعہ تاریخ تہنیت کتخدائی ولیعہد دکن عالیجناب میر عثمان علی خان بہادر فرزند حضور نظام دکن
خلد اللہ ملکہ مطبوعہ اخبار مخبر دکن مدراس ۵ / اپریل ۱۹۰۶ء

بحمد اللہ فرزند شاہ دکن | چو نوشاہ باشوکت و شان شدہ
دل عالمے گشت خرسند و شاد | خلائق برین مژدہ نازان شدہ
گہے بر دل ما طرب شد نثار | فدائے طرب گہ دل و جان شدہ
خجل از دل و چشم مایان کنون | گلستان شدہ نرگستان شدہ
چون این عقد را بے تکلف بدید | تکلف ازین جشن حیران شدہ
خوشا اتباع رسول کریم | زہے شان سنت نمایان شدہ
نہ پسرے چنین دید چشم فلک | نہ پدرے بہ گیتی بنیان شدہ
پدر گوئے عظمت بہ شاہان ربود | پسر فخر امثال و اقران شدہ
پدر آفتاب سپہر کرم | پسر ہم مہ اوج احسان شدہ

سکوت نوای بادشه خوب نیست | چو نامت به تاریخ گویان شده

سن عیسوی از لب ابتهاج
بگو - عقد عثمان علی خان شده ۱۹

قطعه تاریخ کتخدائی صبیه برادرم مولوی احمد حسین صاحب یم بے بی یل معتمد پیشی حضور نظام دکن خلد الله ملکه در مکان برادر موصوف روبروی حضور نظام دکن خوانده بود

چون بعالم جلوه آرا گشت این فرخنده عقد | با هزاران کر و فر با جاه با صد زیب و زین
مصرع سال مسیحی گفت طبع بادشاه | واه شد شادی دخت مولوی احمد حسین ۱۹

قطعه تاریخ کتخدائی صبیه جناب محمد اسحاق سیٹھ برادر جناب محمد اسمٰعیل سیٹھ مغموم متوطن مدراس

هنگام نشاط و شادمانی اکنون | چون موسم گل به باغ آفاق آمد
رنگ گل تر رشک رخ خوبان است | بلبل همه تن نظیر عشاق آمد
ذی علم و هنر محب من اسمٰعیل | ممتاز زمان بحسن اخلاق آمد
مغموم تخلصش چه زیبد که دلش | معمور ز غمخواری و اشفاق آمد
فکرش غامض و همت او عالی | طبعش بسخن عجیب مشتاق آمد
عقد بنت برادرش جلوه کنان | امروز بفضل و لطف خلاق آمد
این جشن بهر تکلف و آرایش | خوب آمد و خوش آمد و هم طاق آمد
شادان همه دلها و زبانها مداح | پر نور هر یک دیدهٔ مشتاق آمد
این عقد و این طرب مبارک باشد | هر بار همین صدا ز آفاق آمد

ای خامهٔ بادشاه سالش بنویس
زیبا چه نکاح دخت اسحاق آمد ۱۳

قطعه تاریخ کتخدائی خیر الدین حسین صاحب فرزند جناب حکیم حسین محی الدین صاحب ساکن پیارم پیٹھ ضلع شمالی آرکاٹ

ای محب من حسین محی دین | کرده اکنون نکاح نور عین

شد بپا جوش مسرت سو بسو	محفلی دیدم چه باصد زیب و زین
شادمان باشند نوشاه و عروس	دائما از فضل رب المشرقین

از پئے تاریخ طبع بادشاہ
گفت - احسن عقد خیر الدین حسین

قطعہ تاریخ کتخدائی جناب یونس سیٹھ فرزند جناب حاجی اسمٰعیل سیٹھ مالک انگلش ویرہوز متوطن بنگلور حسب فرمائش جناب مولینا عبد السبحان صاحب بہادر نوشتہ شد

منسلک چون بسلک عقد شدی	ای مروت مآب یونس سیٹھ
هست معمور از نشاط و سرور	دل هر شیخ و شاب یونس سیٹھ
جشن عقد تو می دہد اکنون	چه خوشا آب و تاب یونس سیٹھ
همعنان است شادمانیها	فضل حق هم رکاب یونس سیٹھ
والد تست سیٹھ اسمٰعیل	تاجر لاجواب یونس سیٹھ
عمر و اقبال و جاه افزون باد	تا به یوم الحساب یونس سیٹھ

مصرع سال بادشاہ بگفت
شده نوشه جناب یونس سیٹھ

قطعہ تاریخ کتخدائی سید امیر علی صاحب فرزند جناب حکیم میر عارف علی صاحب متوطن دیلور

زہے امروز این کرم گسترم	رونق افروز بر مسند نوشهی ست
بهر تاریخ اکنون دل بادشاہ	گفت. شادی دلبند عارف علی ست

قطعہ تاریخ کتخدائی صبیہ جناب عبد العزیز احمد صاحب اپاتگری متوطن مدراس

بارک الله منعقد کردی زہے بزم نکاح	ای برادر ڈاکٹر نیکو شیم عبد العزیز
مصدر اخلاق هستی مظهر اوصاف نیک	هست ذات تو بعالم مغتنم عبد العزیز
زین طربهائے فراوان زین نشاط بیکران	یافت هر کس حصه بیش و کم عبد العزیز

مصرعہ سال مسیحی گفت طبع بادشاہ
شد نکاح دختر والاہم عبدالعزیز ۱۹۱۱ء

قطعہ تاریخ کتخدائی عبیداللہ صاحب فرزند جناب پی بی عبدالرحمن صاحب شاد متوطن وانمباڑی

عبدرحمن شاد مشفق من | ذی کمال و خلیق خوش منوال
کرد چون عقد نور چشم خود | شادمان گشت و خوب مالامال
ہر کسے محو عشرت و فرحت | می کند شکر ایزد متعال
در جہان نام او عبید اللہ | نوجوان نیک طبع نیک خصال
بہر زوجین حق ببفزاید | مایۂ عمر و دولت و اقبال
بادشہ حق الفت ست ہمین | قطعۂ سال تا کنم ارسال

از لب انبساط ہاتف غیب
شادی خلف شاد ـ گفتا سال ۱۳۳۰ھ

تاریخات ولادت

قطعہ تاریخ تولد فرزند جناب وی ـ محمد ابراہیم صاحب ساکن وانمباڑی موسوم بہ محمد اسمٰعیل مد عمرہٗ

حبذا در چمن نسیم بہار | آمد از فضل و لطف رب جلیل
شاہد گل بحسن و زیبائی | بر سر شاخ ہست چون اکلیل
ای زہے چشم نرگس شہلا | لطف نظارہ می کند تحصیل
نغمۂ عندلیب در ہر سو | ہست بر جوش انبساط دلیل
مشفق من جناب ابراہیم | نیک دل نیک خو فہیم و عقیل
شد تولد کنون بخانۂ او | پسر مہ لقا حسین و جمیل
ہر کسے از اقارب و احباب | گشت خرسند و شادمان بے قیل
ہر کسے می دہد مبارکباد | بہزاران طرب بصد تجبیل

زد رقم کلک **بادشہ** سالش
طفل فرخندہ آمد اسمٰعیل ۱۳۱۴ھ

قطعہ تاریخ تولد فرزند جناب مولوی سید شاہ محمد زمان صاحب میر مدرس مدرسۂ جامع العلوم وانمباڑی

جناب مولوی سید زمان شاہ	کہ در علمائے دین فرد وحید ست
عطا فرمود وی را نیک پسرے	ہزاران شکر لے رب مجید ست
وزد ہردم نسیم شادمانی	زہے بشگفتہ گلزار امید ست

ز روئے آرزو سال ولادت
بگوای **بادشہ** خلف سعید ست ۱۳۱۶ھ

قطعہ تاریخ تولد فرزند جناب مولنا عبد السبحان صاحب داماد جناب الحاج محمد عبد العزیز بادشاہ صاحب سفیر روم متوطن مدراس

عبد سبحان خوش صاحب من	ذی کرم ذی وقار وذی شانست
گل رعنا ہگلشن اخلاق	دُر یکتا بہ بحر احسانست
شد تولد بخانہ اش پسرے	یک جہان زین نوید شادانست
لمعہ ہائے سعادت واقبال	مثل مہ از رخش درخشانست
از پئے طول عمر وصحت او	ہر کسے یارب از تو خواہانست

بگوائے **بادشاہ** مصرع سال
رحمت جان عبد سبحانست ۱۳۱۲ھ

قطعہ تاریخ تولد دختر جناب مولنا عبد السبحان صاحب داماد جناب الحاج محمد عبد العزیز بادشاہ صاحب سفیر روم متوطن مدراس

زہے ساعت خوشے آوان فرحت	خوشا افضال ولطف رب یزدان
نسیم خرمی ہر سو روان است	بگلزار دل احباب ہر آن
بجسن کامیابیہا بنازند	تمنا آرزو مقصود ارمان
مسرت ہم ببالد از مسرت	طرب گوید کہ ہستم زیر فرمان

جناب عبد سبحان ذی لیاقت
که نقشش ہست مولانا نمایان
یگانہ ساخت خالق ذات او را
بعلم و حلم و اخلاق فراوان
شدہ در خانہ اش دختر تولد
چہ دختر دختر فرخندہ عنوان
جبین او ز انوار سعادت
درخشان صورت ماہ درخشان
الٰہی عمر و اقبالش فزون کن
طفیل مصطفےٰ سالار اکوان
بدریائے سخن غواص فکرم
برآوردہ در تاریخ زنیان

بگوئے بادشہ از روئے اخلاص
ہمایون باد دختِ عبدِ سبحان ۱۳۲۱ھ

قطعہ تاریخ تولد برخوردار محمد عبدالوحید مدعمرہٗ نورچشم برخوردار خطیب محمد عبدالرشید صاحب سلمہ اللہ الواہب

شد چہ تولد عبد وحید
نیکو طالع نیک آثار
سال ولادت ہاتف غیب
گفت۔ ہمایون برخوردار ۱۳۲۵ھ

قطعہ تاریخ تولد برخوردار قاسم حسین مدعمرہ فرزند جناب مولوی احمد حسین صاحب یم۔ یے۔ بی۔ یل۔ معتمد پیشی حضور نظام دکن خلد اللہ ملکہ

نازم بفضل لطف خلاق ہر دو عالم
در خانہ برادر فرزند گشت پیدا
این مژدۂ طرب چون باد صبا روان شد
با فرط شادمانی بشگفت باغ دلہا
عمرت دراز بادا ای فرزند نیک طالع
ہمنام جد امجد داری چہ نام زیبا

از بہر سال ہجری ای بادشاہ طبعم
امروز شد تولد قاسم حسین۔ گفتا ۱۳۲۷ھ

قطعہ تاریخ تولد فرزند جناب ٹی امین الدین صاحب ساکن وانمباڑی

جانشین مخلصم شکر خدا پیدا شدہ
مجلس این تہنیت ہم خانہ اش آباد گفت
ہاتفم ای بادشہ سالش زروئے انبساط
قرۃ العین امین الدین مبارکباد گفت ۱۳۲۸ھ

قطعہ تاریخ تولد برخوردار عثمان حسین مدعمرہ فرزند جناب مولوی احمد حسین صاحب یم۔ یے۔ بی۔ یل۔ سی۔ یس۔ ای معتمد پیشی حضور نظام دکن خلد اللہ ملکہ

فرزند شد تولد اکنون بساعت نیک
لا ریب ای برادر این نور عین نیک ست
چون جستجو نمودم بہر سن ولادت
ناگاہ گفت ہاتف عثمان حسین نیک ست ۱۳۳۱

قطعہ تاریخ تقریب بسم اللہ خوانی برخوردار محمد عبد الوحید مدعمرہ نور چشم برخوردار خطیب محمد عبد الرشید صاحب سلمہ

خوشا ساعت لب عبد الوحیدم
ز بسم اللہ کردہ دُر فشانی
سنش از روئے بسم اللہ بر آمد
چہ زیبا ہست بسم اللہ خوانی ۱۳۴۱

تاریخات وفات

قطعہ تاریخ وفات جناب مولانا مولوی شاہ عبد القادر علی صاحب صوفی نور اللہ مرقدہ متوطن بنگلور

خلف مولوی عبد الحی صوفی و عارف عالم دین
راہنمائے راہ ہدیٰ حامی شرع مصطفوی
بود چو ذاتش مستثنیٰ در ہمہ اہل علم و کمال
ہست کہ این شہر دران نیست فیوض و جاری
حیف شدہ چون واصل حق شور قیامت شد برپا
مضطر و نالان شد ہر دم خاطر ہر یک پیر و صبی

پائے دنیا بشکستہ گفتم سال رحلت او
راہی عقبیٰ شد ہے ہے مولوی عبد قادر علی ۱۳۴۱

ایضاً

ازین زمانہ چو آن فاضل زمانہ برفت
شد ند پیر و جوان مضطرب بہ رنج و ملال
ای بادشاہ چو بودہ تخلصش صوفی
وفات صوفی والا تبار۔ گفتم سال ۱۳۴۱

قطعہ تاریخ وفات حاجی محمد عبد الرزاق صاحب فرزند جناب ساہوکار حاجی قادر محی الدین صاحب ساکن مدراس

از غم فرزند ساہوکار من
زار و مضطر شد دل پیر و جوان
از لب افسوس ہاتف سال گفت
کرد رحلت عبد رزاق از جہان ۱۳۴۱

قطعہ تاریخ وفات جناب سید شاہ لیسین پیران صاحب نور اللہ مرقدہ پیر و مرشد جناب ابو العرفان

شاه محمد عبدالرحمن صاحب فاروقی متخلص به تسلیم حسب فرمایش صاحب موصوف نوشته شد

فوت آن حق شناس پیر هدا — خلق را مبتلائے حسرت کرد
سال تاریخ بادشه گفتا — شاه یٰسین ہائے رحلت کرد

ایضاً

در دیدهٔ عالم است عالم تاریک — پنهان چو شد آن مهر سمائے عرفان
تاریخ همین گفت فلک از دل سن — هے هے شده انتقال یٰسین پیران

قطعه تاریخ وفات حضرت مولنا مولوی محی الدین صاحب فقیه ویلوری نور الله مرقده

راهی ملک بقا شد چون محی الدین فقیه — هر دل مومن شده در حسرت و غم مبتلا
کن تامل اندرین مصرع ببین سال وفات — بے سر و پا گشته اند زهد و ریاضت اتقا

قطعه تاریخ وفات جناب ساهوکار حاجی قادر محی الدین صاحب غفر الله له متوطن مدراس

از ستمهائے تو این دور زمان — ساعتے ای چرخ دون خالی نماند
سوئے عقبیٰ رفت زین دار فنا — حیف قادر محی دین نامی نماند
از هجوم درد و غم در هر دلے — مایهٔ صبر و سکون باقی نماند
بود یک عالم ز فیضش بهره مند — ذی همم فیاض لاثانی نماند
چون نه گویم قوم ما را بدنصیب — وا دریغا اینچنین حامی نماند
بادشه صد آرزو ویت خاک شد — آنچه در عالم تو میخواهی نماند

دور کن پائے طرب بشنو سنش
آن قدح بشکست و آن ساقی نماند

قطعه تاریخ وفات حضرت داؤد علی شاه قدس سره حسب فرمائش یکیے از مشائخین ساکن حیدرآباد دکن

اهل دل صوفی مجذوب حقائق آگاه — جانب ملک بقا حیف ازینجا رفته
گم شد از قلزم هستی در بے مثل و عدیل — بے بها لعل ازین معدن دنیا رفته

شد چنان معتقدان را خلش خار الم | صورت نکہت گل صبر ز دلہا رفتہ

بادشہ گفت ہمین مصرع تاریخ وفات
ہائے داؤد علی شاہ بعقبیٰ رفتہ

ایضاً

عارف حق داؤد علی | شد بجناب حق واصل
ہاتف گفتا تاریخش | رفت ولیٔ روشن دل

قطعہ تاریخ وفات عثمان پاشا غازی سپہ سالار افواج سلطان روم مطبوعہ اخبار کرزن گزٹ دہلی مورخہ یکم جون ۱۹۰۰ء

جان نثار حضرت سلطان روم | غازی و الاحشم عالی گہر
در گلستان ہم بے مثل گل | در نیستان شجاعت شیر نر
مستقل در راہ دین مصطفےٰ | مشتغل در طاعت رب بیشتر
سرنگون دشمن بہ پیشش ہمچو تیغ | دوست در غمخواریش سینہ سپر
آنکہ در جنگ پلونا پے بہ پے | کرد فوج روس را زیر و زبر
روسیان را ہیبتش تا این زمان | ہست در دل مثل نقش کالحجر
بر وجودش کرد استنبول ناز | فخر از وے داشت ہر ترکی بشر
وا دریغا زین جہان مثل نسیم | جانب ملک بقا کردہ سفر
کیست کو در فرقتش مضطر نہ شد | کیست کو نالان نشد با چشم تر
شد نصیب دوستان زین سانحہ | درد و یاس و حسرت و سوز جگر
یا الٰہ العالمین بر روح او | رحمت تو باد ہر شام و سحر

عیسوی سالش بگفتا بادشاہ
رحلت عثمان پاشا نامور

قطعهٔ تاریخ وفات دختر جناب احمد عبد الرحیم سیٹھه متوطن مدراس حسب فرمایش جناب طیب سیٹھه ساکن میسور

واد ریغا دختر احمد بن عبد الرحیم / ذی فراست ذی مروت نیکخو نیکو لقا
آنکه هر دم اقربا و اعزیزاز جان بداشت / آنکه هر کس در رضا جوئی او با صدق و لا
حسن خلق او هر یک دم صورت باد سحر / کرد خندان گلشن دلهائے خویش و اقربا
از جبینش بود انوار سعادت جلوه گر / خالق عالم چه خوبیها به او کرده عطا
بست و ششم از ربیع الثانی چون آمد پدید / روز پنجشنبه بوقت یازده ساعت دلا
ناگهان آن نیک سیرت جان بحق تسلیم کرد / مضطر و بیتاب هر پیر و جوان شد برملا
هر کسے می سفت در تار مژه دُرہائے اشک / جوش زن گردید دریائے الم در سینه ها
شوهر او آنکه موسوم است ابراہیم سیٹھه / در هزاران حسرت و اندوه و غم شد مبتلا
هیچ کس را نیست جز صبر و تحمل چارهٔ / لازم است انسان بود هر وقت راضی بر رضا
یا الهی رحمت تو باد بر روحش مدام / جا بده او را بجنت از طفیل مصطفے

سال فوت او چو پرسیدم ز دل ای بادشاہ
گفت۔ رفته حور بی بی جانب دار البقا
۱۳۰ ھ ۱۸۰

قطعهٔ تاریخ وفات جناب منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی لکھنوی غفر الله له مطبوعه اخبار نیر آصفی مدراس

جناب امیر احمد ذی وقار / بهند آنکه استاد نامی شده
بفضل و کمالات مقبول تر / مثال نظامی و جامی شده
بذهن رسایش کرہائے حق / همیشه مددگار و حامی شده
همه خاطر خلق لاریب ازو / مسخر بشیرین کلامی شده
ستوده خصائل پسندیده وصف / فراهم بذاتش تمامی شده
درین دهر عمده تصانیف او / زهے یادگار دوامی شده
غم رحلتش از پئے خاص و عام / سببے باعث تلخکامی شده

بسان عنادل فغان می کنیم | به باغ عدم چون مقامی شده

بگو مصرع سال ای بادشاه
وفات امیر گرامی شده ۱۳۱۸ھ

ایضاً

سحبان دهر فاضل ذی مکرمت امیر | معجز بیان ادیب زمان افصح اللسان
نکته شناس نیک نفس قادرالکلام | گنج علوم فخر زمان و زمانیان
آن جامع الکمال روان شد ہزار حیف | زین بوستان دہر سوئے ملک جاودان

تاریخ عیسوی پئے نوشتن چو خواستم
گفتا دلم - برفت امیر سخنوران ۱۹۰۱ء

قطعۂ تاریخ وفات جناب مولوی حاجی واعظ شاہ عبدالعزیز صاحب قادری ساکن محلہ قلعہ وانباڑی

کرد انتقال عالم دین و واعظ شہیر | ہرکس دُرِ سرشک به تار مژه بسفت
از بہر سال ہاتف غیبی به بادشاه | رفته ازین جہان شہ عبدالعزیز گفت ۱۳ھ

قطعۂ تاریخ وفات جناب حاجی مولوی خضر محمود صاحب متوطن وانباڑی عم زاد برادر والد مصنف

فاضل دہر عم ذی شانم | رہنمائے شریعت غرا
حاجی و مولوی خضر محمود | بود اسمش عیان چو شمس ضحیٰ
سینه اش بود گنج علم و کمال | ذہن او پر ضیا ز فہم رسا
مظہر حلم و منبع اخلاق | فرد کامل بزہد و ورع و تقا
بود در ہر صفات والا شان | مجمع بے شمار خوبیہا
طرفه تر اینکه در تجارت ہم | بالیقین داشته ید طولیٰ
وادریغا ز شکوۂ ہیضه | مبتلا شد طبیعت والا
کرد ناگاه جان بحق تسلیم | داد داغ مفارقت مارا

ہر دلے گشت محو رنج و الم	ہر کسے گفت حسرتا دردا
حیف بینم کجا لقائے او	من کجا فیض و لطف اوست کجا
کن پذیرا ز بہر مغفرتش	می کنم التجا خدا وندا
نزد خاصان تو بخلد برین	یا الٰہی مقام او بادا

بگو ای **بادشاہ** سال وفات
زجہان رفت عالم یکتا
۱۳۱۸ھ

قطعہ تاریخ انتقال دختر مصنف نسخہ ہذا موسوم بہ خدیجہ بی بی غفر اللہ لہا

زین جلوہ گہ دنیا در عین شباب افسوس	عازم سوئے عقبیٰ شد ناگاہ خدیجہ بی
صد پارہ دل و جگرم از درد و غمت گشتہ	بے تابم و بے صبرم واللہ خدیجہ بی
اخلاق نکوئے تو ظاہر چہ کنم اکنون	ہر کس بہ صفاتت شد آگاہ خدیجہ بی
مانند گل لالہ این داغ فراق تو	تا مرگ دلم دارد ہمراہ خدیجہ بی
روح تو جدا از تن با کلمۂ طیب شد	خلد ست مقام تو دلخواہ خدیجہ بی
ہموارہ بروح تو افضال خدا بادا	ہر روز و ہر ساعت ہر ماہ خدیجہ بی

ای **بادشہ** خستہ از بہر سن رحلت
بے ساختہ دل گفتا - رفت آہ خدیجہ بی
۱۳۲۰ھ

قطعہ تاریخ وفات ملکۂ وکٹوریا فرمانروائے ہند و انگلنڈ مطبوعہ اخبار مخبر دکن مورخہ ۱۳ فروری ۱۹۰۱ء

ملکۂ ذی عز و شان امپرس وکٹوریہ	فخر شہان زمان امپرس وکٹوریہ
مالک برطانیہ والی کل انڈیا	حشمت و شوکت نشان امپرس وکٹوریہ
مثل تو عمدہ صفات داشتہ طول حیات	شد نہ کسے حکمران امپرس وکٹوریہ
رفتہ سوئے عدم دادہ صد رنج و غم	کردہ دلہا طپان امپرس وکٹوریہ
ہند و ہمہ اہل ہند از غم تو گشتہ اند	نوحہ گر و نوحہ خوان امپرس وکٹوریہ

عہد تو شصت و چہار سال درین روزگار
بود چه راحت رسان امپرس وکٹوریه
ای زہے عہد سعید گاہ تنزل نه دید
داشت نه دیگر جہان امپرس وکٹوریه
زنده نماندی ولیک زنده بود نام نیک
شام و سحر ہر زمان امپرس وکٹوریه

سال برآمد چنین از قلم بادشاه
رفت ز دار جہان امپرس وکٹوریه ۱۹۰۱ع

قطعه تاریخ وفات جناب نواب فصیح الملک داغ دہلوی استاد حضور نظام دکن مطبوعه اخبار نیر آصفی مدراس

حضرت داغ عالی جاه
حیف ز دنیا پائے فشرد
بزم سخن را داد فروغ
گوئے فصاحت از ہمه برد
بے سر لفظ آسایش
خاطر من چون سال شمرد

ناگه گفتا ہاتف غیب
ہائے جناب داغ بمرد ۱۳۲۲ھ

قطعه تاریخ انتقال والد ماجد مصنف حضرت خطیب حاجی محمد قاسم صاحب طاب الله ثراه وجعل الجنة مثواه

شد چون وفات والدم بودم به تکه این خبر
ناگاه ابواب الم صد تا بجان من کشود
دامان صبرم چاک شد چشمم بسے نمناک شد
بیتابیم ہر بار چون سیماب سبقت می ربود
غمخوار فرزندان چنان کس را ندیدم در جہان
در والدان این زمان او نادر و بےمثل بود
در اہل دانش محترم در راهِ دین ثابت قدم
عالی ہمم نیکو شیم یکتا به لطف و بذل وجود
زنہار نتواند کسے در امر خالق دم زدن
صبر و تحمل کن ولا زین اضطرابہا چه سود
کردم دعائے مغفرت در جمله افضل تر مقام
جایش عطا کن در جنان ای حضرت رب الودود

مرقوم کردم بے سر آرام سالش بادشاه
حاجی محمد قاسم از دار جہان رحلت نمود ۱۳۲۲ھ

ایضاً

پدر ذی وقار من جان افتخار من
سوئے عالم بقا کرد از جہان سفر

در تلاش سال چون طبع **بادشاہ** بود
آمد از فلک ندا - وائے این غم پدر ۱۳۲۴ھ

قطعہ تاریخ وفات حضرت سید شاہ محمد امین الدین صاحب حسینی چشتی القادری المعروف بہ صاحبجو صاحب قبلہ مرحوم ساکن مدم پٹی ترپاتور

مرشد من ہادی من قبلہ و ماوائے من
ناگہان زین دار فانی جانب عقبیٰ برفت

زبدۂ آل پیمبر قدوۂ اہل سلوک
مرجع فن تصوف صوفیٔ یکتا برفت

جامع شرع و حقیقت مثل او بینم کجا
صد ہزاران حیف از ما رہنمائے ما برفت

از کہ گویم از کہ شنوم این غم و اندوہ دل
او برفت اما ز دستم نعمت عظمیٰ برفت

از فیوضش بہرۂ وافی مرا حاصل نشد
عمر من ہیہات از سستی و استغنا برفت

تیرہ و تار است در چشم مریدانش جہان
راحت از جانہا برفت و صبر از دلہا برفت

ہم غیبی پئے سال وصالش **بادشاہ**
گفت سید امین الدین از دنیا برفت ۱۳ ۳ھ

قطعہ تاریخ وفات جناب ملنگ حاجی عبد الرحمن صاحب غفر لہ متوطن وانمباڑی

آہ بحکم خالق عالم زین عالم
تاجر یکتا با دل ذیشان فوت شدہ

دہم جمادی اخری روز شنبہ بود
ساعت شش در صبح نمایان فوت شدہ

بر لب اہل حاجت جاری این سخن است
از دل مایان بعید ارمان فوت شدہ

سال رقم کن **بادشہ** اخلاص منش
ملنگ حاجی عبد رحمن فوت شدہ ۳ ۱۳ھ

قطعہ تاریخ وفات جناب بی - بی - محمد سلیمان صاحب ساکن وانمباڑی

فلک می دہد ہر زمان داغ حسرت
برین زندگانی انسان حیف است

ندانیم ہیہات چون مرگ خود را
بدنیا برین ساز و سامان حیف است

محمد سلیمان از رحلت تو
بہر دل تاسف بہر جان حیف است

تو بودی سراپا لئیق و مکرم
بصد حسرت و رنج و ارمان حیف است

چنین از لب **بادشہ** گشت سالش
وفات محمد سلیمان حیف است
۱۳۲۱

قطعہ تاریخ وفات جناب ابوسعید محمد عبدالرحمن صاحب مبرور منشی فارسی مدرسہ اعظم مدراس

والاجناب عبدالرحمن ذی لیاقت
بے مثل اوستادے در فن شعر یکتا

در فارسی و اردو اعلیٰ مہارتے داشت
ہم در زبان انگلش گوئے سبق ربودہ

بودہ تخلص او مبرور در زمانہ
مبرور فی الحقیقت مبرور بود حقا

صد حیف از بلائے ہیضہ وفات او شد
کردند در مقام مدنات دفن اورا

ای **بادشاہ** ازمن ناگاہ ہاتف غیب
مبرور وای رحلت کردہ۔ سنش بگفتا
۱۳۲۲

قطعہ تاریخ وفات جناب حاجی عبداللطیف صاحب غفراللہ لہ برادر معظم جناب مولٰنا الحاج مولوی عبدالہادی صاحب متوطن وانمباڑی وظیفہ خوار سرکار نظام دکن خلداللہ ملکہ

بود واخی اعظم ترا ای عبدہادی مولوی
ناگہان رفتہ ازین دارالمحن سوئے الٰہ

بادشہ این مصرع سال وفات او بگو
کرد رحلت حاجی عبداللطیف افسوس آہ
۱۳۲۲

تاریخات متفرق واقعات

قطعہ تاریخ فتح یونان مطبوعہ شمس الاخبار مدراس مورخہ ۷ جون ۱۸۹۷ء

اے امیر المسلمین عبدالحمید
ہست ذاتت نازش شاہان روم

یک جہان را از تو لطف زندگی
روم مثل قالب و تو جان روم

خوان احسانت راعجب گستردہ
ہر دل مومن شدہ مہمان روم

حیف در باغ جہان خار ورا
می خلد چون خار عدو شان روم

شاہ یونان بود یک روباہ وش
کرد عزم رزم از شیران روم

لشکرش ہر جا شکستے یافتہ
شد فنا از تیغ خون افشان روم

ڈیوک آف اسپارٹا پسرش گریخت
شد چو طاری خوف بے پایان روم

خود سپاہ او سپاہ خویش را
کشتہ اند از ہیبت مردان روم

آنکہ می گفتند سلطان را مریض
بہر اوشان خوب شد درمان روم

ہست این عجبے کہ می بینیم کنون
دشمنان را ہم ثنا گویان روم

فکر تاریخش بکن ای **بادشاہ**
گر تو ہستی از بہی خواہان روم

از لب اسلام طبعم زد ندا
فتح شد یونان از سلطان روم

ایضاً مطبوعہ اخبار وکیل امرتسر مورخہ ۲۱ر جون ۱۸۹۷ء

شدہ مسخر چو ملک یونان ز شیر مردانِ فوج سلطان
زمین بصد جوش مرحبا گفت بارک اللہ آسمان گفت

سپاہِ یونان ہلاک گشتہ ہزارہا زیر خاک پنہان
ز تیغ بران فوج رومی نہ ہیچ کس غیر الامان گفت

چنین مذلت چنین شکستے ندید یونان بہیچ وقتے
سزا است اور القب بہ یورپ اگر کسے شاہ بزدلان گفت

ببین تو از درہ پلونا بہ تا ڈمو کو زگو نہ گو نہ
بلاد و قصبات و قلعہ ہایش شدند مفتوح یک جہان گفت

چو ہست این فضل رب بیچون نہ چون کنم فکر سال اکنون
چہ خوب ای **بادشہ** دل من فتوح عبد الحمید خان گفت

قطعہ تاریخ ورود مرض طاعون در شہر بنگلور

از دست طاعون سر بسر بنگلور شد زیر و زبر
صد گونہ آفات و بلا بہر تباہی آمدہ

در فکر سال عیسوی بودم چو تاریخ دلی
زد ہاتف غیبی ندا۔ غضب الٰہی آمدہ ۱۸۹۸ء

قطعہ تاریخ جشن تاج پوشئی شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم فرمانروائے ہند و انگلینڈ مطبوعہ اخبار مخبر دکن مدراس مورخہ ۲۰ر آگسٹ ۱۹۰۲ء

اے شہ یڈورڈ ہفتم واہ واہ
نیر بخت تو روشن خوب شد
نغمہ خوان بر شاخ گل ہر عندلیب
گل ہر یک خندان بگلشن خوب شد
چشم نرگس وقف نظارہ شدہ
محو مدح شاہ سوسن خوب شد
باہزاران کروفر تاج شہی
بر سر تو جلوہ افگن خوب شد
وجہ اعزازت ندانم تاج را
بلکہ تاج از تو مزین خوب شد
اکثر اہل تاج محتاج تو اند
خلق را ذات تو ایمن خوب شد
خوب شد فرحت زبہر دوستان
از حسد پامال دشمن خوب شد
بست وششم جون آمدہ چہ خوب
شہرہ اش در ہند ولندن خوب شد
سر شد ندا توپ در ہر یک مقام
سو بسو آواز دن دن خوب شد

بادشہ پرسید از ہاتف سنش
گفت۔ جشن کارونیشن خوب شد

قطعہ تاریخ طغیانی پالار بہ وانمباڑی

شدہ از شامت اعمال مایان
ظہور قہر یزدانی ز پالار
ندیدہ وانمباڑی ز طفلی
چنین سیلاب لاثانی زپالار
چہ می دانی جفا اے پیر گردون
بیاموز این ستم رانی زپالار
مکانہا منہدم برباد اموال
عجب شد خانہ ویرانی زپالار
جدا گشتند با حرمان ز قالب
بسے جانہائے انسانی زپالار
گلستانہا چو خارستان بدیدم
مزارع ہم ہمہ فانی زپالار
فراہم تودہ بر مزارع
ہمہ ریگ بیابانی زپالار
کسے در فاقہ بے جامہ کسے را
میسر گشت عریانی زپالار
نصیب ہر بشر شد گونہ گونہ
پریشانی وحیرانی زپالار

[margin, handwritten] ۱۶/جولائی ۱۹۰۳ء

برون از حد تحریر است ہیہات — زیان مالی و جانی زپالار

چرا ای **بادشہ** خاموش ہستی
بگو تاریخ - طغیانی زپالار
۱۳۱۸

قطعہ تاریخ جلسۂ دستاربندی مدرسۂ باقیات الصالحات ویلور

تعالی اللہ این بزم ہمایون — سراسر مورد فضل الٰہی ست
ز روئے وجد گفتم مصرع سال — چہ زیبا جلسۂ دستاربندی است
۱۳۲۴

قطعۂ تاریخ عہدۂ دیوانی جناب خواجہ اکبر حسین صاحب بہادر ریاست بنگن پلی

ای نیک محب من ذیجاہ شفیق من — فہم تو رسا آمد بخت تو خوشا آمد
ممتاز شدی اکنون از عہدۂ دیوانی — ہنگام طرب افزا از فضل خدا آمد
در دور فلک بنگر آن کیست کہ شادان نیست — دل مدح سرا آمد لب محو دعا آمد
شایان چنین عزت لاریب وجودت بود — مقصود و مراد ما آمد چہ بجا آمد

زد **بادشہ** تاریخش از قطع سر اعدا
این منصب دیوانی فرخندہ ترا آمد
۱۹ء

قطعہ تاریخ عطائے خطاب سی۔ ایس۔ ائی۔ بہ جناب مولوی احمد حسین صاحب ایم۔ اے۔ بی۔ ایل۔
معتمد پیشی حضور نظام دکن خلد اللہ ملکہ بمقام دربار دہلی ۱۹۱۱ء

داد احمد حسین را قیصر — تمغہ و ہم خطاب سی۔ ایس۔ ائی
از معزز خطابہا کردہ — عمدہ تر انتخاب سی۔ ایس۔ ائی
کرد پیدا مسرت بے حد — در ہمہ شیخ و شاب سی۔ ایس۔ ائی
موجب اتحاد سرکاری — گشت این لاجواب سی۔ ایس۔ ائی
داد شہرت ترا بہ کشور ہند — صورت آفتاب سی۔ ایس۔ ائی
ای برادر بنام تو زیبد — خوب باآب و تاب سی۔ ایس۔ ائی

زد رقم بادشہ سن ہجری
ہست نامی خطاب سی-ایس-ائی
۱۳۲۹ھ

قطعہ تاریخ صحت مصنف نسخۂ ہذا از مرض دنبل

فلک بحال من بادشاہ خستہ جگر
نمودہ گشت بدوشم ستم رسان دنبل
بنزد ڈاکٹران جز علاج قطع و برید
مرا طفیل گناہان ناسزا شاید

عجیب کرد جفائے ولے بخیر گزشت
گرفتہ بود چہ جائے ولے بخیر گزشت
نبود ہیچ دوائے ولے بخیر گزشت
خدا بداد سزائے ولے بخیر گزشت

سر حسد چو بریدم بسیا فتم تاریخ
رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گزشت
۱۹۱۱ء

قطعہ تاریخ وعظ جناب سلطان الواعظین مولانا الحاج مولوی شاہ محمد سلیمان صاحب قادری چشتی پھلواری کہ در ٹون ہال مدراس بتاریخ ۲۷ نومبر سنہ ۱۹۱۲ء منعقد شدہ و بصورت کتاب بنام وعظ دلکش شائع شدہ بود

چون سلیمان واعظ شیرین مقال
نرم شد دلہائے مومن ہیچو موم
حق تعالیٰ داد تاثیر عجیب

گفت وعظے خوش بقصر ٹون ہال
شد فزون خوف خدائے ذوالجلال
در بیان وعظ او بے قیل وقال

سال تاریخش بجستم بادشاہ
وعظ دلکش -کلک من بنوشت سال
۱۳۳۲ھ

قطعہ تاریخ خطاب خان بہادر عطائے سرکار انگریزی بجناب ڈاکٹر خواجہ محمد حسین صاحب ریاست بیگن پلی

خطاب یافت ز سرکار ڈاکٹر خواجہ
بگفت بادشہ خیر خواہ مصرع سال

مسرت دل احباب روز افزون شد
خطاب خان بہادر زہے ہمایون شد
۱۹۱۴ء

تاریخات کتب

قطعہ تاریخ زواجر منظوم مصنفۂ جناب منشی عظیم الدین صاحب متخلص بہ عظیم متوطن بیارم پٹھیہ ضلع شمالی آرکاٹ

جناب منشی والا گہر عظیم الدین
بسلک نظم دُرِ نسخۂ زواجر سفت

دلم ز بہر سن طبع از لب ایمان
زہے زواجر منظوم لاجواب بگفت

قطعہ تاریخ طبع دیوان گوہر مسمّٰی بہ گوہر آبدار تصنیف جناب محمد منور خان صاحب گوہر مدراسی

خوشا دیوان گوہر طبع گشتہ
کہ ہر ہر لفظ او مرغوب دلہاست

بناز د لفظ بر حسن معانی
معانی بر کمال لفظ شیدا است

درخشان است مضمون مثل گوہر
روان طبع مصنف ہمچو دریاست

صدائے آفرین آید ز ہر سو
لوائے شہرتش ہر سمت برپاست

رقم زد بادشہ این مصرع سال
کلام گوہر نامی چہ یکتا است

ایضاً

اگر در رقم نسخۂ دیوان عجیب
شاعر ما گوہر عالی وقار

گفت سن طبع ہمین بادشاہ
گوہر اشعار چہ شد آبدار

قطعہ تاریخ مثنوی نغمۂ توحید مصنفۂ جناب ابوالعرفان شاہ محمد عبد الرحمٰن صاحب فاروقی تسلیم مجدد علوم صوفیہ

چنان زد نغمۂ توحید تسلیم
شدہ بیخود دلِ اہل زمانہ

بطبع بادشہ ہم کرد تاثیر
بگفتم سال ـ برجستہ ترانہ

قطعہ تاریخ مثنوی چندر بدن ماہیار مصنفہ جناب حاجی محمد عبد القادر صاحب شاکر متوطن وانمباڑی

رقم زد کنون شاکر خوش بیان
چہ منظور اہل نظر مثنوی

برآمد ز دریائے طبعش عجیب
درخشندہ مثل گہر مثنوی

ز حالات چندر بدن ماہیار
شدہ دلکش و پُر اثر مثنوی

سن طبع او از لب آفرین
بگو بادشہ عمدہ تر مثنوی

نظم او قطعات تاریخ جو متفرق واقعات مین لکھی گئین

یہ نظم اثنا ئے سفر حرمین شریفین ۱۳۰۵ھ مین لکھی گئی اور عدن سے بذریعہ ڈاک اخبار مخبر دکن مدراس کو روانہ کیئے گئی

سوئے کعبہ اندنون جاتے ہین ہم
حق کے فرمان کو بجا لاتے ہین ہم

ہم کہان یہ نعمت عظمیٰ کہان
اپنی خوش قسمت پہ اتراتے ہین ہم

ہو نہین سکتا ہے لفظون مین ادا
اس سفر مین جو مزا پاتے ہین ہم

شوق ہے مونس تو ہمت ہے رفیق
دیکھیے کس کس کو لیجاتے ہین ہم

عین راحت ہم کو ہر تکلیف ہے
کون کہتا ہے کہ گھبراتے ہین ہم

عمر سب بے ہے گناہون مین کٹی
ہاتھ اب مل مل کے پچتاتے ہین ہم

نام نیکی کا نہین اعمال مین
سخت شرماتے ہین شرماتے ہین ہم

اپنے مہمانون پہ کر لطف و کرم
یا الٰہی تیرے گھر آتے ہین ہم

انکساری عذر خواہی بے لبسی
نذر یہ در پر ترے لاتے ہین ہم

اپنی آہین بادزن سے کم نہین
عشق کی آتش کو بھڑکاتے ہین ہم

دیکھینگے کعبہ کو دیکھینگے ابھی
دل کو یون کہہ کہہ کے سمجھاتے ہین ہم

رنگ تیرے شاعری کا **بادشاہ**
اندنون کچھ اور ہی پاتے ہین ہم

یہ نظم بعد مشرف ہوئے زیارت مکہ معظمہ موزون کیئے گئی اور اخبار مخبر دکن مدراس مین شایع ہوئی

ہزاران شکر اب ہم منزل مقصود پر پہنچے
الٰہی یہ ترے ناچیز بندے تیرے گھر پہنچے

الٰہی خواب کا عالم ہے ہم پر یا ہے بیداری
کہان تھے کس جگہ تھے یکبیک ہم اب کدہر پہنچے

ترے بحر کرم کے جوش کا بس یہ نتیجہ تہا
ہزارون میل سے طی کر کے راہ بحر و بر پہنچے

زبان پر کلمۂ لبیک تن پر جامہ احرام
الٰہی بخشدے سبکو الٰہی بخشدے ہم کو
مقابل اس خوشی کے ہو نہیں سکتی خوشی کوئی
جو کچھ طاعت ہوئی ہم سے یہاں پھر پوچھنا کیا ہے

حقیر و عاجز و ناچار ہم خستہ جگر پہنچے
ترے در پر ترے رحم و کرم کے منتظر پہنچے
نہ ہر گز اس سفر کو کوئی دنیا کا سفر پہنچے
تری مقبولیت کا بھی شرف اسکو اگر پہنچے

نہ پوچھو **بادشہ** اہل وطن کے جوش فرحت کو
پہنچنے کی ہماری جب وہاں انکو خبر پہنچے

یہ نظم بعد مراجعت سفر حرمین الشریفین لکھی گئی

رہگیا بس زبان پہ نام سفر
شکر خالق ہو کیا ادا ہم سے
یاد آتا ہے صبح و شام ہمیں
وہ تمنا کہاں وہ جوش کہاں
کہاں وہ دن مدینہ و مکہ
جلد کیجیے سفر اے مشتاقو

حیف ہے آج اختتام سفر
ہم ہوے فائز المرام سفر
آہ وہ لطف صبح و شام سفر
اب کہاں ہے وہ اہتمام سفر
تھے ہمارے لئے مقام سفر
ہے اگر دل میں احترام سفر

بادشہ ہے دعا یہی حق سے
پھر دوبارہ ہو انتظام سفر

یہ نظم جلسہ فتح اڈریانوپل واقع مور پوپلین پیلیس پارک مدراس منعقدہ ۲۱ جولائی ۱۹۱۳ء کیلئے لکھی گئی اور پڑھی گئی

کیا شان حق ہے روم کی کایا پلٹ گئی
قابض ہوے ہیں ترک ادرنہ کے شہر پر
جلسہ اسی خوشی میں ہوا ہے یہ منعقد
بلغاریوں کی ہو گئی آپس میں جنگ خوب

اب اُسکے دشمنوں کی جو قسمت پلٹ گئی
بلغاری فوج اُس میں جو تھی ضائع ہو ہٹ گئی
دل سے ہمارے فکر تنزل کی گھٹ گئی
ضرب المثل ہے جوتیوں میں دال بٹ گئی

کہتا ہے جسم آج مین بالیدہ ہوگیا
کہتا ہے دل کہ مجھسے مسرت چمٹ گئی

حاجت نہ اسکو کٹنے کی تھی تیغ ترک سے
بلغاری فوج مارے ندامت کے کٹ گئی

حیران ہے دل گرفتہ ہے اب شاہ فرڈی ننڈ
فوج اسکی جیسا پھیلی تھی یون ہی سمٹ گئی

ہر جا پہ "حق رسید بحقدار" کا ہے غل
دیکھو ہوا اودھر کی ادھر اب پلٹ گئی

اے **بادشاہ** نظم کو تم کیجیے مختصر
کوئی نہ کہہ اوٹھے کہ طبیعت اوچٹ گئی

ایضاً

عجب ہے فتح سے تیرے مسرت اڈریانوپل
نہین تھمتا ہے اب جوش طبیعت اڈریانوپل

بڑہا دی تونے پھر دینی محبت اڈریانوپل
ہوی دہ چند پھر ترکون کی عظمت اڈریانوپل

کسے امید تھی پھر آئے تو ترکون کے قبضے مین
فقط اللہ کی ہے یہ عنایت اڈریانوپل

کروڑون دل مسلمانون کے تیرے عاشق و شیدا
ستا رکھی تھی کیا کیا تیری فرقت اڈریانوپل

زبان پر یون نہ مجنون کے بھی ہوگا نام لیلی کا
ہمارے لب پہ ہے ہر ایک ساعت اڈریانوپل

نکلنا ہی پڑا بلغاریہ کو تیرے پہلو سے
ہمارے جذب دل کی دیکھ حالت اڈریانوپل

رہے چھپے سو برس سے ہم جو تیرے مالک و مختار
بھلادی تونے کیا دو دن مین الفت اڈریانوپل

غلط ہے یہ گمان ہرگز نہین ہے تجھسے یہ امید
تجھے اغیار سے ہے سخت نفرت اڈریانوپل

دعا ہے **بادشہ** کی یا الٰہی کیجیے مقبول
نہ چھوٹے ترک سے پھر تا قیامت اڈریانوپل

یہ نظم ساحل مدراس پر جرمنی کروزر "یمڈن" کی حملہ آوری کے متعلق لکھی گئی بتاریخ ۲۲ ستمبر سنہ ۱۹۱۴ عیسوی

تو جو مدراس آیا اے یمڈن
کیا ستم ہم پہ ڈہایا اے یمڈن

آدمی بیس کرتے مجروح
خوب گولے چلایا اے یمڈن

جل اٹھے تیل کے خزانے دو
خوب چرکا لگایا اے یمڈن

تو نے مدراسیون کو دہشت سے | شہر سے ہے بھگا یا اے یمڈن
پھر رہا آج تک ہے آنکھون مین | ایسا طوفان اوٹھا یا اے یمڈن
خواب غفلت مین سو رہے تھے ہم | تو نے ہمکو جگا یا اے یمڈن
اب نہین خیر تیری ساحل پر | بارتانی جو آ یا اے یمڈن
کیسے کیسے جہاز کو تو نے | انگلیسون پر نچا یا اے یمڈن
تجھہ سے غرقاب دس جہاز ہوے | رحم کچھہ بھی نہ لا یا اے یمڈن
دی نہ اہل جہاز کو ایذا | سب کو تو نے بچا یا اے یمڈن
لطف اخلاق سے تو اضع سے | سب کے دل کو لبھا یا اے یمڈن
مدح اور ذم کے دونون پہلو مین | تجھکو یکتا جو پا یا اے یمڈن
کوئی نفرین آفرین کوئی | کرتے ہین اب رعا یا اے یمڈن
مین کہونگا نہ پھر کسی پہ پڑے | تیرا منحوس سا یا اے یمڈن

بادشہ نے یہ واقعہ سچا
آج تجھکو سنا یا اے یمڈن

ایضاً

تجھپہ تف اے خلیج بنگا لہ | کیون نہ یمڈن کو غرق کر ڈالا
جانتا خوب تو ہے یہ یمڈن | سلطنت کا ہماری ہے دشمن
اس سے دو دن کی تیری چاہت ہے | مدتون سے ہماری الفت ہے
دوستی پر تو اسکے بھول گیا | دوستان قدیم بھول گیا
ذات مین تیری گر وفا ہوتی | تیری یمڈن پہ کچھہ جفا ہوتی
بگڑے یمڈن کی ایک دن حالت | یا گرفتار ہوگا یا غارت
ہوگا برٹش کا اسُ پہ یکدن فیر | بکرے کی مان منائیگی کیا خیر

نام ایڈورڈ جو سب کے لب پر ہے
ایک چھوٹا سا وہ کرد ذرہ ہے

قطعہ تاریخ دربار دہلی جو اخبار وطن امرتسر مین شائع ہوا تھا

یہ کس جشن طرب کا واقعہ اب پیش مردم ہے
چمن مین غنچہ و گل نے جمایا رنگ عشرت کا
ادا سے نرگس شہلا ہے بالکل دید کے قابل
مبدل کیون نہ ہر زحمت ہو اپنی فرح و بہجت سے
تعلق جوش فرحت کا ہر یک دل سے ہے یون گویا
کہ یعنے جشن اسکے تاجپوشی کا ہے ا فزوزون
وہ شاہ ہند و انگلستان کہ جسکی ذات بے بجید
شریک جشن لاکھون میہمان ہین شہر دہلی مین
یہ حسن انتظام لارڈ کرزن کا نتیجہ ہے
نیابت شاہ کی زیبا ہے اسکو طبع مین اسکے
لکھین گر آب زر سے واقعہ یہ کچھ نہین بیجا
بہی خواہان دولت سب مسرت سے ہین مالامال

صریر کلک مین بھی میسر کے آواز ترنم ہے
کوئی مصروف خندہ ہے کوئی محو تبسم ہے
خموشی مین بھی سوسن کے اب انداز تکلم ہے
الم کا نام جب مانند عنقا دہر سے گم ہے
وہ ساقی ہے یہ پیمانہ وہ بادہ ہے تو یہ خم ہے
فزون تر جسکا شہرہ از زمین تا چرخ چارم ہے
شجاعت ہے عدالت ہے عنایت ہے ترحم ہے
ہے مثل آسمان دہلی یہ خلقت شکل انجم ہے
کہ ہر یک جشن پر اس جشن کو حاصل تقدم ہے
لیاقت ہے فراست ہے تدبر ہے تفہم ہے
تکلف اور آرائش کا ہر جا پر تلاطم ہے
دل بدخواہ پر یہ جشن گویا نیش کژدم ہے

لکھو اے بادشہ تاریخ اس دربار دہلی کی
ہمایون تاج پوشی شہ ایڈورڈ ہفتم ہے
سنہ ۱۹۰۲ع

قطعہ تاریخ ورود سردار عنایت اللہ خان جو اخبار مخبر دکن مدراس مطبوعہ ۱۸ جنوری ۱۹۰۵ع مین شایع ہوا تھا

خلف امیر کابل سردار ذی وجاہت
ہے سولہ سال کا سن بالکل شباب کے دن
باقی رہا نہ کوئی تعظیم کا دقیقہ

رونق فزائے شہر کلکتہ ہے بصد جاہ
ہمراہیون مین ہے یون تارون مین جسطرح ماہ
برٹش کی سلطنت نے کی قدر اسکی دلخواہ

توپون کی وہ سلامی وہ احترام فوجی
وہ شاہی میہمانی وہ الفت اور وہ چاہ

وہ قصر خوشنما وہ آرائش و تکلف
وہ خسروانہ ساز و سامان واہ صد واہ

کیا لاجواب دونون مہمان و میزبان ہین
یک جانشین کابل یک نائب شہنشاہ

مہمان و میزبان مین تھی گفتگو جو باہم
اسرار تھے وہ شاہی ہے کون اس سے آگاہ

تحفے اودہر سے آئے وہ چند ادہر سے پہنچے
پیدا ہوی دلون مین کیا اتحاد کی راہ

تاریخ خیر مقدم اے کلک بادشہ اب
لکھ۔ جلوۂ ورود سردار عنایت اللہ
۱۳ ۲۲

قطعہ تاریخ۔ روسی بیڑہ بالٹک کی شکست اور شاہ جاپان کی فتحیابی پر جو اخبار مخبر دکن مدراس مطبوعہ
۱۴ جون ۱۹۰۵ء مین شائع ہوا تھا

تہا روسیون مین عجیب جوش فرحت
جس دم نکلا ہے بالٹک کا بیڑہ

معلوم یہ کس کو تہا کہ وہی دن مین
محتاج فنا ہے بالٹک کا بیڑہ

کہتا تہا خوشی سے ہر سپاہ جاپان
خوان یغما ہے بالٹک کا بیڑہ

صد آفرین تو گو کی ہے صیادی پر
کیا صید کیا ہے بالٹک کا بیڑہ

بیڑہ نہ کسی کا پایا ایسا نقصان
جو کچھ پایا ہے بالٹک کا بیڑہ

پشہ سے ہوی ہلاک فوج نمرود
مصداق اسکا ہے بالٹک کا بیڑہ

کیا حرف غلط تہا صفحۂ ہستی مین
یک لخت مٹا ہے بالٹک کا بیڑہ

ضائع ہوا محصور ہوا غرق ہوا
کیا رنگ لیا ہے بالٹک کا بیڑہ

لکھدیجے بادشاہ سال ہجری
تاراج ہوا ہے بالٹک کا بیڑہ
۱۴ ۲۳

ایضاً

جنگ بحری مین تری یہ فتح و نصرت دیکھکر
اے شہ جاپان ہماری عقل اب حیران ہے

بادشہ کو جستجو تھی عیسوی تاریخ کی	غیب سے آئی ندا فتح عظیم الشان ہے ۱۹۰۵ء

قطعہ تاریخ تسخیر پورٹ آرتھر جسکی اشاعت اخبار مخبر دکن مدراس مطبوعہ ۱۱ جنوری ۱۹۰۵ء مین ہوی تھی

خدا کی شان ہے ای شاہ جاپان	چمکتا ہے تیرے قسمت کا اختر
ترے لشکر نے باصد جانفشانی	کیا ہے پورٹ آرتھر کو مسخر
شجاعت کہتی ہے لشکر سے تیرے	تو نازان مجھپہ مین نازان ہون تجھپر
اگر کچھ یاس نے صورت دکھائی	کہا ہمت نے بڑہکر مین ہون یاور
طفیل اس جنگ کے جاپانیون نے	جگھہ پائی ہے کیا ہر دل کے اندر
صفائی تیغ جاپان کی جو دیکھی	ہوا ہے رشک سے یورپ مکدر
نہ کیونکر زار کی ہو زار حالت	شکست فاش ہے اسکو میسر
نہین زیبا خموشی شاعرون کو	پئے تاریخ یہ موقع ہے خوشتر

لب جاپان سے طبع **بادشہ** نے
کہی تاریخ - فتح پورٹ آرتھر ۱۹۰۵

قطعہ تاریخ - فتح مکڈن جو اخبار نیر آصفی مدراس مطبوعہ ۱۶ مارچ ۱۹۰۵ء مین شائع ہوا تھا

کیون نہ جاپان مین ہو خوشی کی دہوم	لطف حق اس پہ سایہ افگن ہے
کل مقصد سے سر بسر معمور	شاہ جاپان کا جیب و دامن ہے
آفرین اسکو اسکے لشکر کو	کہہ رہا سارا ہند و لندن ہے
حالت فتحیابی مکڈن	ایک عالم پہ آج روشن ہے
کبر و نخوت مین سر بلند جو تہا	حق نے اسکی جھکائی گردن ہے
نغمہ ہائے طرب ہین جاپان مین	روس میں نہین الم ہے شیون ہے
حیف رنگین ہے خون انسان سے	آج مکڈن بھی رشک گلشن ہے
روسیو جاؤ سوئے پیٹرسبرگ	بس وہی یک تمہارا مامن ہے

لطف اب جنگ مین نہین زنہار
بے مزا سارا حیلہ و فن ہے
سال ہجری کی ہے ضرورت کیا
یہان مطلوب عیسوی سن ہے

بادشہ روئے انبساط سے تم
کہدو تسخیر شہر مکڈن ہے ۱۹۰۵

قطعہ تاریخ صلح جاپان اور روس پر جو اخبار مخبر دکن مدراس بابت ستمبر ۱۹۰۵ء مین شائع ہوا تھا۔

صلح و امان کی کس کو خواہش نہین جہان مین
جنگ و جدال سے ہے کسکو بھلا خوشی آج
مدت سے تھی جو جاری جاپان و روس مین جنگ
باہم مصالحت کی ہم کو خبر ملی آج
صد آفرین ہے تجھپر اے امریکہ کے والی
تو نے ادا کیا ہے کیا حق دوستی آج
گر بزم صلح کی تو کرتا نہ سر پرستی
یون جلد تر نہوتی یہ صلح و آشتی آج
کیا ایک روس و جاپان دنیا ہے تیری ممنون
گردن ہر ایک کی بار منت سے ہے جھکی آج
آتے ہین تہنیت کے تار ین تجھے لگاتار
شاہون مین قدر تیری کسدرجہ بڑھگئی آج
ہر گوشہ جہان مین اس صلح کا ہے چرچا
ہر ہر بشر کے لب پر بس ذکر ہے یہی آج
مسرور و شادمان ہین سب اہل روس و جاپان
انکے ہر ایک مکان مین ہے عید واقعی آج
تاوان جنگ اپنے مفتوح سے نہ لیکر
جاپان نے دکھائی کیا عالی ہمتی آج
ملجاؤ تم گلے لے وکلای صلح باہم
کہتے ہین جنگ کسکو ہے کیسی دشمنی آج

ای بادشاہ تم یہ تاریخ صلح لکھدو
خونریزی خلایق موقوف ہوچکی آج ۱۹۰۵ء

قطعہ تاریخ جو خلیفۃ المسلمین امیر المومنین اعلحضرت عبد الحمید خان غازی سلطان روم خلد اللہ ملکہ صدمہ ڈینامیٹ سے بال بال بچ جانکی اظہار خوشی مین لکھا گیا اور اخبار مخبر دکن مدراس مطبوعہ ۲۴ اگست ۱۹۰۵ء مین شایع ہوا

بفضل خدا ای شہنشاہ روم
مصیبت ترے سر سے کیا ٹل گئی

کیا بم کے گولے کا دشمن نے وار
نہ پہنچا گہن کا یہ صدمہ تجھے
بچایا ہے خالق نے گلزار کو
خوشی کا ہوا ہر طرف غلغلہ
ملا مصرع سال جب دم مجھے

ہے صد شکر اسکی جفا ٹل گئی
نہ اے مہر تیری ضیا ٹل گئی
خزان کی جو آئی ہوا ٹل گئی
غم و درد کی اب صدا ٹل گئی
مری فکر طبع رسا ٹل گئی

اوڑا کر سر جور لکھ **بادشاہ**
شہ روم پر سے بلا ٹل گئی ۱۹

قطعہ تاریخ جو زوجہ پیر صاحب اپنا مکان محلہ محفوظ خان باغ واقع مدراس وقف کرنے پر لکھا گیا

نہ کیون پائے جزائے نیک حق سے
لکھی تاریخ اسکی **بادشہ** نے

مکان یہ وقف ہے جسنے کیا آج
مبارک ہو یہ خیر جاریہ آج ۱۳

قطعہ تاریخ رفع فساد مقدونیہ

یہ قطعہ جلسہ عام اہل مدراس مین پڑہا گیا جلسہ مذکور کے انعقاد کی وجہ اعلیحضرت سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ اور شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم کو شکریہ ادا کرنے کی تہی۔

کس خوشی کا جوش ہے اب جابجا
وجہ کیا یون مطمئن ہین خاص و عام
شادمان دل ہے ہر ایک کا آج کیون
کسلئے جلسہ ہوا یہ منعقد
حضرت سلطان امیر المومنین
مذہبی جتنے ہین اعلیٰ تر مقام
سارے دنیا کے مسلمانون کا وہ
اسکی نصرت نصرت دین ہے یقین

کیون ہر یک کے لب پہ ہے شکر خدا
کسلئے اوٹھتے ہین یون دست دعا
ہوگیا مفقود تھا وہ رنج کیا
ہے مسرت عام اسکی وجہ کیا
خادم الحرمین ذی مجد و علا
سب پہ قابض اسکو خالق نے کیا
بالیقین ہے مذہبی فرمانروا
اسکی ذلت ذلت دین ہے بجا

آفتاب آمد دلیل آفتاب | وصف خود شاہد ہے اسکے وصف کا
کسطرح مانینگے دعویٰ اوسکا ہم | جو نہین اسکو خلیفہ مانتا
اسکی ہمت اسکی عمدہ پالسی | اسکا استقلال اور فہم رسا
آج تک پایا ہے کس سلطان نے | مدح خوان دشمن بھی ہین بے ساختہ
جسطرح سے حاکم دینی ہے وہ | حاکم دنیا شہ برطانیہ
دین و دنیا دونون ہمکو چاہیے | ہمکو دونون سے تعلق ہے لگا
استفادہ ہمکو دونون سے ضرور | ترک کر سکتے ہین ہم کسکو بھلا
اے زہے قسمت شہ ایڈورڈ بھی | بادشاہ مہربان ہمکو ملا
اندنون جب ملک پر سلطان کے | بحری بیڑہ دول یورپ کا گیا
جنگ کے آثار تھے بالکل عیان | پیش تھا مقدونیہ کا مسئلہ
مضطرب سارے مسلمان ہو گئے | تھا پریشانی مین ہر یک مبتلا
دل ہر یک کا آشنا تھا رنج سے | کون تھا جو اس سے متاثر نہ تھا
ہم نے خدمت مین شہ ایڈورڈ کے | تار سے یہ مدعا ظاہر کیا
آپ شاہانہ عنایت سے کرین | دول اور سلطان مین باہم تصفیہ
ہم رعایا کی ضروری عرض کو | شاہ نے منظور فوراً کر لیا
ہو گیا ہر طرح اب صلح و امان | بیڑہ جو آیا تھا واپس ہو گیا
معترف احسان کے گر ہم نہ ہون | اس سے بڑھکر اور کیا ہوگی خطا
ای شہ ایڈورڈ ہفتم ذی وقار | ای ہمارے امپرر آف انڈیا
آج یہ جلسہ بصد جوش طرب | کر رہا ہے شکریہ تیرا ادا
اور کرتا ہے ادا اسے تہنیت | خدمت سلطان مین باشوق و ولا
مخمصے سے جنگ کے از فضل حق | رہگیا محفوظ جو ملک آپ کا

ہم تو کیا روئے زمین کے دیندار	اس خوشی مین سب نے ہے حصہ لیا
التجا ہے ای اللہ العالمین	ملک سلطان کو تو رکھہ یونہی بجا
شوکت و اقبال سلطان ہو فزون	ہر زمان ہر وقت تا روز جزا
اسکے اعدا کو شکست فاش ہو	فتح و فیروزی ہو اسکو جا بجا
ترک و برٹش مین ہو باہم اتحاد	منقطع یارب نہ ہو یہ سلسلہ
یہ رہین بایکدگر شیر و شکر	انکی الفت کو تو دے ہر دم بڑھا
ساری دنیا مین رہے صلح و امان	روسیہ ہو جنگ کا صبح و مسا
یہ جو دو جلسے ہوے مدراس مین	اندنون در بارۂ مقصد و نیم
متحد دونون کے ہین اغراض سب	یہ خبر ہے اسکی وہ ہے مبتدا
وہ شجر ہے تو یہ اسکا ہے ثمر	وہ ثمر ہے تو یہ اسکا ہے مزا
رنج گر کہئے اُسے راحت ہے یہ	درد گر کہئے اسے یہ ہے دوا
ای قلم کر داستان کو مختصر	**بادشہ** طول سخن ہو تا کجا
چونکہ ہے یہ واقعہ بھی یادگار	گر لکھون تاریخ تو بیجا ہے کیا

لو سنو یہ مصرع تاریخ سب
آج خوف جنگ ہے دل سے ہٹا ۱۳۰۳ھ

قطعہ تاریخ ورود عالیجناب پرنس آف ویلز مع بیگم

جسوقت مدراس مین حضور ممدوح کی تشریف آوری ہوی یہ قطعہ بذریعہ ڈاک پیش کیا گیا حضور ممدوح نے اپنے مراحم خسروانہ سے اسکی قبولیت اور شکریہ کا خط روانہ کیا بعد وصول خط شکریہ حضور ممدوح تمام حکام والامقام اور رئیسان ذی احتشام کی خدمات مین بطریق تحفہ اسکے نقول روانہ کئے گئے سب کے پاس سے شکریہ کے خطوط آکر باعث افتخار و اعزاز مصنف ہوے وہو ہذہ

آمد آمد کی تھی جسکے ایک مدت سے خبر	ایک جہان کی آنکھ جسکے دید کی تھی منتظر

جسکے استقبال کی تھی دھوم سارے ہند مین
جسکے مہمانی کی تھین تیاریان شام و سحر

جسکے خاطر ہو رہی تھین جا بجا آرائشین
جسکے خاطر صرف کرتے تھے خوشی سے مال و زر

جسکے ہاتھون سے بنا ہر کام کی ہے فال نیک
افتتاحی سیکڑون رسمین تھین جس پر منحصر

تخت انگلستان کا کہتے ہین جسکو جانشین
ہے لقب جسکا پرنس آف ویلز ہر جا مشتہر

ایکدن چمکیگا جسکے سر پہ تاج کوہ نور
ایکدن ہوگا جو ملک انڈیا کا امپرر

بلدۂ مدراس مین وہ آج ہے رونق فزا
اور ہے ہمراہ اسکی بیگم والا گہر

یہ وہ بیگم ہین کہ پہلے ہند مین آئین یہی
کس نے خاتونان شاہی مین کیا ایسا سفر

کیا مبارک تو ہے اے مسعود چہارم جنوری
رشک کرتے ہین تری قسمت پہ ایام دگر

جسقدر ہو ناز اے مدراس تجھکو ہے بجا
دیکھنے آیا مع بیگم ترے شہ کا پسر

ہر زبان لازم ہے تجھپر اسکی آمد کی خوشی
اسکی دلجوئی کا یہ موقع ہے تجھکو خوب تر

ہم نے مانا اے فلک پیر جہاندیدہ ہے تو
بے سبب ہرگز نہین خم ہین ترے پشت و کمر

سچ بتا تو نے کبھی دیکھا ہے اپنی عمر مین
یہ طرب یہ جوش یہ جلسہ یہ شاہی کر و فر

صفحۂ دل سے ہمارے محو ہونگے کس طرح
خوشنما اوقات یہ نظارہ ہاے پر اثر

تحفۂ تاریخ تم یہ پیش کردو **بادشاہ**
ہند مین آیا شہ انگلنڈ کا لخت جگر
۵

قطعۂ تاریخ مراجعت لارڈ کرزن ویسرائے ہند طرف انگلستان کے مطبوعۂ اخبار مخبر دکن مدراس مورخہ ۲۹ نومبر ۱۹۰۵ء عیسوی

تہین یکسان پر حال زمانہ
دورنگی اسکی ہے عالم پہ روشن

جناب ویسرائے ہند کی ذات
عجب فہم و فراست کی تھی معدن

حکومت ہند مین کی جسنے چھ سال
چلا ہے وہ بسوئے شہر لندن

اسی کے عہد مین دربار دہلی
بصد شوکت ہوا ہے جلوہ افگن

اسی کے عہد مین تشریف لایا
پرنس آف ویلز ابن شاہ لنڈن

بسوئے کابل و ایران اس نے
مشن بھیجا ہے بروقت معین

سفارت جب گئی ہے سوئے تبت
جھکالی والی تبت نے گردن

پئے اصلاح تعلیمات و پولس
اسی نے منعقد کی ہے کمیشن

بڑا اثر اسکے ہی زور پالسی سے
اجارہ پر ہلا فرحت کا مسکن

عرب کے بھی سواحل پر گیا وہ
محبت کا عجب پہیلا کے دامن

اسی کے عہد مین بنگالیون نے
مچایا ہے نہایت شور و شیون

اودہر تھا جوش تحریک سودیشی
ادہر بنگال کا تھا پارٹیشن

غرض طرز عمل اس حکمران کا
بنایا خوب ہر یک دل مین مسکن

ہے اسکے وصف مین یون ہند گویا
دل من وداند وداند دل من

لکھوا ہے **بادشہ** تاریخ رخصت
ہوا رخصت وطن کو لارڈ کرزن ۱۹ء

قطعہ تاریخ جشن جوبلی حضور نظام دکن دام اقبالہ جو اخبار مخبر دکن مدراس مطبوعہ ۲۰ دسمبر ۱۹۰۵ء مین شائع ہوا تھا

کیا شان حق ہے آتی کس انداز سے بہار
رنگت کچھ آج اور ہی صحن چمن کی ہے

ہر یک شجر نہال ہے ہر گل ہے باغ باغ
کیا دہوم ای صبا ترے دلکش چلن کی ہے

نرگس کی کور آنکھ بہی بینا ہے اندنون
سوسن سی بے زبان کو تمنا سخن کی ہے

گل مین کسی کے عارض رنگین کا رنگ ہے
سنبل مین وضع زلف کے پیچ و شکن کی ہے

دولہ ہے عندلیب براتی ہین سب شجر
ناز و ادا گلون مین سراسر دلہن کی ہے

غنچون کی بوسے کرتی ہے ان روزون ہمسری
سنبل مین وضع زلف کے پیچ و شکن کی ہے

پوڈر لگایا گل نے زر گل کا رخ پہ آج
رغبت اسے بھی اندنون انگلش فشن کی ہے

یعنے شہ دکن کے ہے یہ جوبلی کا دن
فرحت عجیب آج ہر یک مرد و زن کی ہے

ہر یک خوشی بجا ہے ای اہل دکن تمہین
نظارہ ایسے جشن کا ہمکو عطا ہوا
نازان رعایا شاہ پہ شہ ان پہ شادمان
کس طرح مجھسے حضرت آصف کا وصف ہو
اللہ رے خوشی شہ آصف کے عہد کی
اس عہد شہ مین جہل ہے بقدر کسقدر
اقبال وجاہ شہ کا فزون تر ہو و مبدم

قسمت بلند آج تمہارے وطن کی ہے
منت یہ کیسی بارگہ ذوالمنن کی ہے
نسبت یہ گویا دونون مین اب روح وتن کی ہے
طاقت قلم کی ہے نہ زبان و دہن کی ہے
باقی نہ ایک شکل بھی رنج و محن کی ہے
جو کچھ یہان ہے قدر فقط علم و فن کی ہے
جبتک بقا الٰہی زمین و زمن کی ہے

تاریخ جشن تم یہ سنادو ای بادشاہ
اب جوبلی جہان مین نظام دکن کی ہے
۱۳۱۴ھ

قطعہ تاریخ جو جلسہ دستاربندی مدرسہ باقیات الصالحات ویلور کیلیے لکھا گیا

خوب ہے مجمع مسرت خوب ہے
سال اس جلسہ کا لکھو بادشاہ

علم کا ہے آج عز و جاہ خوب
جلسہ تعمیم طلبہ واہ خوب
۱۳۲۴ھ

قطعہ تاریخ جو حیدرآباد دکن مین لارڈ منٹو ویسرائے ہند کی تشریف آوری پر لکھا گیا

ہوے ہین رونق افزا ویسرائے ہند بلدہ مین
ہوا آراستہ پیراستہ یون ہر گلی کوچہ
نہ کیون مسرور ہو محظوظ ہو ہر دم دل مہمان
عجب دانش فزا تھین میزبان مہمان کی تقریرین

نہ تھی کسکو تمنا اس مسرت خیز قابو کی
بنی ہے آج شکل شہر یک معشوق دلجو کی
مچی ہے دہوم ہر جا میزبان کے خلق نیکو کی
ہے انکے آگے کیا وقعت فلاطون کی ارسطو کی

لب بہجت سے سال عیسوی اے بادشہ فوراً
کہو۔ اب ہے خوشا آمد دکن مین لارڈ منٹو کی
۱۹۰۹ع

قطعہ تاریخ جو آنریبل جسٹس عبدالرحیم صاحب بہادر عہدہ ججی ہائی کورٹ مدراس پر مامور ہونیکے متعلق لکھا گیا

سرکار مین معزز عہدے تو یون بہت ہین
رکہتا ہے سب مین لیکن شان عظیم جسٹس

صد شکر اندنون ہین رونق فزائے ہی کورٹ
ذی جاہ پاک مسلمان مرد سلیم جسٹس

مدراسیو تمھاری قسمت کی یاوری ہے
ہمدرد قوم آئے کیسے فہیم جسٹس

تاریخ عیسوی یہ اے بادشاہ لکہدو
فرخ نہاد ہین یہ عبدالرحیم جسٹس ۱۹۰۸ع

قطعہ تاریخ جو افتتاح حجازی ریلوے پر لکھا گیا اور اخبار مخبر دکن مدراس مطبوعہ ۲ ستمبر ۱۹۰۸ع مین شائع ہوا

مچی ہے کس نوید جانفزا کی دہوم عالم مین
زبان پر کیون ہر ایک کے آج شکر رب باری ہے

نظر آتا ہے یہ کس شاہد مقصود کا جلوہ
بہرا ہے جوش کیون دل مین یہ فرحت آج کیسی ہے

سبب کیا ہر طرف آثار عشرت یون ہویدا ہین
سبب کیا جا بجا یہ اتفاق وحب قومی ہے

سنو یہ وجہ اسکی ریل آپہنچی مدینہ کو
بصد شوکت وہان اب اسکا جشن افتتاحی ہے

خوشی ہم بہی منائین گر یہان ہر گز نہین بیجا
ہمارے واسطے یہ بلکہ لازم ہے ضروری ہے

مبارک شہر کو پہنچی مبارک ریل ہے بیشک
مبارکباد کے قابل مسرت یہ ہماری ہے

سہولت اب سفر کی حاجیو تم کو مبارک ہو
تم اچہے ہو تمہاری اندنون تقدیر اچہی ہے

وہ دن بہی آئیگا سنلو گے پہنچی ریل مکہ کو
زیادہ کچھ نہین عرصہ جو مدت ہے وہ تھوڑی ہے

یہ سب کسکے بدولت کون ہے اس ریل کا بانی
وہی یعنے امیر المومنین سلطان غازی ہے

ہے خاقان ابن خاقان اور سلطان ابن سلطان وہ
ادب سے سارا یورپ جسکو کہتا ہز مجسٹی ہے

یہ وہ سلطان ہے جسکو خادم الحرمین کہتے ہین
یہ وہ سلطان کہ جو شرع نبی کا دل سے حامی ہے

یہ وہ سلطان خلافت کا ہے جسکے یک جہان قائل
یہ وہ سلطان کہ جسپر سلطنت خود ناز کرتی ہے

یہ وہ سلطان ہے جس سے کل مسلمانان دنیا کو
شرف ہے فخر ہے اعزاز ہے اور سرخروئی ہے

تدبر مین تحمل مین فراست مین لیاقت مین
بہلا تاریخ مین بتلاؤ ہمسر اس کا کوئی ہے

محبت اوسکی مثل می ہمارا دل ہے پیمانہ
زمانہ بنگیا ساقی ہمیشہ دور جاری ہے

یہی ہے آرزو دل کی یہی ہے التجا حق سے
جہان مین وہ رہے باقی جہان جب تک کہ باقی ہے

شہ ایڈورڈ ہفتم کا بھی ہم پر شکریہ لازم
کہ جس نے مذہبی کامونمین آزادی ہمین دی ہے

تعلق ہمکو دونون شاہ سے ہے فرق ہے اتنا
وہ دینی ہے یہ دنیاوی وہ روحی ہے یہ جسمی ہے

تلاش اے بادشہ تہی بہر سال افتتاح ریل
کہا ہاتف نے - یثرب کو مبارک ریل پہنچی ہے
۲۶ ۱۳

قطعہ تاریخ جو طغیانی موسیٰ ندی واقع حیدرآباد دکن کے متعلق لکہا گیا اور اخبار مخبر دکن مدراس مطبوعہ نومبر ۱۹۰۸ء مین شائع ہوا

حادثہ سنکر ترا ای حیدرآباد دکن
آہ! دل کس کا نہین ہے خنجر غم سے دونیم

موسیٰ ندی کا ہے یون سیلاب آیا ناگہان
جسطرح کرتی ہے دہاوا ملک پر فوج غنیم

کوئی تو دب کر موا کوئی ہوا ہے غرق آب
کہلگئی تہی خلق پر کیا راہ عین و دال و میم

کردیا بے استقامت اسکو بھی سیلاب نے
تہا سن تعمیر جس پل کا صراط مستقیم

گر گئے صدہا مکان بیحد ہوا نقصان مال
سیکڑون بیوہ ہوئین عورات اور بچے یتیم

لالہ و گل تھے جہان اب ہے وہان سب خار و خس
ہے روان باد خزان جس جا پہ چلتی تہی نسیم

بجہگئے صدمہ سے جو اونکی تہی کیا حالت زبون
ہائے انکی بے بسی وہ رنج و غم وہ خوف و بیم

آفرین صد آفرین ہے تونے اے شاہ دکن
کسقدر ان خستہ حالونپر کیا لطف عمیم

کہانا بہوکون کو کھلایا کپڑے ننگون کو دئے
اور اپنے خاص ایوان مین کیا انکو مقیم

اللہ اللہ یہ نوازش یہ رعایا پروری
حشر مین دیگا جزا کیا کیا تجہے رب کریم

تجھ سا حاکم آج تک تخت دکن پر کب ہوا
واقعی ہے ذات تیری فخر شاہان قدیم

کیون نہ تاریکی شب غم کی دکن سے دور ہو
ماہ تابان تو ہے اور انجم ہین سب تیرے ندیم

ہاتف غیبی نے بہر سال مجھ سے بادشاہ
کہدیا - آیا دکن مین وائے سیلاب عظیم
۱۳ ۲۶

قطعہ تاریخ جو مسند نشینی ہز ہائنس نواب سید غلام علیخان بہادر والی ریاست بنگن پلی کے متعلق لکھا گیا۔

ہوی آج یہ کسکی مسند نشینی
درخشان ہے تقدیر بنگن پلی کی
نہین کچھ یہ بیجا اگر آب زر سے
عجب چشمۂ فیض ہے یہ ریاست

ریاست کا گلشن ہے سرسبز و شاداب
کشادہ ہین کیا کیا مسرت کے ابواب
لکھین تذکرہ اسکا ذی فہم اصحاب
شب و روز خلق خدا جس سے سیراب

لکھو بادشہ تم یہ سال مسیحی
غلام علیخان ہوا آج نواب ۱۹۱۰ء

قطعہ تاریخ جو لارڈ منٹو بہادر وایسرائے ہند کی تشریف آوری مدراس پر لکھا گیا اور اخبار مجبر دکن مدراس مطبوعہ ڈسمبر ۱۹۰۹ء مین شائع ہوا

کیا مبارک ہے تو اے ماہِ ڈسمبر کی نہم
گلشن مدراس مین کیا لائی ہے تو نے بہار
نائب ایڈورڈ ہفتم رونق افزا ہین یہان
چل رہا ہے دور انکے بادۂ دیدار کا
خیر مقدم کے منانے کا ہے بس موقع یہی
بلدۂ مدراس ہے آراستہ پیراستہ
آپ لاثانی فراست مین ہو یکتا فہم مین
آپکی کوشش کا ثمرہ ہے یہ اسکیم جدید

تیرا آنا گویا ہمکو فال نیکو ہے یہ آج
جانفزا ہریک گل و غنچے کی خوشبو ہے یہ آج
شادمانی و طرب کی دہوم ہر سو ہے یہ آج
ساغر چشم خلائق خوب مملو ہے یہ آج
ہمکو اظہار وفاداری کا قابو ہے یہ آج
ہر گلی دلکش ہے ہریک راہ دلجو ہے یہ آج
کون مانند آپ کے خوش خلق خوشخو ہے یہ آج
آپ کے احسان کا انکار کسکو ہے یہ آج

جستجو ہے گر تجھے تاریخ کی ای بادشاہ
لکھ۔ خوشا بہادر و دلارڈ منٹو ہے یہ آج ۱۹۰۹ء

قطعہ تاریخ جو جناب محمد عبدالقدوس بادشاہ صاحب کے انتخاب لیجسلیٹو کونسل مدراس کی ممبری پر لکھا گیا

تاجر والا ہمم نیکو شیم
عبدبین قدوس کے عالی جناب

مجمع اوصاف جنکی ذات ہے	جن کا شہرہ ہے مثال آفتاب
ذی وجاہت ذی فراست ذی کمال	مدح خوان جنکے ہین سارے شیخ و شاب
جنکے گھر سے فیض یک عالم کو ہے	قوم ہے ممنون جن سے بے حساب
کونسل کے آج وہ ممبر ہوے	کردیا انکو خدا نے کامیاب
دل ہر یک کا ہے خوشی سے باغ باغ	واقعی ہے یہ مسرت لاجواب
دہوم ہے ہر سو مبارک باد کی	ذکر ہے ہر جا یہی با آب و تاب
سرخرو یارب رہین یہ قوم مین	قوم ہو انسے ہمیشہ بہرہ یاب

مین نے سال کامیابی بادشاہ
لکھدیا۔ اچھا مبارک انتخاب

قطعہ تاریخ جو ہز مجسٹی کنگ جارج پنجم شاہ انگلنڈ و قیصر ہندوستان کے تخت نشینی کے متعلق لکھا گیا

ہے اب رونق فزاے تخت انگلنڈ	ہزاران آفرین ہے جارج پنجم
مبارک باد کی ہر سو صدا ہے	خوشی اب ہر کہین ہے جارج پنجم
رعایا پرور و عادل و باذل	کوئی تجھ سا نہین ہے جارج پنجم
ترے ہی خرمن فیض و کرم کی	رعایا خوشہ چین ہے جارج پنجم
سپہر دولت و اقبال کا تو	عجب ماہ مبین ہے جارج پنجم
سراسر مورد فضل الٰہی	ترا تاج و نگین ہے جارج پنجم
چلیگا باپ کے نقش قدم پر	یہی ہمکو یقین ہے جارج پنجم
سنادین مصرع سال جلوس آج	تمنا یہ ہمین ہے جارج پنجم

سر اعدا کو کردو دور سنلو
خوشا اورنگ نشین ہے جارج پنجم
۱۹۱۰

قطعہ تاریخ جو صحت یابی شمس العلما خان بہادر نواب عزیز جنگ بہادر متخلص بہ ولا ساکن حیدرآباد دکن پر

لکھا گیا اور اخبار مخبر دکن مدراس مطبوعہ ۲۳ مئی سنہ ۱۹۱۱ء میں شایع ہوا

عزیز جنگ بہادر ولائے والاشان
وجود تیرا جہاں میں بسا غنیمت ہے
ترے فیوض سے اب مستفید کون نہیں
خبر جو تیری علالت کی ان دنوں پھیلی
ہر ایک زبان پہ تھی تیری سلامتی کی دعا
پئے علاج اطبا اودہر ہوئے مصروف
ہزار شکر ملی تجھکو دولت صحت

شہیر خلق ہے تو باہزار زیبائی
ترے ہی دم سے ہے ہر فن کی قدر افزائی
تمام ملک دکن دل سے تیرا شیدائی
تو دوستوں کی طبیعت بہت ہی گھبرائی
ہر ایک دل تری صحت کا تہا تمنائی
ادہر عنایت خلاق جوش پر آئی
ہزار شکر خدا نے امید بر لائی

سنائی ہم نے لب بادشاہ سے تاریخ
عزیز جنگ نے نام خدا شفا پائی
۱۳۲۹ھ

قطعہ تاریخ جو جلسۂ ابتدائے رسالۂ المضمون مدراس کے لئے لکھا گیا

شکر صد شکر منعقد ہے آج
بادشہ اسکی تم لکھو تاریخ

جلسۂ ابتدائے المضمون
طرب افزا بنائے المضمون
۱۳۳۰ھ

قطعہ تاریخ جو جلوس ہز ہائنس میر عثمان علیخان بہادر جی سی ایس ۔ ای ۔ نظام ہفتم حیدر آباد دکن خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ پر لکھا گیا

ہوگیا تخت دکن پر جلوہ گر
بادشہ نے لکھدیا سال جلوس

میر عثمان علی والا مقام
اب ہوا شاہ دکن ہفتم نظام
۱۹۱۱ء

قطعہ تاریخ جو دول یوروپ میں جنگ عظیم چھڑ جانیکے متعلق لکھا گیا اور اخبار روزانہ قومی رپورٹ مدراس مطبوعہ ۱۲ اگست سنہ ۱۹۱۴ء میں شائع ہوا

یوروپ کی دولتوں میں کیا جنگ چھڑ گئی ہے
سال اسکا بادشہ سے پوچھتے ہو سنلو

کس نے نظیر اسکی تاریخ میں ہے دیکھی
جنگ عظیم یوروپ ہے ۔ اسکا سال ہجری
۱۳۳۲ھ

قطعہ تاریخ وعظ جناب مولوی حاجی غلام محمد صاحب شملوی زاد مجدہ جو مسجد میمنان کوچہ آنڈرسن مدرسہ مین پڑھا گیا

میمنو! آپ کی مسجد مین آج
وہی پائیگا جزا خالق سے
دین کے واسطے ہے یہ دنیا
مولوی شملوی صاحب کا بیان
ایسے واعظ کی اگر قدر نہو
ہین یہی ندوۃ العلما کے وکیل

شملوی وعظ کا کیا چرچا ہے
دین کی باتون کا جو شیدا ہے
گر نہو دین تو دنیا کیا ہے
پوچھنا کیا ہے بہت عمدہ ہے
قدر کا لفظ ہی پھر بیجا ہے
ہند مین انکا بڑا شہرا ہے

بادشہ وعظ کی تاریخ لکھو
واعظ سحر بیان اچھا ہے
۱۳ ۳۲

تاریخات مساجد و عیدگاہ

قطعہ تاریخ جو مسجد پنکنڈہ واقع ضلع انت پور کیلئے حسب فرمایش اہل پنکنڈہ لکھا گیا

خوب تیار یہ ہوی مسجد
کہدیا سال اسکا ہاتف نے

دل ہوا سومنون کا فرحت ناک
کہ زہے خانۂ خدا سے پاک
۱۶ ۱۳

قطعہ تاریخ جو مسجد پنگنور واقع ضلع چتور کیلئے حسب فرمایش اہل پنگنور لکھا گیا

فضل سے اللہ کے پنگنور مین
کہدیا ہاتف نے سال اختتام

ہو گئی تعمیر مسجد با صفا
مومنین کا سجدہ گاہ بیت خدا
۱۳۳۲

قطعہ تاریخ جو تعمیر عیدگاہ آمبور کیلئے حسب فرمائش بانگی قادر بادشاہ صاحب کمپنی لکھا گیا

شکر ہے یہ عیدگہ طاعت حق کیلئے
فکر تھی تاریخ کی دل نے کہا بادشاہ

ہوگیا تیار از فضل خدا سے جہان
لکھدو ہے یہ خوشنما عیدگہ مومنان
۱۳ ۳۲

تاریخات شادی

قطعہ تاریخ نکاح احمد حسین صاحب فرزند جناب نظہر ماشمس الدین صاحب ساکن وانمباڑی جو محفل نکاح مین پڑھا گیا اور دوسرے شعرا کی تاریخون کے ہمراہ طبع کرکے تقسیم کیا گیا۔

گلشن مین فصل گل کی کیا دہوم ہے مچی آج — نغمہ سرا ہے بلبل ہر یک بصد خوشی آج
ابر بہار کا کیا جاری ہے فیض ہر سو — ہر نخل تازہ تر ہے ہر شاخ ہے ہری آج
سبزہ کی سبز بختی ہے قابل نظارہ — گویا بچھا ہے ہر جا فرش زمردی آج
غنچون کا مسکرانا پہولون کا پہول جانا — دکہلا رہا ہے کیا کیا انداز خرمی آج
بے انتہا زر گل تقسیم کر رہا ہے — دیکھو تو باغبان بھی کس درجہ ہے سخی آج
مصروف ناز ہے گل محو نیاز بلبل — دونون کی دل لگی یہ ہر دل کو ہے لگی آج
ثابت قدم ہے راہ عیش و طرب مین یکجا — سرو سہی کو حق نے کیا دی ہے راستی آج
دل ہے کہین لبہاتی آنکھین کہین چراتی — نرگس کی شوخیان ہین واللہ دیدنی آج
رنگ چمن سے اے دل حیران کیون ہوا ہے — کیا یہ نوید فرحت تو نے نہین سنی آج
نظہر ماشمس دین کا فرزند نیک طینت — پایا ہے بارک اللہ اعزاز نوشہی آج
چرچا ہے تہنیت کا ہر ایک کی زبان پر — محو طرب ہین یکسر کیا پیر کیا صبی آج
علما و عمدگان سب ہین جمع با تجمل — اس جشن کی عیان ہے رونق کچھ اور ہی آج
کس کس کا نام لون مین کس کی صفت لکھون مین — عاجز قلم ہوا ہے قاصر زبان ہوی آج
یارب عروس و نوشہ ہر دم رہین سلامت — باصدق دل یہی مین ہون تجھ سے ملتجی آج
یہ لطف زندگی بس قایم رہے ہمیشہ — جسطرح انکو حاصل ہے لطف زندگی آج

تاریخ کا یہ مصرع سن لیجے بادشہ سے
ہے بزم کتخدائی احمد حسین کی آج
۱۳۱۲

قطعہ تاریخ کتخدائی جناب عبدالوہاب صاحب ویلوری جو جناب حاجی محمد یوسف صاحب مرحوم متوطن ویلور کی لڑکی سے کیگئی

مرحبا اے تئیسوین ماہ رجب | تو ہے کیا جلوہ نما با آب و تاب
تیرے آنیسے ہوے مسرور ہم | تیرے آنیسے ہوے ہم کامیاب
نیک ہے مسعود ہے محمود ہے | تجھکو زیبا ہے ہریک زیبا خطاب
تونے دکھلائی ہمین صبح امید | تجھسے اب مقصد کا چمکا آفتاب
یعنے فضل حق سے اب نوشہ ہوا | دوست یک میر الیاقت انتساب
ذی مروت مظہر خلق و کرم | ہر صفت مین ہے وہ فرد لاجواب
دھوم ہے ہر جا مبارکباد کی | خرمی بیحد ہے فرحت بے حساب
یون شگفتہ ہے دل پیر و جوان | تازہ تر گلشن مین ہو جیسے گلاب
واسطے تاریخ کے اے بادشاہ | فکر میری ہوگئی وقف حساب

یکبیک ہاتف سے یون آئی ندا
ہے یہ فرخ شادی عبد الوہاب ۱۳۱۵ھ

قطعہ تاریخ کتخدائی جناب عبد القادر صاحب برادر حقیقی شیخ احمد صاحب ویلوری جو جناب حاجی محمد یوسف صاحب مرحوم متوطن ویلور کی لڑکی سے کیگئی تھی۔

بارک اللہ یہ کیا فضل ہے | ہر طرف جوش طرب سے ہے ظاہر
شوق کہتا ہے کہ کچھ لکھ مضمون | طبع کہتی ہے کہ مین ہون حاضر
شکل غنچہ ہے کوئی متبسم | مثل گل کوئی شگفتہ خاطر
مدح خوان صورت بلبل کوئی | کوئی نرگس سا ہمہ تن ناظر
جا بجا یون ہے اثر فرحت کا | جیسے گلشن مین صبا ہے سایر
میرے یک دوست ہین شیخ احمد نام | صاحب خلق ہین ذی شان تاجر
ہوا اب انکے برادر کا نکاح | اسلئے ہے یہ مسرت وافر
ذی وجاہت ہے سراسر نوشاہ | طرہ ہے اسپہ لباس فاخر

جمع کیا کیا ہین یہان اہل کمال — عالم و فاضل و منشی شاعر
رونق اس بزم کی کچھ اور ہی ہے — اہتمام اسکا ہے بالکل نادر
سب کے لب پر ہے مبارکبادی — کون ہے کسکی زبان ہے قاصر
چونکہ بے لطف ہے اب طول کلام — بس یہی میری دعا ہے آخر
شاد و خرم رہین دولہ دلہن — فضل حق انکا ہو ہر دم ناصر
بادشہ داد سخن کی دینگے — وہ جو ہین فن سخن کے ماہر

لب ارمان سے سنا دو تاریخ
خوب ہے شادی عبدقادر

مادۂ تاریخ نکاح خطیب محمد عبدالرشید صاحب فرزند مصنف

نکاح خطیب عبدالرشید

قطعہ تاریخ کتخدائی جناب خطیب مولوی محمد عبید اللہ صاحب فرزند جناب خطیب عبدالرحمن صاحب احمد متوطن وانمباڑی

شکر للہ آج ہے گلشن مین کیا فصل بہار — خندہ زن گل ہین شگفتہ طبع سارے عندلیب
نغمۂ بلبل ہے پیش شاہد گل اسطرح — جسطرح دربار شاہی مین ہو آواز نقیب
شاخہائے گل بہم کرتے ہین یون سرگوشیان — راز دل جیسا کسی سے کوئی کہتا ہے حبیب
طفل غنچہ کا دہن وا ہے جو بسم اللہ سے — آتی ہے باد سحر اب بنکے استاد ادیب
ہر شجر فیض زر گل سے تو نگر بنگیا — کون ہے اہل چمن مین آج محتاج و غریب
سر بسر حیران کہین گلچین کہین صیاد ہے — ناز ہے یہ بلبل و گل کو ہے کون اپنا رقیب
یعنے یک میرے مکرم دوست ذی لطف و کرم — جنکا ہے اسم گرامی عبدرحمن خطیب
انکا نور العین ہے جو صاحب علم و کمال — آج وہ نوشہ ہوا از فضل خلاق مجیب
شاد ہے مسرور ہے خرسند ہے ہر یک بشر — آج آتی ہے نظر مجھکو خوشی بھی خوش نصیب
علم و اخلاق و تواضع نیکخوئی خوشدلی — ذات نوشہ مین یہ سب ہین جمع باشان عجیب

بزم یہ مثلِ فلک ہے سکل انجم جمع ہین
عمدگانِ شہر سارے اور علما تے لبیب

مولوی حاجی خضر محمود جن کا نام تہا
عقد نوشہ مین جو آئی انکی ہے دخت نجیب

گو نہین زندہ ہین وہ زندہ مگر ہے انکا نام
رہبر دین پیمبر تھے وہ روحانی طبیب

دولہ و دلہن کو یارب شاد رکہہ آباد رکہہ
تیرے افضال و کرم ہر دم رہین انکے قریب

مصرع تاریخ یون لکہا ہے مین نے بادشاہ
ہے مبارک عقد نیکو ہے عبید اللہ خطیب

قطعہ تاریخ کتخدائی حکیم محمد عبد الواحد صاحب فرزند جناب حکیم محمد عبد العزیز صاحب ساکن مدراس

عبد واحد کا ہوا بیاہ جو آج
دہوم ہر جا ہے خوشی کی زاید

بادشہ تم یہ سنا دو تاریخ
شادی فرخ عبد الواحد

قطعہ تاریخ کتخدائی دختر نیک اختر جناب داود الغنی محمد ابراہیم صاحب سکرٹری محمڈن ایجوکیشنل سوسیٹی عوامبادی

کس زبان سے ہو ترا شکر و سپاس
فضل کیا ہم پہ ہے اے اللہ آج

شاہد مقصود کو تو نے کیا
جلوہ گر مانند مہر و ماہ آج

جیسے گلشن مین روان باد نسیم
یون خوشی کی ہے دلونمین راہ آج

دل سے ہر یک کے یہ کہتی ہے خوشی
خادمہ تیری ہون بے تنخواہ آج

کون ہے ایسا جو باغ دہر مین
اس مسرت سے نہین آگاہ آج

یعنے یک میرے مکرم دوست نے
عقد دختر کا کیا دلخواہ آج

واہ کیا محفل ہے جس پر ہے فدا
شان و شوکت اور عز و جاہ آج

اہل محفل صورت پروانہ ہین
اور شمع بزم ہے نوشاہ آج

ہر دہن وقف مبارک باد ہے
ہر زبان پر ہے صدائے واہ آج

دل مین مہمانون کے مدت تک رہے
میزبان تیری یہ لطف و چاہ آج

مصرع تاریخ کی تہی جستجو
آئی ہاتف سے ندا ناگاہ آج

کہد واز روئے بشاشت بادشاہ
دخت ابراہیم کا ہے بیاہ آج

قطعہ تاریخ شادیٔ دختر مولوی احمد حسین صاحب یم - یے - بی - یل معتمد پیشی حضور نظام دکن جو برادر موصوف کے مکان مین روبروئے حضور نظام دکن خلد اللہ ملکہ پڑہا گیا

محفل ہے عقد کی یہ کیا خوب بارک اللہ	سب دوستون کے دل کو فرحت ہے چین ہے آج
اے کلک بادشہ تو لکہدے یہ سال ہجری	نوشاہ نیک خواجہ الطاف حسین ہے آج

قطعہ تاریخ کتخدائی ملیالم عبد الرحیم صاحب فرزند جناب ملیالم امین الدین صاحب ساکن وانمباڑی

شکر تیرا کیا ادا ہو ہم سے اے رب کریم	ہم ہین بندے تو ہے مالک ہم ہین حادث تو قدیم
تیری صنعت کے ہین شیدا جملہ عقلائے زمان	تری حکمت سے ہین حیران سارے دنیا کے حکیم
شان ارفع ہے تری اور تیری قدرت ہے بڑی	تیری رحمت ہے کشادہ تیرا احسان ہے عظیم
سب سے اعلیٰ سب سے برتر تیرا احسان ہے یہی	تو نے رکہا دین احمد پر جو ہمکو مستقیم
تو نے وہ بزم مسرت ہمکو دکھلائی ہے آج	سایہ افگن جسپہ ہے ہر دم ترا افضل عمیم
یعنے ملیالم امین الدین صاحب ذی وقار	مظہر لطف وعنایت دوست ہین میرے صمیم
آج نور العین کا انکے ہوا عقد نکاح	فرحت وبہجت ہین کیا کیا دلین ہر یک کے مقیم
پورا پورا اگر لکھون اس بزم کا مین کروفر	صفحہ کاغذ پہ میرے ہون فدا اوراق سیم
اس مسرت کی خبر پھیلی ہے ہر سو شہر مین	جسطرح گلشن کے اندر ہو روان باد نسیم
واہ کیا رونق ہے کیا زینت ہے اس محفل کی آج	جمع ہین تجار کیسے کیسے علمائے فخیم
وصف کے قابل ہے نوشہ نیکخو نیکو نہاد	ذی مروت ذی وجاہت طبع ہے اسکی فہیم
فارسی اردو وانگلش کا نہین ماہر فقط	بلکہ عربی قابلیت بھی ہے اسکی مستقیم
اب دعا کرتا ہون حق سے بہر نوشاہ وعروس	خوش رہین خرم رہین یہ دہر مین بے خوف وبیم
سارے آفات وحوادث سے انہین محفوظ رکہہ	کر کرم ان پر الٰہی نام ہے تیرا کریم

فکر تھی تاریخ کی دل نے کہا ای **بادشاہ**
لکھہ کہ - زیبا خوب ہے اب شادی عبدالرحیم

قطعہ تاریخ کتخدائی احمد بادشاہ صاحب ولد جناب ٹی سید صاحب متوطن گوئندپور واقع وانمباڑی جو حسب فرمایش اراکین انجمن خیر خواہ عام گوئندپور وانمباڑی لکھا گیا

شکر پھر کیا کرین ای خالق جل و علا
یون کیا خندان دلونکو آج تیرے فضل نے
یعنی یک مخلص ہمارے ذی لیاقت ذی کمال
نام احمد بادشہ ہے عرف ہے باشا میان
کسکے چہرے پہ نہین آثار فرحت کے عیان
ہے ہماری انجمن جو خیر خواہ عام نام
انجمن اپنی طرف سے آج با صد ذوق و شوق
از رہ الطاف اس ہدیہ کو ہو شرف قبول
التجا ہم سب کی ہے یا رب کہ نوشاہ و عروس
الفت و اخلاص ان مین دمبدم ہو از دیاد

آج تو نے کیا خوشی کا دن ہمین دکھلا دیا
جیسے غنچون کو شگفتہ کرتی ہے باد صبا
معدن اخلاق خوش خو صاحب فہم رسا
بارک اللہ اب مبارک عقد انکا ہو گیا
کسکے لب سے اب نہین آتی صدا ئے مرحبا
ہین یہ نوشہ اسکے یک پرجوش ممبر با صفا
پیش کرتی ہے یہ ہدیہ قطعہ تاریخ کا
ہے یہی مقصد یہی ارمان یہی ہے مدعا
خوش رہین خرم رہین دنیا مین ہر صبح و مسا
یا الہی انکو تو ہر یک مصیبت سے بچا

آگیا ای **بادشہ** تاریخ کا مجھکو خیال
شادی دلخواہ احمد بادشہ - دل نے کہا

قطعہ تاریخ کتخدائی جناب محمد اسحٰق سیٹھہ برادر جناب محمد اسمعٰیل سیٹھہ المتخلص بہ مغموم ساکن مدراس

ہنگام شادمانی عالم مین جلوہ گر ہے
یک دوست نیک طینت اسحٰق سیٹھہ نامی
مغموم سیٹھہ انکے ہین محترم برادر
ہین دونون یہ برادر سب خوبیونکے جامع

اللہ کا کرم ہے کیا آج اللہ اللہ
باشان باتجمل اب بنگئے ہین نوشاہ
خوش خلق خوش طبیعت شاعر دقائق آگاہ
اوج کرم کے گویا یک مہر ہین تو یک ماہ

دل نے سرور پایا آنکھوں نے نور پایا
ہر سمت سے صدا اب آتی ہے تہنیت کی
پدر عروس عالی ہمت ہیں سیٹھ یونس
کہتے ہیں ہم مبارک طرفین کو مبارک
یارب عروس و نوشہ دائم رہیں سلامت

محفل ہے کیا یہ عمدہ مجمع ہے کیسا دلخواہ
ہر لب پہ مرحبا ہے ہر یک زبان پہ ہے واہ
ذی فہم ذی فراست ذی قدر اور ذی جاہ
یہ جشن یہ مسرت یہ ساعت اور یہ بیاہ
تیری عنایتیں ہوں ہر وقت انکے ہمراہ

تاریخ بادشہ تم کہدو ز روئے اخلاص
اسحاق سیٹھ کی کیا شادی ہے بارک اللہ
۱۳۲۶ھ

قطعہ تاریخ عقد ثانی مولوی احمد حسین صاحب ایم اے بی ایل معتمد پیشی حضور نظام دکن خلد اللہ ملکہ

مرے برادر نے عقد ثانی کیا ہے اپنا بفضل یزدان
حضور عالی شہ دکن کے ہیں اعلی درجہ کے معتمد وہ
یہ وہ ہے تقریب بے تکلف یہ ایسی محفل ہے سادہ
یہی ہے پابندی شریعت یہی ہے تعمیل حکم سنت
خوشی کی ہے آج وہ دھوم ہر جا ہر ایک کے لب پر خوشی کا چرچا
یہ دولہا دلہن رہیں سلامت فزوں ہو اقبال و جاہ و حشمت

بر آئے ہیں آج دوستوں کے مقاصد و مدعا و ارمان
ہر ایک شام و سحر ہے انپر نوازش خسروی فراوان
ہزاروں آرائشیں تصدق ہزاروں زینت ہیں اسپہ قربان
یہی ہے مرغوب اہل دانش یہی خداوندی کا فرمان
کسی کا دل محو جوش الفت کوئی ہے شادان کوئی ہے خندان
الہی انپر ہر آن و ہر دم تری عنایت رہے نگہبان

تلاش تاریخ کی جو ہوئی ہے جب طبع بادشہ کو
کہا یہ ہاتف نے اپنے منہ سے نکاح احمد حسین ذی شان
۱۳۲۶ھ

قطعہ تاریخ کتخدائی عبد الباسط میان صاحب فرزند جناب ساہوکار عبد الرزاق سیان صاحب مرحوم ساکن کڑپہ
جو ساہوکار سید میر حسین صاحب بہادر ساکن چیتور کی دختر نیک اختر سے کی گئی

آمد فصل بہاری کیا طرب افزا ہے آج
چل رہا ہے ہر طرف سے دور صہبائے نشاط
لڑکھڑاتا ہے نشہ سے سرو رعنا کا قدم

باغ عالم کا عجب عالم نظر آتا ہے آج
گل ہر یک ساغر ہے غنچہ صورت مینا ہے آج
دیدۂ نرگس بجا مخمور و دل افزا ہے آج

بلبلو نغمہ پہ اپنے ناز کیا کرتے ہو تم — بے زبان سوسن زبان حال سے گویا ہے آج

صفحۂ گلشن سے گم یون ہو گیا نام الم — صورت حرف غلط داغ دل لالہ ہے آج

اللہ اللہ کسقدر رنگ چمن کا ہے اثر — غیرت رگہائے گل تار نظر میرا ہے آج

چھینٹے دے دیکر جگانے کو لگا ابر بہار — سبزۂ خوابیدہ اپنے خواب سے چونکا ہے آج

کیون نہو باد صبا دل سے ہوا خواہ چمن — ہر لب غنچہ صدائے مرحبا سے وا ہے آج

بے سبب ہرگز نہین گلشن کی یہ دلچسپیان — کرو فر سارا کسی کے جشن شادی کا ہے آج

ذی فراست ذی محبت عبد باسط جسکا نام — جسکے چہرہ سے سعادت کا اثر پیدا ہے آج

فضل سے اللہ کے اسکا ہوا عقد نکاح — نوشہی اعزاز اس نے واہ کیا پایا ہے آج

عبد رزاق گرامی قدر تھا اسکا پدر — وہ نہین زندہ ہے لیکن نام تو زندہ ہے آج

جمع اسکی ذات والا مین یقین کیا کیا خوبیان — فخر کثرت پہ تہا وہ بیشک ہر کوئی کہتا ہے آج

آرزو بر آئی یک عالم کی اب شکر خدا — بعد مدت کے خدا نے دن یہ دکھلایا ہے آج

ہین خسر نوشاہ کے عالی ہمم سید حسین — نام نامی آپ کا مشہور تر ہر جا ہے آج

دید کے لائق نہ کیونکر ہو یہ سارا اہتمام — وصف کے قابل یہ حسن انتظام انکا ہے آج

خویش اور احباب سارے جمع ہین نوشاہ کے — بلدۂ چیتور مین کیا جلوہ کثرت پہ ہے آج

اے فلک محفل یہ ایسی ایسا مجمع یہ خوشی — سچ بتا تو نے کبھی دیکھا تہا جو دیکھا ہے آج

دولہ دلہن کو الہی شاد رکھہ آباد رکھہ — التجا تجھہ سے یہی اے خالق یکتا ہے آج

طبع کہتی ہے کہ اب بے لطف ہے طول سخن — شوق کہتا ہے کرون کیا جوش کب تھمتا ہے آج

بادشہ اس جشن کی تاریخ گر لکھتے ہو تم

لکھیے۔ عقد عبد باسط کیا ہی فرخندہ ہے آج

قطعہ تاریخ کتخدائی سید عبد الحکیم صاحب فرزند جناب حکیم سید عقیل علی صاحب متوطن وانمباڑی

آج کیا تقریب ہے کیون شادمان ہین خاص و عام — جوش پہ ہے آج کیون فضل خداوند کریم

یون شگفتہ کس لئے ہے گلشن و بلور آج
آرہی ہے کیون صدا ہر سو مبارک باد کی
یعنے یک میرے کرمفرما ہین جو سید عقیل
آج فرزند سعادتمند کا اُن کے نکاح
ہین خسر نوشاہ کے سید حکیم عارف علی
یون کہا دل نے مسرت سے نہین تجھ سا رفیق
عمر و دولت دولہ و دولہن کی ہو یا رب فزون

ٹھنڈی ٹھنڈی چل رہی ہے کس مسرت سے نسیم
محو شکر ایزدی ہے ہر مسافر ہر مقیم
معدن فن طبابت دوست ہین میرے قدیم
ہوگیا باکروفر باجاہ باشان عظیم
خلق ہین مشہور تر ہین جنکے اوصاف عمیم
دل سے کہتی ہے مسرت آپکی ہونین ندیم
الفت واخلاص ہین باہم رہین یہ مستقیم

مصرع تاریخ تم سبکو سناؤ بادشاہ
فرحت افزا ہے یہ زیبا شادی عبدالحکیم
۱۳۲۰ھ

قطعہ تاریخ کتخدائی محمد سعد اللہ بادشاہ صاحب فرزند جناب الحاج محمد عبد السلام بادشاہ صاحب مرحوم ساکن مدراس

شعبان کی مبارک انیسوین ہے آئی
آرائشین نئی ہین زیبائشین نئی ہین
ہین جمع کیسے کیسے ذی علم و ذی وجاہت
پدر عروس عبد القدوس بادشہ ہین
عبد السلام بادشاہ تیرا پدر مکرم
عم بزرگ تیرا عبد العزیز پاشا
زیب بدن جو تیرے پھولو نکے ہار ہین آج
یا رب عروس و نوشہ دائم رہین سلامت

مسند پہ نوشہی کے جلوہ کنان ہے نوشہ
ہر کر و فر نیا ہے اور نوجوان ہے نوشہ
والا ہے شان مجلس عالی نشان ہے نوشہ
لاریب افتخار کل نوشہان ہے نوشہ
مداح آج تیرا سب خاندان ہے نوشہ
باصدق دل وہ تجھہ پر کیا مہربان ہے نوشہ
کہتا ہے بلبل دل صد گلستان ہے نوشہ
یہ التجا ہر یک کی ورد زبان ہے نوشہ

ای بادشاہ سال تاریخ تم سنا دو
سعد اللہ بادشہ اب باعز و شان ہے نوشہ
۱۳۲۸ھ

قطعہ تاریخ کتخدائی حاجی عبد الرحیم صاحب فرزند جناب حاجی عبد الصمد صاحب مرحوم متوطن وانمباڑی

عقد کی کس کے یہ آج دہوم مچی خوب ہے
رنگ طرب خوب ہے جوش دلی خوب ہے

وقف سماعت ہے گوش محو نظارہ ہے چشم
شکر ہے لب پر روان دلمین خوشی خوب ہے

محفل انجم فلک تجھکو مبارک رہے
ہمکو یہی محفل پیر و صبی خوب ہے

جمع ہین علمائے دین دین کے رکن رکین
انکے قدم سے یہان زیب وہی خوب ہے

ای مہ شعبان کی نوزدہم مرحبا
نیک ہے ساعت تری شان تری خوب ہے

تونے دکہایا ہمین آج وہ جشن نکاح
جسکا بجا اہتمام حسب دلی خوب ہے

نوشہ فرخ نہاد نام ہے عبد الرحیم
جسکی یہ باکر و فر جلوہ گری خوب ہے

منبع لطف و عطا صاحب فہم رسا
نیک خصائل سخی ابن سخی خوب ہے

والد نوشاہ تہے عبد صمد ذی ہمم
خلق و کرم مین جنہین ناموری خوب ہے

شاد رہین خوش رہین دولہ دولہن مدام
درگہ حق مین دعا اپنی یہی خوب ہے

مصرع تاریخ تم کیجیے رقم بادشاہ
شادی عبدالرحیم آج ہوی خوب ہے
۱۳۰۲ھ

قطعہ تاریخ کتخدائی شیخ امام صاحب ساکن تاڑپتری جو جناب ساہوکار عبدالرزاق میانصاحب مرحوم ساکن کڑپہ کی دختر نیک اختر سے ہوی تھی۔

یہ کیا خوب تقریب شادی کی ہے
مسرت کی ہے ہر طرف دہوم دہام

مبارک سلامت کا ہے غلغلہ
شگفتہ ہین کیا کیا دل خاص و عام

تہے جو ساکن کڑپہ یک ساہوکار
جناب عبدرزاق والا مقام

ہوا عقد یہ انکی دختر کا آج
ہے داماد نیکو سیر نیک نام

ادہر تاڑپتری ہے کڑپہ ادہر
یہ دونون کا فرخندہ ہے انضمام

ادہر عمدہ تر ہے ہر یک کاروبار
ادہر اعلی تر ہے ہر یک انتظام

ادہر جوش اخلاص و الفت ہے خوب
وفور تمنا ادہر لا کلام

بصحت بشوکت بہ رحمت مدام	عروس اور نوشہ کو رکھیو ای خدا

اگر خواہش سال ہے بادشاہ
سنا دو - ہوی شادی شیخ امام
۱۳۲۸

قطعہ تاریخ جو جناب قادر محی الدین صاحب برادر زادہ جناب ساہوکار عبدالرزاق میان صاحب مرحوم ساکن کڑپہ کی لڑکی کے عقد کیلیے لکھا گیا۔ جو عبدالصمد صاحب فرزند جناب عبدالواحد میان صاحب مرحوم ساکن کڑپہ سے منسوب ہوی تھی

چلی کس مسرت سے باد صبا	چمن آج ہے لہلہاتا ہوا
نہال آج ہر یک ہوا ہے نہال	ہر یک برگ سے ہے خوشی کا پتا
مسرت سے پھولا ہے ہر پھول یون	سماتا نہین پیرہن مین ذرا
کہین چشم نرگس ہے نظارہ باز	کہین لب ہین سوسن کے فرحت سے وا
کسی جا ہین غنچے تبسم کنان	کسی جا عنادل ہین نغمہ سرا
یہ رنگ آج گلزار کا دیکھکر	سبب دل سے پوچھا تو کہنے لگا
مرے دوست یکتا کہ ہے جنکی ذات	سراپا محبت سراپا عطا
بلند انکی کڑپہ مین ہے عز و شان	بلند انکی ہمت بلند حوصلہ
جو نام انکا قادر ہے اور محی دین	ہین بحر کرم کے دُر بے بہا
ہوا آج دختر کا انکی نکاح	یہ جلسہ یہ مجمع ہے اس عقد کا
نہین دل ہے کسکا مسرت پذیر	زبان پر نہین کس کے ہے مرحبا
ہے نوشاہ کا نام عبد الصمد	زہے نوجوان خوش ادا خوش لقا
نہ لکھون اگر سال تاریخ مین	مری نظم ہوجائیگی بے مزا

لب وجد سے طبع نے بادشاہ
خوشا عقد عبد الصمد - کہدیا
۱۳۲۸

قطعہ تاریخ کتخدائی دختر نیک اختر جناب شیخ احمد صاحب ساکن ویلور

مکرم دوست میرے شیخ احمد
سراپا مظہر اخلاص و الفت
سحاب فیض سے انکے ہمیشہ
ہزاروں شکر ہے دختر کا انکی
نمایاں ہر طرف جوش طرب ہے
مبارک باشد و باشد مبارک
رہیں آباد یارب دولہ دلہن
زمانے کے حوادث سے رہیں دور

محبت میں ہیں جو یکتائے افراد
ہیں اخلاق و کرم ان میں خداداد
دل احباب کا گلشن ہے آباد
ہوا ہے آج عقد نیک بنیاد
کوئی ہے جو نہیں مسرور و دلشاد
خداوندا بحق نون والصاد
بصحت عافیت باآل واولاد
انہیں محفوظ رکھہ از چشم حساد

لکھا ہے سال ہجری بادشہ نے
مبارک ہووے شیخ احمد کو داماد
۱۲۹ھ

ایضاً

آج میرے دوست کی دختر کا ہے عقد نکاح
مصرع سال مسیحی تم سنادو بادشاہ

جوش پر ہے کسقدر فضل خداوند کریم
عقد بنت شیخ احمد صاحب طبع سلیم
۱۹۱۱

قطعہ تاریخ کتخدائی دختر نیک اختر جناب عبدالعزیز احمد صاحب ایاتگری متوطن مدراس

ہوگیا عقد نکاح صبیۂ عبدالعزیز
سال ہجری بادشہ کہدو زروے انبساط

کیوں نہ ہم لائیں بجا شکر و سپاس ایزدی
واہ کیا فرخندہ یہ داماد ہے یوسف علی
۱۲۹ھ

قطعہ تاریخ کتخدائی پٹیل احمد حسین صاحب خلف جناب پٹیل حاجی عبدالرحمن صاحب مرحوم متوطن پلیکنڈہ ضلع شمالی آرکاٹ

فضل سے حق کے ہوا نوشاہ آج
سال ہجری کیلئے ای بادشاہ

مظہر لطف و عطا احمد حسین
لکھہ معزز کتخدا احمد حسین

قطعہ تاریخ کتخدائی جناب آنریبل مولوی سید مرتضیٰ صاحب بہادر ساکن ترچنا پلی

ہوی ہے آج میرے یک معزز دوست کی شادی
مبارک باد کی آواز ہے ہرسو ہر یک جانب
زروے انبساط ای بادشہ سال اسکی اب
کہا دل نے - ہمایون عقد سید مرتضیٰ صاحب

قطعہ تاریخ کتخدائی دختر جناب احمد عبد الرحمن سیٹھ ساکن مدراس

دہوم مبارکبادی کی آج ہر یک سے خوب مچی
یعنے جلوہ آرا ہے شادی بنت احمد سیٹھ
یارب تیرا افضل ہے کیا دلہن ہے فرحت حد سے سوا
خوب مسرت افزا ہے شادی بنت احمد سیٹھ

سال کا اسکے تھا جویان بادشہ خلاص نشان
کہدیا دل نے - زیبا ہے شادی بنت احمد سیٹھ

قطعہ تاریخ کتخدائی سید قادر محی الدین صاحب تاجر پارچہ ساکن پدوکور ضلع کڑپہ

باغ پدوکور مین آئی بہار
شاہدان گل کی نیرنگی ہے خوب
شاخ گل پر کس ادا سے بار بار
آج بلبل کی نوا سنجی ہے خوب
چل رہا ہے بادۂ عشرت کا دور
چشم نرگس مین سیہ مستی ہے خوب
گوش گل ہو جائے متوجہ نہ کیون
بے زبان سوسن بھی اب کہتی ہے خوب
آج پدوکور ہے دار السرور
منعقد یہ محفل شادی ہے خوب
صرف فرحت ہی نہین ہر دل مین آج
ساتھ اسکے جوش الفت بھی ہے خوب
بنگیا نوشاہ قادر محی دین
طبع مین جسکے ہر یک خوبی ہے خوب
بامروت بامتانت نوجوان
صورت و سیرت مین لاثانی ہے خوب
جسکے مامون پھولے فخر الدین ہین
نیکخوئی جن مین حق نے دی ہے خوب
دہوم ہے ہر جا مبارکباد کی
خوشنما ساعت یہ کیا آئی ہے خوب
دولہ دلہن شاد مان یارب رہین
خوشنما ساعت بھی یہ کیسی ہے خوب
مصرع تاریخ سننے کے لئے
آرزو پیر و جوان نے کی ہے خوب

تم سنا دو بادشہ از روے واہ
عقد قادر محی دین نامی ہے خوب
۱۳ ھ ۱۳

قطعہ تاریخ کتخدائی دختر جناب مولینا مولوی الحاج حکیم سید شاہ محمد فخرالدین صاحب فخری نقوی میلاپوری مدراس

چشم بد دور یہ کیا محفل ہے
یہ طرب کسلیے پھیلی ہے آج

جسطرف دیکھو او دہر عالم مین
بارک اللہ کی منادی ہے آج

خلق کیون جمع ہے مثل انجم
قدر کس ماہ نے پائی ہے آج

جا بجا دور می عشرت ہے
کون اس بزم کا ساقی ہے آج

کشور دل سے طرب کہتی ہے
خوب تجھپر مری شاہی ہے آج

مٹگیا حرف غلط بن کے الم
خوشنما صفحۂ ہستی ہے آج

میرا ممدوح ہے جو آل نبی
مولوی فخری نامی ہے آج

صاحب علم ہے اور صاحب فضل
مایۂ فخر و مباہی ہے آج

جامع جملہ کمالات ہے وہ
معترف ساری خدائی ہے آج

اسکی دختر کا ہوا آج نکاح
فضل حق لامتناہی ہے آج

فخر شادی کو ہے جس شادی پر
کیسی دلچسپ یہ شادی ہے آج

خوف ہے چاک نہ ہو جامۂ تن
تن مین فرحت یہ سمائی ہے آج

رخ نوشہ پہ سعادت کی ضیا
مثل خورشید چمکتی ہے آج

عقد کا طرز یہ ماشاء اللہ
رہبر سنت نبوی ہے آج

گل و بلبل کے لوازم سے بھری
خوب یہ نظم انوکھی ہے آج

خوش و خرم رہین دولہ دلہن
یہ دعا تجھسے الٰہی ہے آج

ہمکو مقصود ہمیشہ انکی
عمر و دولت کی ترقی ہے آج

بادشہ تم یہ سنا دو تاریخ

شادی صبیۂ فخری ہے آج ۱۳۱۲ھ

الیضاً

بادشہ خوب ہے یہ عقد نکاح	کون ہے وہ جو نہین ہے دلشاد
کہدو تاریخ زروئے اخلاص	فخری صاحب کو مبارک داماد ۱۳۱۲ھ

قطعہ تاریخ کتخدائی دختر جناب عبدالعظیم احمد صاحب سب اسسٹنٹ سرجن متوطن مدراس

میرے محب کے دختر کا ہے عقد نکاح	جوش پہ ہے اب فضل و لطف رب کریم
سال لکھو ای بادشہ اخلاص نشان	ہے یہ زیبا شادی بنت عبدعظیم ۱۳۱۲ھ

قطعہ تاریخ کتخدائی محمد خلیل الرحمن صاحب خلف جناب ابوالعرفان شاہ محمد عبدالرحمن صاحب فاروقی تسلیم

للہ الحمد بفضل یزدان	آج بر آیا ہے دل کا ارمان
آج شاداب ہے باغ امید	آج ہے رحمت حق کا باران
آج بشاش ہین سارے احباب	آج مسرور ہین سب پیر و جوان
آج موجود ہین سب اہل کمال	آج سب جمع ہین ذی عزت و شان
زیب و زینت ہے فدا محفل پر	اور طرب کہتی ہے مین ہون قربان
میرے یک دوست جناب تسلیم	عبدرحمن معارف عنوان
مصدر خلق و ادب اہل ذکا	اور ہین مظہر علم عرفان
سب کمالات کے جامع ہین وہ	وصف انکا نہین محتاج بیان
انکے فرزند کی شادی ہے آج	سب اسی کا ہے یہ ساز و سامان
کیا جوان بخت جوان سال ہے وہ	نوشہی نام پہ جسکے نازان
جسکے چہرے سے ہین ماشاءاللہ	ارجمندی کے سب آثار عیان
جو ہنر اسکے ہین خورشید اللہ	فاضل دین ہین یکتائے زمان
دولہ دلہن کو الٰہی دیجے	صحت و عافیت و حفظ و امان

ان مین اخلاص و محبت ہو فزون جیسے یوسف کے زلیخا تھے انیس	روز و شب شام و سحر ہر ہر آن جیسے موسیٰ سے صفورہ شادان

بادشہ نے یہی لکھی تاریخ
محفل عقد خلیل الرحمان
۱۳۱۶

قطعہ تاریخ کتخدائی دختر نیک اختر جناب عبد العزیز احمد صاحب اپاتگری متوطن مدراس

آج آئی ہے مسرت کی بہار	خوب شاداب ہے صحن گلزار
گل ہین خندان تبسم سے غنچے	بلبلین کیون نہون سو جان سے نثار
شاخ سے شاخ گلے ملتی ہے	جیسے میخوار سے باہم میخوار
رنگ نرگس ہے وہ چشم بد دور	ہمہ تن آج ہے وقف دیدار
تحفۂ نگہت گل کی تقسیم	کرتی ہے آج صبا ہر یک بار
پاسبان کیون نہو ہر جا نرگس	منعقد ہے شہ گل کا دربار
وصف گل مین ہے یہانتک مصروف	لال بلبل کی ہوی ہے منقار
دیکھکر سرو کی ثابت قدمی	دل قمری ہے تصدق ہر بار
وصف گل ایک بھی پورا نہوا	رکھی سوسن نے زبان گرچہ ہزار
نسترن اور نسرین کی مہک	مشک و عنبر کو بنا دی بیکار
تہا تعجب مرے دل کو ناگاہ	باغبان نے یہ کہی وجہ بہار
عبد ستار کا اب عقد ہوا	ہے اسی کے یہ خوشی کی بھرمار
رخ نوشہ سے نمایان بالکل	نیک بختی کے ہین عمدہ آثار
تہا پدر ساکن کہتم اسکا	تاجرون مین تہا معزز بسیار
نام جسکا ہے محمد جعفر	بہائی نوشہ کا ہے عظمت آثار
وصف نوشہ کے جسے کا کیا ہو	جسکا شہرہ ہے ہر یک شہر و دیار

نامور ہے وہ اسسٹنٹ سرجن — جسکے مالوف صغار اور کبار

نام ہے عبد عزیز احمد — مظہر خلق ہے ذی عز و وقار

نیک دل عبد رحیم عبہ تعظیم — بھائی نوشہ کے خسر کے ہین شمار

یک وکیل ایک اسسٹنٹ سرجن — دونون ذی رتبہ ہین نزد سرکار

الغرض آج شریک محفل — اور موجود ہین سب خویش و تبار

ان سے محفل کو ملی عزت و شان — ان سے محفل بھی ہوی زینت دار

ہو مبارک یہ مبارک تقریب — ہر دم و لحظہ ہر یک لیل و نہار

رہین دلشاد عروس و نوشاہ — رہین باہم وہ انیس و غمخوار

آل و اولاد سے آباد رہین — یہ دعا حق سے ہے سبکی ہر بار

بادشہ خواہش تاریخ ہین اب — تا کجا اپنے سخن کا طومار

سال یہ بے سر اندیشہ لکھو

مرحبا شادی عبد الستار

۱۳۳۳ھ

یہ نظم اور قطعہ تاریخ کتخدائی دختر جناب مانگی محمد یعقوب صاحب متوطن وانمباڑی کیلیئے حسب فرمائش اراکین انجمن خیر خواہ عام گونڈپور لکھے گئے

آیا ہے موسم گل گلشن مین بامسرت — نغمے ہین بلبلون کے دلچسپ بے نہایت

پھولونکا ہو لچانا غنچون کا مسکرانا — کرتا ہے کیا دوبالا گلشن کی زیب و زینت

شاخین ہر یک شجر کے مستانہ جھومتے ہین — کیا چل رہا ہے دور صہبائے فرح و بہجت

باد صبا خرامان ہے آج کس ادا سے — سوسن ہے مدح گو اور نرگس ہے محو حیرت

گلشن مین باغبان سے پوچھی جو وجہ اسکی — اس جشن کی ہوی ہے یون منکشف حقیقت

حاجی ملنگ عبد الرحمن جو باوقر ہین — نبسی کا عقد انکے ہے جسکی یہ بشاشت

داماد حاجی صاحب یعنے حیات پاشا — ہمزلف کی ہے انکے دختر یہ نیک طینت

داماد اور خسر کی توصیف کیا کرین ہم | مشہور خلق ہر جا دونون کی ہے تجارت
خلق وکرم مین دونون عالم مین ہین یگانہ | منظور اونکو ہر دم ہے قوم کی حمایت
تعلیم کیلئے وہ روپے دئے ہزارون | والا ہے بذل انکا عالی ہے انکی ہمت
اہل وطن ہین انکے مالوف جان و دل سے | ہے نقش انکے دل مین اپنے وطن کی الفت
یہہ انجمن ہماری ہے خیر خواہ اونکی | محسن ہین وہ ہمارے ہم پر ہے انکی منت
تعریف محسنون کی ہے فرض انجمن پر | انکے ہر یک خوشی مین لازم ہے اپنی شرکت
ہم اہل انجمن اب از راہ جوش اخلاص | اس نظم تہنیت کو کرتے ہین پیش خدمت
کس کروفر کی ہے یہہ تقریب اللہ اللہ | ہین جمع کیسے کیسے ذیجاہ ذی وجاہت
ہے انتظام عمدہ اور اہتمام اچھا | ہر کام باسلیقہ ہر امر با متانت
دلہن کے جو پدر ہین یعقوب صاحب جاہ | ذیجاہ ذی مروت خوش خلق خوش طبیعت
یارب رہین ہمیشہ دلشاد دولہ دلہن | حفظ وامان مین اپنے رکہہ انکو تو سلامت

مقصود بس یہی ہے ہم اہل انجمن کا
اس نظم کو عطا ہو مقبولیت کی خلعت

قطعہ تاریخ

دختر یعقوب صاحب کا ہوا عقد نکاح | شادمان خندان نظر آتے ہین خویش و اقربا
بادشہ کو جب ہوا تاریخ شادی کا خیال | کیا مبارک کتخدائی۔ آسمان نے کہدیا

نظم تاریخی کتخدائی دختر جناب الحاج محمد عثمان صاحب مرحوم ساکن دہوبی پیٹھ واقع مدراس

شکر خالق نہ کیون کرین ہر دم | ہم پہ کیا کیا ہین اسکے فضل و کرم
اور نعت رسول ہر دو جہان | رحمت دل ہے اور سرور جان
بنت حاجی محمد عثمان کی | آج کس دہوم سے ہوی شادی
جتنے ممدوح کے ہین فرزندان | سب ہین سرگرم اہتمام یہان

کوششوں کا ہے انکی خوب اثر
کیوں نہ خوش ہوگی انسے روح پدر

عبدالحی ہے جو نام نوشہ کا
اس سے آتی ہے زندگی کی ضیا

طالب العلم ہے وہ ایف یے کا
نیک خو نیک دل ہے نیک ادا

پائے بی یے کا کیوں نہ وہ اعزاز
خلق مین کیوں نہو گا وہ ممتاز

نیک اوصاف سے منور ہے
اور وطن اسکا مچھلی بندر ہے

ہے خدا سے دعا یہ شام و پگاہ
دولہ دلہن ہون شادمان دلخواہ

ان پہ رکھہ یا خدا اکرم کی نظر
تا خوشی مین ہو انکی عمر بسر

ان مین اخلاص دے محبت دے
تندرستی کی انکو نعمت دے

شوق تاریخ جسکے دلمین ہو
بادشہ ان سے تم یہی کہدو

مصرع سال ہے ای نیک مزاج
واہ یہ خوبتر نکاح ہے آج ۱۳۴۳

تاریخات ولادت

قطعہ تاریخ تولد دختر جناب محمد عبدالقدوس بادشاہ صاحب متوطن مدراس موسوم بہ رقیہ بی بی مدعمرہا

بفضل خدا میرے داماد کے گھر
تولد ہوی دختر نیک اختر

ہوی فکر تاریخ جب بادشہ کو
کہا دل نے پیدا ہوی نیک دختر ۱۳۴۲

قطعہ تاریخ تولد دختر جناب مولوی خطیب محمد عبداللہ صاحب ساکن محلہ گوبند پورہ وانمباڑی

جوش پر کیا فضل حق کی ہے بہار
آج شادابی ہے گلشن مین عجیب

شاہد گل کو ہے رنگینی عطا
چشم نرگس کو ہے نظارہ نصیب

بوئے گل لاتی ہے گل سے یون صبا
جیسے نائب لائے پیغام منیب

کیوں نہ ہر یک گوش گل محفوظ ہو
شاخ گل منبر ہے ہر بلبل خطیب

دختر اب پیدا ہوی اسکے مکان
ذی لیاقت ہے جو یک میرا حبیب

دل پہ ہے احباب کے فرحت فزون — اور لب پر شکر خلاق مجیب
کوئی مصروف مبارک باد ہے — کوئی دیتا ہے دعا آکر قریب
کوئی کہتا ہے یہی با ذوق و شوق — مین گل تاریخ کا ہون عندلیب

بادشہ کہدو ز روئے انبساط
بنت نیکوئے عبید اللہ خطیب ۱۳۲۲ھ

ایضاً

عبید اللہ خطیب ذی وجاہت کے مکان مین آج — ہوئی پیدا جو دختر ہر طرف جوش مسرت ہے
تلاش سال تہی ای بادشہ آئی صدا دل سے — صفیۃ بی بی عالی بخت ۱۳۲۲ھ یہ سال ولادت ہے

قطعہ تاریخ تولد فرزند جناب وی محمد ابراہیم صاحب ساکن محلہ گوبندپور واقع وانباڑی

کرم فرما ہین میرے دوست میرے ہموطن میرے — ہے جنکا نام ابراہیم صاحب نیکخو ذی جاہ
نہ کیون پیدا ہو جوش شادمانی دل مین ہر یک کے — ہوا پیدا مکان مین انکے اب فرزند رشک ماہ
خلیل اللہ رکہا نام اسکا سب لگے کہنے — پسر جز و پدر ہے ہو گیا ثابت یہان واللہ
الہٰی چتر سر پر اسکے ہو مان باپ کا قائم — ترقی عمر مین صحت مین اسکے دیکہیے دلخواہ

لکہوای بادشہ یہ مصرع سال ولادت اب
بحمد اللہ پسر نیک طالع ہے خلیل اللہ ۱۳۲۲ھ

ایضاً

ترے فضل کی آبیاری سے یارب — ہر یک نخل امید پہولا پہلا ہے
ہین میرے محب ایک اخلاص مظہر — کیا انکو فرزند تو نے عطا ہے
مسرت کی ہے دہوم فرحت کا سامان — مبارک سلامت کی ہر سو صدا ہے
محمد خلیل اللہ نام اسکا زیبا — پسندیدہ و دلکش و دلربا ہے

کہا مصرع سال یون بادشہ نے

خلیل خدا آج پیدا ہوا ہے
۱۲۳۲

قطعہ تاریخ تولد فرزند جناب سید شاہ محمد صاحب قادری متخلص تسلیم نسبتی برادر جناب ساہوکار عبد الرزاق میانصاحب مرحوم ساکن کڑپہ

مبارک مبارک ہو ای شہ محمد ۔ پسر یہ تمکو فال سلطان محمود
تو اوج لیاقت کا ہے مہر تابان ۔ ہے یہ ماہ تمثال سلطان محمود
تری ذات والا ہے مدلول اسکی ۔ شرف پر ترے دال سلطان محمود
شجر کو ثمر گل کو بو حق نے تجھکو ۔ دیا ہے بہ افضال سلطان محمود
نہ محتاج ہے میری مدح وصفت کا ۔ ہے محمود ہر حال سلطان محمود
مخاطب ادہر ہو کے کہتا ہون اب ۔ ای فرخندہ منوال سلطان محمود
ولادت سے ہے تیری کسدرجہ فرحت ۔ ہے ہر فکر پامال سلطان محمود
فدا نقد جان تجھپہ مادر پدر کا ۔ زر و مال کیا مال سلطان محمود
بصحت بہ حشمت رہے شاد و خرم ۔ الہی مہ و سال سلطان محمود
پدر اور مادر کے سایہ مین دائم ۔ رہے با صد اجلال سلطان محمود

لکھو بادشہ تم یہ سال ولادت
ہے زیبا خوش اقبال سلطان محمود
۱۲۳۲

قطعہ تاریخ تولد فرزند جناب سید حسین صاحب عرف مولنا ساکن وانمباڑی

محب ہین میرے جو سید حسین مولنا ۔ ہین بحر خلق و مروت کے بے بہا گوہر
ہر یک ہے لطف و عنایت کا انکے گرویدہ ۔ وطن مین اپنے وہ ہر دلعزیز ہین یکسر
خدا کا شکر بصد آرزو بصد ارمان ۔ ہوا ہے آج تولد مکان مین انکے پسر
الہی جیسا مبارک ہو یہ پسر انکو ۔ پسر کو آج مبارک ہون یہ پدر مادر

خبر خوشی کی یہ سنتے ہی بادشہ مین نے

لکھا ہے سال ولادت ۔ نوید لخت جگر ۱۳۲۲

قطعہ تاریخ تولد رضیہ بی بی مدعمرہا بنسبی برادرم مولوی احمد حسین صاحب یم یے بی یل معتمد پیشی حضور نظام دکن خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

خواجہ الطاف حسین نامی کو	ہوی پیدا جو دخت نیک اوصاف
بادشاہ نے لب بشاشت سے	کہدیا سال ۔ دختر الطاف

قطعہ تاریخ تولد محمد عبد القدیر مدعمرہ فرزند برخوردار خطیب محمد عبد الرشید صاحب سلمہ اللہ الواہب

اللہ نے افضال سے اپنے دیا پوتا مجھے	سب خویش اور احباب کو ہے آج کیا فرحت مزید
تاریخ کی ہے جستجو تمکو اگر ای بادشاہ	کہدیجے ۔ اب پیدا ہوا ابن خطیب عبد الرشید

قطعہ تاریخ تولد فرزند دلبند برادرم مولوی احمد حسین صاحب یم ۔ یے بی یل معتمد پیشی حضور نظام دکن خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

حق نے دیا ہے پسر برادر کو نور عین	کیا کیا سرور بخش دل دوستان ہے یہ
فی الفور بادشاہ نے سال اسکا لکھدیا	عید حسین واہ سعادت نشان ہے یہ

قطعہ تاریخ تولد فرزند جناب حاجی محمد موسیٰ سیٹھ ولد جناب حاجی عیسیٰ سیٹھ متوطن بنگلور

مبارک ہوای موسیٰ سیٹھ تمکو	دیا حق نے سعادت مند لڑکا
بہت دن سے پسر کی تہی تمنا	ہزاران شکر اب مقصد برآیا
فراست اسکے رخ سے جلوہ گر ہے	جبین سے ارجمندی ہے ہویدا
ترقی پر نہ کیون ہو مال و دولت	ہے وہ ہمنام عثمان غنی کا
طفیل جامع القرآن یقین ہے	وہ لڑکا جامع اوصاف ہوگا
عزیز و اقربا مسرور ہین آج	شگفتہ تر ہین دلہائے احبا
عطا نعمت ہے حق سے شکر ہم سے	وہ شایان اسکو ہے یہ ہمکو زیبا
یہی ہردم دعا ہے اس پسر کو	سلامت رکہہ سلامت رکہہ خدایا

ہمیشہ یہ نہال باغ امید
رہے ہے آب کرم سے تیرے تازہ
رہیں مادر پدر دلشاد اس سے
فدا ہوں اسپہ وہ یہ انکا شیدا

پے سال ولادت بادشہ سے
کہا ہاتف نے - برخوردار موسیٰ ۱۳۲۹

قطعہ تاریخ تولد رحیم النسا بی بی دختر برخوردار خطیب محمد عبد الرشید صاحب سلمہ اللہ الواہب

اب رحیم النسا ہوئی پیدا
کیوں نہ ہوں خویش و اقربا شادان
بادشہ نے لکھا یہ مصرع سال
بنت عبد الرشید نیک عنوان ۱۳۲۹ھ

قطعہ تاریخ تولد فرزند جناب ملیالم عبد الرحیم صاحب متوطن وانمباڑی مسمّٰی بہ عبد الحمید مدعمرہٗ

کیا شکر ہو تیرا ادا ہم بندگوں سے اے خدا
تیرا کرم بے انتہا احسان ہے تیرا عمیم
ہر ذرہ تیرے فضل سے عالم میں گلشن بنگیا
ہر قطرہ تیرے لطف سے دریا میں ہے دریتیم
یک دوست میرا نامور عبد الرحیم نیکخو
ملیالم اسکے گھر کا ہے مشہور تر اسم قدیم
عربی و اردو فارسی شامل ہیں اور انگلش میں بھی
خاصی لیاقت اسکو ہے رکھتا ہے وہ طبع سلیم
اس کا معظم ہے پدر جو -یم - امین الدین نام
ذی تجربہ تاجر ہے وہ خوش خلق ہے مرد فہیم
خوش قسمتی سے اندنوں اوسکو ملا فرزند نیک
چہرہ سے جھلکے ہے عیاں نور سعادت مستقیم
ماہ ربیع الآخر میں تاریخ تھی چھبیسویں ۲۶
اور روز سہ شنبہ کا تہا نعمت یہ پائی ہے عظیم
خویش و اقارب ہو گئے یکسر خوشی سے باغ باغ
پھیلا ہے مثل بوئے گل یہ مژدۂ فرحت شمیم
نام اس پسر کا جسطرح رکھا گیا عبد الحمید
وصف حمیدہ اسطرح دے اسمیں ای رب کریم
مسرور رکھ صبح و مسا آفات سے اسکو بچا
یارب یہ کرتے ہیں دعا ہم تجھہ سے باقلب صمیم

ای بادشاہ خیر خواہ کہہ دو لب اخلاص سے
سال ولادت ہے یہی - زیبا گل باغ رحیم ۱۳۲۹

قطعہ تاریخ تولد کریم النسا بی بی دختر برخوردار خطیب محمد عبد الرشید صاحب سلمہ اللہ الواہب

کریم النسا آج پیدا ہوی ہے	یہی کہتے ہین اقربا سب مبارک
کہا **بادشہ** نے سن سجھہ یون	زہے دخت عبد الرشید اب مبارک

تاریخات بسم اللہ خوانی و ختان

قطعہ تاریخ بسم اللہ خوانی محمد صالح بادشاہ نور چشم جناب مولنا عبد السبحان صاحب متوطن مدراس

جناب عبد سبحان ذی لیاقت مجمع اوصاف	سفیر روم کے داماد مبیر دوست لاثانی
ہوی بسم اللہ خوانی آج نور العین کی انکے	نشاط و بہجت و فرحت کی ہے کیا کیا فراوانی
زہے تقریب جس پر خود مسرت آج ہے نازان	تکلف وہ کہ جس سے خود تکلف کو ہے حیرانی
نہ کیونکر جوش پر دریا ہو فضل و رحمت حق کا	زبان خلق سے بہر دعا ہے گوہر افشانی

ہوی تاریخ کی ای **بادشہ** جب جستجو مجھکو
صدا ہاتف نے دی۔ ہے یہ ہما یون تسمیہ خوانی

قطعہ تاریخ ختان برخوردار ممدوح

رسم ختان کی ہے پسر کی ادا	آج مرے دوست نے باعزو شان
طبع مین کسکے نہین جوش نشاط	کون ہے جو آج نہین شادمان
لب پہ نہین کس کے ہے شکر خدا	محو دعا اب نہین کس کی زبان

تحفہ تاریخ تم ای **بادشاہ**
پیش کرو۔ واہ مبارک ختان

ایضاً

ہے آج ختان ابن عبد السبحان	آثار مسرت ہین ہر یک جا واضح
تاریخ لکھی ہے **بادشہ** نے فی الفور	زیبا ہے یہ ختنہ محمد صالح

قطعہ تاریخ گلپوشی ختان فرزند جناب پٹیل عبد الرزاق صاحب متخلص بہ اختر متوطن وانمباڑی

مونس من عبد رزاق وکیل
مرحبا تقریب گلپوشی یہ آج
کیا سعادتمند ہے تیرا پسر
خوب ہے محفل کا حسن انتظام
چل رہی ہے فرح وبہجت کی نسیم
فکر بہر سال ہے لازم ہمین

آج تیرے گھر یہ جلسہ خوب ہے
بہجت افزا جلوہ آرا خوب ہے
اختر طالع چمکتا خوب ہے
مجمع احباب کیسا خوب ہے
غنچۂ خاطر شگفتہ خوب ہے
طبع مین جوش تمنا خوب ہے

بادشہ کہدو زروئے انبساط
رسم گلپوشی یہ زیبا خوب ہے ۱۳

قطعہ تاریخ بسم اللہ خوانی برخوردار محمد عبد الودود عرف امیر جان مدعمرہ فرزند جناب حاجی حکیم محمد عبد الباسط صاحب متوطن مدراس

فضل سے حق کے اندنون دہوم طرب کی ہے مچی
حاجی حکیم خوش صفات نیک نہاد نیک ذات
انکے ہے نور عین کی تسمیہ خوانی کی خوشی
دیجیے اس پسر کو ای خالق ذو الجلال تو

آتی ہے تہنیت کی اب دیکھیے ہر طرف صدا
وہ جو ہین عبد باسط اب مظہر الفت و وفا
لب پہ کسی کے آفرین کہتا ہے کوئی مرحبا
عمر دراز وصحت وفہم وفراست و ذکا

سال کی تھی تلاش جب خامہ بادشاہ نے
عبد ودود کی ہے آج تسمیہ خوانی ۔ لکھدیا ۱۳

نظم تاریخات وفات

یہ نظم دردانگیز جناب مولینا مولوی محی الدین صاحب فقیہ ویلوری مرحوم کے حالات مین لکھی گئی حضرت مرحوم کی وفات کے اظہار تاسف پر مسجد محلہ قلعہ واقع وانمباڑی مین مجلس جو منعقد کیگئی تہی اس مین پڑہی گئی اور اسکو جناب ساہوکار حاجی عبد الصمد صاحب متوطن وانمباڑی نے چھپواکر تقسیم فرمایا

آئی ہے کیسی غم کی خزان وا مصیبتا — مرجھا گیا ہے باغ جہان وا مصیبتا
غنچون سے بیکلی ہے عیان وا مصیبتا — ہر گل ہے چاک سینہ یہان وا مصیبتا
نرگس ہے آج چونک پڑی اپنے خواب سے — سنبل تنگ آ ہی گیا پیچ و تاب سے
حالت یہ عندلیب کی ہے اضطراب سے — نغمے کے بدلے نوحہ کنان وا مصیبتا
سوسن کو جوش غم نے کیا بے زبان ہے آج — رو رو کے خون سرخ رخ ارغوان ہے آج
نخل الم کا سرو بھی پر گمان ہے آج — ہے قمریون کے ورد زبان وا مصیبتا
ویلور مین تہا یعنے جو ایک شیخ نامدار — چہرہ سے جسکے شان ولایت تھی آشکار
تھا محی دین فقیہ سے موسوم ذیوقار — دنیا سے ہو گیا وہ روان وا مصیبتا
علم و کمال مین تہا وہ علامہ شہیر — تہا زہد و اتقا مین وہ یک فرد بے نظیر
کسدرجہ فیضیاب تھے اس سے جوان و پیر — ہے اب کہان وہ فیض رسان وا مصیبتا
ماہر فقط نہ علم شریعت سے ہی وہ تہا — تہا بلکہ سارے اہل حقایق کا مقتدا
سینہ تہا اسکا مخزن اسرار کبریا — کیا پر اثر تہا اسکا بیان وا مصیبتا
ہر دم کہلا تھا وعظ و نصائح کا اسکے باب — اعمال بد سے سب کو دلاتا تہا اجتناب
صد حیف ایسا اوج ہدایت کا آفتاب — زیر زمین ہوا ہے نہان وا مصیبتا
تہا وہ خلیفہ حضرت شہ محی دین کا — شہ رکن دین ہی کا ہے تلمیذ باصفا
غم اسکے انتقال کا کسکو نہین ہوا — مضطر ہین سارے خرد و کلان وا مصیبتا
پابند ذکر حق تہا عجب اسکا حال و قال — مصروف تہا اسی مین وہی اسکو تہا خیال
نفرت ہر ایک تکلف دنیا سے تہی کمال — تہا کیسا متقی زمان وا مصیبتا
چرچا تھا اسکے زہد کا ہر ملک مین مزید — آتے تھے دور دور سے عالم بشوق دید
شبلی کہون مین اسکو یا شیخ بایزید — تہا فخر عابدان جہان وا مصیبتا
تہا وہ مسافرون کا خبر گیر صبح و شام — بر وقت انکو آپ ہی پہنچاتا تھا طعام

بیمار ہوں تو انکی دوا کا بھی اہتمام ۔ کرتا تھا خود وہ با دل و جان وا مصیبتا

قارورہ لیکے آہ مسافر مریض کا ۔ نزد طبیب جاتا تھا لاتا تھا خود دوا

ہمدردی اس سے کرتا تھا بے حد و انتہا ۔ تھا کام یہ نہ اسکو گران وا مصیبتا

مرغوب اسکے طبع کو اچھی غذا نتھی ۔ پہننا نہ تھا کبھی کوئی عمدہ لباس بھی

سچ بات یہ ہے اسکو نہ منظور تھی کبھی ۔ دنیا کی کوئی عزت و شان وا مصیبتا

آتا تھا مالدار اگر کوئی اسکے پاس ۔ ہر عیب اسکا اسکو جتاتا وہ حق شناس

حق بات کہنے مین تہا کسی سے نہ کچھ ہراس ۔ حق گو پھر ایسا ہوگا کہان وا مصیبتا

وہ بے ریائی نفس کی وہ عجز و انکسار ۔ رونا وہ اسکا خوف الہی سے زار زار

وہ حلم وہ وقار وہ اخلاق بیشمار ۔ کس کس صفت کو کیجیے عیان وا مصیبتا

تیرہ سو سولہ تہا سن ہجری ای نیکنام ۔ تہا آشکار غرۂ ذوالحج بہ احترام

روز چہار شنبہ قریب نماز شام ۔ نکلی ہے اسکے جسم سے جان وا مصیبتا

دیکھین کہان پھر ایسے ولی خدا کو ہم ۔ پائین کب ایسے فاضل دین ہدا کو ہم

ڈھونڈین کہان یہ متقی و پارسا کو ہم ۔ کیونکر کرین نہ آہ و فغان وا مصیبتا

بے نفس و بے ریا کوئی ایسا بشر کہان ۔ یون خوف حق کا دیکھین کسی کے اثر کہان

ناصح کہان پھر ایسا ملے راہبر کہان ۔ پائین کہان ہم اسکا نشان وا مصیبتا

افسوس کیسے نعمت عظمی کو کہو دئے ۔ افسوس قدر اسکی نہ زنہار ہم کئے

افسوس کیسے عالم غفلت مین ہم رہے ۔ خجلت سے وہ یہ دل ہے طپان وا مصیبتا

ہم سے ہوی نہ اسکے خصائل کی پیروی ۔ ہمکو ہوی نہ اسکی نصائح سے آگہی

ہم منہمک ہین حیف بہ لذات دنیوی ۔ عقبی مین کیون ہو ہمکو امان وا مصیبتا

حرمت سے اس بزرگ کے ای رب دوسرا ۔ تو بخشدے گناہ ہمارے بصد عطا

کیا لکھے بادشاہ یہ پر درد ماجرا

خامہ ہوا ہے اشک فشان و مصیبتا

قطعہ تاریخ وفات جناب محمد فخرالدین صاحب ویلوری غفرلہ الباری

مجمع اوصاف استاد و ادیب
یون لب افسوس سے نکلا ہے سال

عالم باقی کو جب راہی ہوے
فخر دین صد حیف دنیا سے چلے
۱۳ ۵

قطعہ تاریخ انتقال نواب فصیح الملک داغ دہلوی استاد حضور نظام دکن خلد اللہ ملکہ جو اخبار نیر آصفی مدراس مطبوعہ ۹ مارچ ۱۹۰۵ء مین شائع ہوا تھا

دار فانی سے سوئے دار بقا
ملک دکن کیا ہے سارا ہندوستان
پھر کہان پائین ایسا اہل کمال
اسکی تربت پہ ہو نزول مدام

حضرت داغ نے کیا ہے سفر
نظر آتا ہے رنج کا منظر
دیکھین کب ایسا ہم سخن گستر
رحمت خاص خالق اکبر

بادشہ نے لکھا یہ سال وفات
آہ کیا داغ دے گئے دل پر
۱۳ ۲۲

ایضاً جو اخبار مخبر دکن مدراس مین شائع ہوا تھا

مین نے پوچھا ای شب عید الضحیٰ
کس کا یہ ماتم یہ کیا ہے واقعہ
ہے مبدل غم سے کیون تیری خوشی
یون کہا اسنے کہ مین کیا چیز ہون
کون اس غم سے نہین ہے داغدار

رنج و غم سے کیون ہے تو مانوس آج
تو نے کیون پہنا سیہ ملبوس آج
طرفہ ہے یہ حالت معکوس آج
ملک جہان کو رنج ہے محسوس آج
بن گیا ہر دل پر طاؤس آج

کیا نہین تجھکو خبر ای بادشاہ
داغ کی رحلت ہوی افسوس آج
۱۹ ۵

قطعہ تاریخ وفات نواب سید فتح علی خان بہادر سی ایس ای۔ نواب بنگن پلی غفرلہ جو اخبار

مخبر دکن مدراس مطبوعہ ۳ رمی ۱۹۰۵ء مین شایع ہوا تہا اور بوساطت ڈاکٹر حاجی خواجہ حسین صاحب ولیعہد بہادر نواب بگن پلی کی خدمت مین بہیجا گیا تہا۔

کیا کہئے ای ریاست بگن پلی تجہے
صد حیف آج کیون تری حالت خراب ہے

والی ترا رئیس ترا حکمران ترا
اب اوٹھ گیا جہان سے یہ کیا انقلاب ہے

سینتیس۳۷ سال تجہ پہ جو فرمان روا رہا
افسوس آج زیر زمین محو خواب ہے

کسدرجہ دوست دولت برطانیہ کا تہا
جسپر دلیل سی ایس۔ وآی کا خطاب ہے

بذل وکرم کی اسکے نہ تہی کوئی انتہا
اسکی عنایتون کا نہ کوئی حساب ہے

مانند ابر کون نہین آج اشکبار
سیماب وار کسکو نہین اضطراب ہے

معمور آج دلین ہر یک خاص وعام کے
حسرت ہے درد ویاس ہے اور پیچ وتاب ہے

یارب ہو اسکا خلد مین اعلیٰ ترین مقام
یہ التجایہ آرزوئے شیخ وشاب ہے

ای کلک بادشاہ ہے سال عیسوی
لکہ۔ انتقال فتح علی خان نواب ہے
۱۹۰۵ء

قطعہ تاریخ وفات جناب حکیم محمد اعظم صاحب مہکری ساکن چتور جو حسب ایمائے جناب مولوی حکیم سید شاہ محمد فخرالدین صاحب فخری نقوی میلاپوری مدراس لکہا گیا اور اخبار جریدہ روزگار مدراس مین شایع ہوا

حکیم ذیشان لئیق دوران محمد اعظم تہا نام جسکا
وطن مین ہر دلعزیز ایسا بہلا ہمین کوئی اب بتادو

ہوی ہے اسکی وفات جسدم فلک سے ای بادشاہ مجہکو
صدا یہ آئی ہے۔ این جہان سے محمد اعظم گئے۔ سنادو
۱۳۲۳ھ

قطعہ تاریخ وفات جناب مولوی قاضی قادر محی الدین صاحب المتخلص بہ اظہر ساکن پیارم پیٹھ ضلع شمالی آرکاٹ

چل بسے دنیا سے ہے ہے شاعر شیرین کلام
ابر رحمت سائبان ہو قبر پر شام و پگاہ

جستجو تاریخ کی تہی دل نے بولا فی البدیہہ
رحلت قادر محی الدین ہے افسوس آہ
۱۳۲۴ھ

قطعہ تاریخ وفات حضرت شمس العلما مولنا مولوی شاہ محمد رکن الدین صاحب قادری ویلوری

نور اللہ مرقدہ جو اخبار مخبر دکن مدراس مین شائع ہوا تھا

حسرتا ای بستم ماہ صیام
تونے دکھلایا وہ غمگین واقعہ
کون اس غم سے نہین ہے اشکبار
چاک سینہ ہے کسیکا مثل گل
کوئی ملتا ہے کف افسوس و غم
یعنی یک شیخ زمن راہی ہوا
مہر کے مانند روشن جسکا نام
سید السادات عالی منزلت
مولوی حاجی و مرشد رہنما
مثل جود مرتضی تھا جسکا جود
تہا مجسم وہ سراپا خلق کا
جا بجا اسکے مرید و معتقد
جمع تھے اسکے جنازہ پر جو لوگ
جلسہ ہائے تعزیت ہر شہر مین
موت ایسے شیخ دین کی ناگہان
یاالہی اسکی روح پاک پر
جنت الفردوس ہو اسکا مقام

صبح محشر تیری گویا صبح تھی
دہوم جسکی سارے عالم مین مچی
کسکو اب حاصل نہین رنج دلی
شکل غنچہ ہے کسیکو بیکلی
کوئی حیران ہے پریشان ہے کوئی
جانب عقبی بحکم ایزدی
شاہ رکن الدین محمد قادری
جان زہرا و علی آل نبی
مجمع اوصاف صوری معنوی
خلق جسکا مثل خلق احمدی
یک جہان گردیدہ اسکا واقعی
ہین ہزارون سیکڑون پیر و صبی
کم سے کم چہے الف کی تعداد تھی
ہو رہے ہین ہونگے اسپر اور بھی
ہے ہماری قوم کی بدقسمتی
اب ہو نازل دمبدم رحمت تری
التجا ہم بندگون کی ہے یہی

مصرع تاریخ لکھدو بادشاہ
وائے رحلت شاہ رکن دین کی

قطعہ تاریخ وفات جناب پاک ملکی محمد عثمان صاحب متوطن وانمباڑی جو انکی منشر کا کی فرمائش پر لکھا گیا

تہا ایک حامی دین تاجر خلیق بے مثل ذی وجاہت
بلند طالع بلند ہمت فہیم و دانا سخی دوران

کشادہ دست کرم تہا جسکا کیا نہ محروم جو کسیکو
تمام خویش اقربا برادر ہین جسکے مرہون لطف و احسان

رجب کی بائیسوین تہی تاریخ روز یکشنبہ ای محبو
ظہور وقت سحر تہا نکلی بحکم حق اسکے جسم سے جان

کیا ہے وہ انتقال جسدم بپا تہا سارے وطن مین ماتم
کوئی تہا جانسوز آہ بہرتا کوئی تہا مضطر کوئی تہا نالان

الٰہی کر سرفراز اسکو تو اپنی رحمت سے مغفرت سے
عجب نہین فضل سے ہے تیرے ملے جو جنت کا اسکو ایوان

تلاش سال وفات کی تہی کہا ز روئے الم فلک نے
کیا ہلاک بقا ہے افسوس پا کملگی محمد عثمان
۱۳۲۵ھ

قطعہ تاریخ انتقال جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی

ہدایت بھی ضلالت بھی ہے یارب تیرے قبضہ مین
ہمین معلوم کیا ہے تجہکو ہے زیبا تری حکمت

تماشا یک نہ یک نادر نظر آتا ہے دنیا مین
عجب جلوہ دکہاتی ہے تری نیرنگی قدرت

مسیحیت کے تھے جو مدعی مرزا غلام احمد
ہر یک جا ہند مین برپا تہی جنکے نام کی شہرت

مرید و معتقد موجود ہین اب سیکڑون انکے
یہ سچ ہے جو نئی ہو بات ہے اسمین بڑی لذت

کیا کرتے تھے پیشین گوئیان غیرون کے مرنیکی
نہ تہی معلوم انکو حیف اپنی مرگ کی ساعت

برا ہو یا بہلا ہو نام تو جمکا دیا اپنا
رہیگی مدتون تک صفحہ تاریخ کو زینت

کچھ اس مین شک نہین تہی یادگار خلق ذات انکی
لکہون تاریخ رحلت یہ مری بیجا نہین جرأت

لب اخبار سے آئی صدا ای بادشہ مجہکو
مسیح قادیانی کی ہوی لاہور مین رحلت
۱۳۲۶ھ

قطعہ تاریخ وفات جناب خطیب عبدالرحمن صاحب المتخلص بہ خطیب متوطن وانمباڑی

کر گئے رحلت جہان سے حیف آج
متقی دیندار تھے کیسے ادیب

مجمع اوصاف انکی ذات تھی
تھے سراپا خلق وہ مرد لبیب

قرأت قرآن سنکر ان سے ہم
قلب مین پاتے تھے کیفیت عجیب

اللہ اللہ اب وہ روز حشر تک
ہو گئے ہم سے جدا حق سے قریب

لٹ گئی انکی بہار زندگی
نوحہ خوان ہم ہین مثال عندلیب

التجا ہے بادشہ کی روز و شب
بخشدیجے انکو ای رب مجیب

لوح مرقد کے لیئے لکہاہون سال
ہے یہ قبر عبد رحمن خطیب ۱۳۰ ھ

قطعہ تاریخ وفات جناب حکیم سید حسین صاحب متوطن کنڑپہ جو مراسلہ تعزیت کے ساتھ جناب خان بہادر حکیم سید عبد المجید عرف منجو میان صاحب فرزند مرحوم کو روانہ کیا گیا اور اخبار شمس الاخبار مدراس مین شائع ہوا

حیف سید حسین عالی شان
یک جہان پر تہا جسکا فیض عمیم

چہوڑکر اس سرا ئے فانی کو
ہوا دار البقا مین آج مقیم

اسکے اوصاف یاد آتے ہین
تیغ غم سے ہمارا دل ہے دونیم

دیکہیئے خلد مین جگہ اسکو
رحم کر اس پر ای خدائے رحیم

بادشہ نے لکہا یہ سال وفات
گم ہوا آج بے نظیر حکیم ۱۳ ھ

قطعہ تاریخ وفات جناب حکیم سید عقیل علی صاحب المعروف بہ حکیم سید صاحب غفر اللہ لہ متوطن وانباڑی

طبیب نامور دنیا سے گزرا
خلائق کو ہوا صدمہ یہ جانکاہ

خلیق و با مروت تجربہ کار
کہان پہر پائین ایسا اللہ اللہ

کمال اوسکو تہا تشخیص مرض مین
کہ جسکے ڈاکٹر قائل تہے ہر گاہ

تہا سید صاحب اوسکا نام مشہور
ہر یک وقف تہے سب سے اور آگاہ

برس پچیس سے افزود گزرے
محبت مجہسے وہ رکہتا تہا دلخواہ

نہ رنجیدہ ہوا مجہہ سے کسی دن
نہ مین نے لی تجاہل کی کوئی راہ

کرم سے اپنے یارب بخش اسکو
تری رحمت نہین زنہار کوتاہ
ہجون کی دعا ہے یا الٰہی
کہ دایم خلد ہو اسکی گزرگاہ

جو پوچھا بادشہ نے سال رحلت
کہا دل نے۔ غم سید عقیل آہ
۱۳۳۳ھ

قطعہ تاریخ وفات زوجہ جناب ساہوکار حاجی محمد بادشاہ صاحب مرحوم ساکن مدراس

ای زوجہ حاجی بادشاہ نامی
دنیا کا چلے چھوڑ کے تم معمورہ
ہاتف نے کہا یہ بادشہ سے فی الفور
تاریخ وفات ہے یہی۔ مغفورہ
۱۳۳۱ھ

قطعہ تاریخ وفات جناب سیے۔بی۔عبدالرحمن صاحب المتخلص بہ شاد متوطن وانمباڑی

ہے بے ثبات دنیا دنیا مین کوئی انسان
ہرگز نہین رہیگا ہرگز نہین رہا ہے
دو روزہ زندگی پر ہے کیا گھمنڈ ہمکو
اعمال نیک کا کچھ ہم مین نہین پتہ ہے
یک دوست تھا ہمارا ذی خلق ذی مروت
رحلت سے اپنی سب کو کیا داغ دگیا ہے
فہم و فراست اسکی علم و لیاقت اسکی
اور اسکی دینداری مشہور جابجا ہے
صبر و شکیب دیجے سب دوستون کو یارب
تیری رضا پہ راضی رکھہ بس یہی دعا ہے

ای بادشاہ لکھدو تاریخ رحلت اسکی
اب انتقال عبدالرحمن شاد کا ہے
۱۳۳۱ھ

قطعہ تاریخ وفات جناب مولوی حسن میان صاحب مرحوم ابن جناب مولنا شاہ سلیمان صاحب پھلواری

شہ سلیمان کا پسر افسوس
گیا دنیا سے وائے ناکامی
زاہد و متقی تھا عالم تھا
اور سچا تھا قوم کا حامی
پختگی اسکے ہر سخن مین تھی
اسکی تحریر مین نہ تھی خامی
حب دین سے دل اسکا تھا معمور
تھا رگ وپے مین جوش اسلامی
رہین راضی رضائے حق پر ہم
ہے عبث ذکر رنج و آلامی

خلد مین اسکو دے جگہ یارب
التجا ہے بدرگہ سامی

بادشہ نے لکھا ہے سال وفات
آہ داغ حسن بیان ۱۳ ہجری

قطعہ تاریخ وفات نواب خورشید النسا بیگم صاحبہ مرحومہ جدہ نواب سرفراز محمد علی خان بہادر جی سی
ای - ای - پرنس آف آرکاٹ

دار دنیا سے گئین دار البقا
بیگم والا گہر عالی صفات

بذل و جود و لطف و احسان انمین تھے
گویا وہ مصدر یہ سارے مشتقات

ایک قیامت ہے بپا مدراس مین
محو رنج و غم ہین سب دن اور رات

جنت الفردوس ہو انکا مقام
یا خدا تیرے کرم سے ہے نجات

بادشہ نے مصرعہ مین انکا سال
لکھدیا خورشید بیگم کی وفات ۱۳

ایضاً

ہوگئین فوت بیگم خورشید
باعث رنجش قلوب ہے یہ

بادشہ مصرعہ مین لکھد و سال
آہ کیا شمس کا غروب ہے یہ ۱۳

قطعہ تاریخ وفات جناب مولانا الحاج مولوی محمد بشیر صاحب غفر اللہ لہ ساکن وانمباڑی

واقف تھا کون کسکو تھا معلوم جز خدا
ناگہ ہوی ممات محمد بشیر کی

کیا تھا علم و فضل مین اور بذل و جود مین
کیا مغتنم تھی ذات محمد بشیر کی

کسکو نہین ہے اسکی لیاقت کا اعتراف
شہرت تھی شش جہات محمد بشیر کی

تھا وہ قبیلہ پرور و ذی خلق و ذی ہمم
تھی بات بھی ثبات محمد بشیر کی

پینتیس سال سے متجاوز نہوگا سن
ہے ہے تھی کم حیات محمد بشیر کی

تھا حالت مرض مین عجب تن خراش
اللہ رے ثبات محمد بشیر کی

سب دوستون کو کیون نہ رلائیگی تو ملال
عالم تہا اور حاجی و عابد خدا شناس

فرقت دن اور رات محمد بشیر کی
کیونکر نہو نجابت محمد بشیر کی

لکھدیجیے یہ مصرع تاریخ بادشاہ
افسوس اب وفات محمد بشیر کی

قطعہ تاریخ وفات جناب ڈکو حاجی بہارالدین صاحب مرحوم متوطن دہمباڑی

نیک باطن نیک طینت دین کے عاشق ہی حیف
اندنون دنیا سے ملک آخرت کی لی ہے راہ
بے سر اندیشہ ہاتف نے کہا سال وفات
رحلت جنت مکان حاجی بہاالدین آہ

ایضاً

وارد بغا حاجی الحرمین مرد متقی
دار دنیا سے گیا اب جانب دار البقا
سال اسکا ہاتف غیبی نے مجہہ سے ناگہان
رحلت ڈکو بہارالدین دانشور کہا

قطعہ تاریخ وفات ہز مجسٹی کنگ ایڈورڈ ہفتم شاہ انگلنڈ وقیصر ہندوستان آنجہانی

ای شہ ایڈورڈ ہفتم بادشاہ مہربان
مضطر و مغموم تیری مرگ سے ہے یک جہان
تار برقی آئی کیا لندن سے تیری موت کی
خرمن دلہاے عالم پر گرادین بجلیان
موت کی صرصر نے دم بھر مین اسے ویران کیا
کیا ترو تازہ تہا تیری زندگی کا گلستان
کسکا دل کسکا جگر اس غم سے متاثر نہین
کلمۂ افسوس سے خالی ہے اب کسکی زبان
صفحۂ ہستی سے ہے بیگم ہوا تیرا وجود
اب کہان ڈہونڈین کدہر دیکھین تجھے پائین کہان
دونون حصے لیتے ہین تیرے غم واندوہ مین
یکطرف ہے ملک انگلنڈ یکطرف ہندوستان
گو نہ اپنے عہد مین تو ہند مین آیا مگر
تیری شفقت کی نظر پھرتی تہی ہر جا و دان
تار تیری تعزیت کے کیا لگا تار اندنون
ہر طرف سے لارڈ منٹو کی خدمت مین روان
سایۂ امراسارے وزرا ہین مقر اس امر کے
فہم و دانش مین تہی تیری ذات یکتاے زمان
تجھکو تہی یک خاص نسبت اہل ہندوستان سے
چاہتا تہا ہر طرح سے انکی تو بہبودیان

تو نے اسکیم رفارم ہند مین جاری جو کی — ہم رعایا کو بنایا ہے بنہایت شادمان
ممبری کونسل کا تو نے حق انتخاب — ہم مسلمانون کو بخشا ہے بلطف بیکران
یکزی کیٹو کونسل کی ممبری بھی تو نے دی — پائی اہل ہند نے ابتک کہان یہ عز و شان
شورش بنگالہ تیرے عہد مین پیدا ہوی — ایک مدت تک رہا انجان تو گو نگہبان
اسکا پورا انتقام اسوقت پر تو نے لیا — حد سے متجاوز ہوئین جب باغیونکی شوخیان
جنگ و خونریزی سے تیری طبع کو نفرت رہی — پیس میکر تجھکو سب کہتے ہین عقلائے زمان
نقش دلپر مدتون تیرے رہین اوصاف نیک — عہد والا کی تری کسطرح بھولین خوبیان
با ادب ہم اب بجا لاتے ہین رسم تعزیت — ہمکو تیرے خاندان سے ہین دلی ہمدردیان
جارج پنجم تیرا جو فرزند عالی جاہ ہے — جانشینی سے ہے اسکی ہمکو حاصل عز و شان
ہے یقین ہمکو رہے بیشک وہ تیرا ہمقدم — تیرے الطاف و نوازش کا ملے اس سے نشان

بادشہ تم یہ سنادو مصرع سال وفات
رحلت ایڈورڈ ہفتم شاہ عالی دودمان
۱۹۱۰ ع

نظم تاریخی جو جناب حاجی حکیم محمد عبد الباسط صاحب غفر اللہ لہ ابن جناب حاجی حکیم محمد عبد العزیز صاحب متوطن مدراس کی وفات پر لکھی گئی۔

اللہ اللہ قادر مطلق ہے اسکی پاک ذات — اسکے ہی قبضہ مین ہے عالم کی سب موت و حیات
وہ جو کچھ چاہے کرے اسکا مزاحم کون ہے — دو جہان محکوم اوسکے اسپہ حاکم کون ہے
عاجز و ناچار ہم اسکے ہین سارے بندگان — دخل اسکے کام مین دین ہمکو یہ طاقت کہان
اسکی قدرت اسکی عظمت سب سے ہے اعلیٰ ترین — اسکا ہمسر ہو نہ کوئی نہین کوئی نہین
کون ہین کیا ہین ہمارا کچھ بھی ہے نام و نمود — اسکی ہستی کے مقابل کیا ہمارا ہے وجود
ہم امانت دار سب چیز و نکا مالک ہے وہی — لے جو مالک ملک اپنی اسکا شکوہ احمقی
ہمکو ہے لازم رہین ہر وقت راضی برضا — صابر و شاکر رہین رنج و خوشی مین برملا

بندگی اپنی یہی اسکی اطاعت ہے یہی — دین و دنیا مین سعادت کی علامت ہے یہی
واقعہ پر درد یک مدرس مین گزرا ہے آہ — جسپہ کرتا ہے ہر ایک افسوس و حسرت کی نگاہ
عبد الباسط نام تہا ایک صاحب فہم و تمیز — نامور جسکا پدر حاجی حکیم عبد العزیز
تہا پدر کو ناز یہ ہے سر بسر لائق پسر — تہا پسر کو فخر یہ اپنا معزز ہے پدر
حاجی الحرمین تہا وہ اور مرد متقی — دینداری اس مین تھی پرہیزگاری اسمین تھی
عمر سی سالہ تھی جسکی نوجوان نیکو خصال — جسکی خوش خلقی تہی سب مین بے نظیر و بے مثال
جسکو تھا اپنے بزرگونکا بڑا پاس ادب — جسکو تھی مدنظر تعظیم انکی روز و شب
طبع مین اسکے متانت اور تھی سنجیدگی — باوجود اپنے تمول کے تہی یکسر عاجزی
صحبت بد سے برے افعال سے رہتا تہا دور — نیک کامون کی طرف جسکو تہی رغبت بالضرور
فارسی اردو مین کامل ہین مہارت جسکو تہی — اور انگریزی مین بھی خاصی لیاقت جسکو تہی
ہے مقرر وہ جو انگریزی کمرشل کی کلاس — امتحان اس ہین دیا اسنے کیا تہا اسکو پاس
اسکی محتاج و مساکین پر تھی شفقت کی نظر — تا بمقدور انکی کرتا تہا اعانت سر بسر
پارچہ کے تہا تجارت پر وہ مائل بالدوام — اور کوچہ مین گرہ نک کے تہا تجارت کا مقام
تیسوین شوال کی تہی یکبیک آئی بلا — نشکوہ ہیضہ مین یعنے ہو گیا وہ مبتلا
نو بجے شب کے کیا ہے آہ اسنے انتقال — دل پہ سارے اقربا کے دے گیا رنج و ملال
ماہ ذیقعدہ کی پہلی روز دوشنبہ کا تہا — دفن سب نے آہ کیسے گنج خوبی کو کیا
آہ و زاری مین ہوے مصروف سب خورد و کلان — درد و رنج و غم کا ہر چہرہ سے ظاہر تہا نشان
تہا جگر خستہ پدر اسکا بحال دلفگار — چہٹ گیا تہا بہائیون سے دامن صبر و قرار
خاصکر زوجہ کی اسکے غم سے تہی حالت عجیب — کہتی تہی مجہ سا نہین دنیا مین کوئی بدنصیب
پہر کہان دیکھون مین اسکو ای مرے پروردگار — دل مرا سوزان ہے اور میرا کلیجہ داغدار
کوہ غم سر پر گرا ہے مین سنبہالون کسطرح — زندگی کے اپنے یہ ایام کاٹون کسطرح

الغرض تہا جو ارادہ مین خدا کے وہ ہوا
کچھ نہین چارہ یہان ہمکو بجز صبر و سکون
گریہ وزاری سے بےصبری سے ہے کیا فائدہ
اناللہ کہئے اور انا الیہ راجعون

روح پر مرحوم کے کفضل تو یارب مدام
دیجیے خلد برین مین اسکو اعلیٰ ترمقام
خواہش تاریخ رکہتا ہے اگر کوئی بشر
ہے (قتیل ہیضہ) یہ تاریخ رحلت مختصر
۱۳۱۴ھ

ختم کردے بادشہ یہ داستان پر الم
غم سے بہر آتا ہے سینہ چل نہین سکتا قلم

قطعہ تاریخ وفات جناب مولنٰا مولوی عبدالقادر بادشاہ صاحب غفرلہ مدرس اول مدرسہ باقیات الصالحات ویلور

فاضل یکتا ادیب باقیات الصالحات
نا گہان دنیا سے اس نے آخرت کی لی ہے راہ
کیا فن تدریس مین حق نے دیا اسکو کمال
سارے علمائے زمان کرتے تھے ہسکا عز و جاہ
اسکے شمع وعظ پر پروانے سب پیر و جوان
قوم تھی اسپر فدا وہ قوم کا تہا خیرخواہ
ملک مین پھیلے ہوے تھے اسکے انوار فیوض
تہا سما پر وہ جنوبی ہند کے رخشندہ ماہ
عالم جید پھر ایسا کب نظر آئے ہمین
کم نصیبی کی ہماری اسکی رحلت ہے گواہ
اسکے اولاد و اقارب کا نہ پوچھو درد و غم
روز روشن ہو گیا انکی نگاہون مین سیاہ
ہے جدا وہ مدرسہ سے جیسے گلشن سے بہا
یا گلون سے بوئے گل زائل ہوی بے اشتباہ
یا الٰہی صالحون مین اسکو تو محشور کر
جنت الفردوس ہو اسکے لئے آرامگاہ

بادشہ یہ مصرع تاریخ تم لکھدو سلیس
ہو گیا ہے انتقال عبد قادر بادشاہ
۱۳۱۴ھ

قطعہ تاریخ وفات دختر جناب خطیب رکن الدین صاحب متوطن ترپاتور ضلع شمالی آرکاٹ

ہائے افسوس گئی دنیا سے
بادشہ نے سن رحلت یہ کہا
رکن دین شمع ہدیٰ کی لڑکی
داخل خلد زبیدہ ہے ہوی
۱۳۱۴ھ

تاریخات کتب

قطعہ تاریخ دیوان شاکر تصنیف جناب حاجی محمد عبد القادر صاحب شاکر متوطن وانمباڑی

صدمرحبا ایک سیر محب نے
ہین پیارے پیارے اشعار اسکے
لفظ اور معنی آپس مین ہین یون
دیکھین پڑہین اور داد اسکی دین سب

لکھا ہے دیوان کیسا خوش اسلوب
طرز بیان ہے ہر دلکو مرغوب
وہ اسکا مفتون یہ اسکا محبوب
لطف سخن ہے جن جن کو مطلوب

ای بادشہ تم تاریخ لکھدو
دیوان شاکر دلچسپ ہے خوب
۱۳

قطعہ تاریخ مثنوی نالہ شاکر تصنیف صاحب موصوف

لکھی کیا مثنوی تونے اے شاکر
دل عاشق نہ کیون حیرت زدہ ہو
لکھون گر اسکو بام حسن خوبان

ہوا ظاہر غم دیرینہ عشق
سکندر تو ہے یہ آئینہ عشق
ہے ہر یک شعر اسکا زینہ عشق

لکھو ای بادشہ تاریخ اسکی
ہے نیکو مثنوی گنجینہ عشق
۱۳

ایضاً

عمدہ ترین مثنوی طبع ہوی اندنون
اہل سخن ہین فدا اسکے مضامین پر
حسن بیان دیکھکر جی ہے یہی چاہتا
ہے یہ خدا سے دعا اسکی ہو شہرت فزون

کیون نہ یہ مرغوب دل خلق مین ہو بالعموم
شمع پہ پروانون کا رہتا ہے جیسے ہجوم
لیجیے بڑھکر ابھی دست مصنف کو چوم
ہند کی سرحد سے تا مصر و عرب شام و روم

فکر سن طبع جب مجھکو ہوی بادشاہ
دل نے کہا خوب ہے نالۂ شاکر کی دہوم
۱۳

قطعہ تاریخ زواجر منظوم تصنیف جناب منشی عظیم الدین صاحب متخلص بہ عظیم متوطن پیارم پیٹھ ضلع شمالی آرکاٹ

کون ایسا اٹھا یا بار عظیم
مثل شاہد بہ حجلہ گاہ نظم
آفرین مرحبا لگا کہنے
گلشن امر و نہی خالق مین
یادگار مصنف ذی جاہ
تا قیامت نہ کیون رہے باقی

کسنے لکھا زواجر منظوم
جلوہ آرا زواجر منظوم
جس نے دیکھا زواجر منظوم
گل یکتا زواجر منظوم
ہے یہ اعلیٰ زواجر منظوم
تیرا چرچا زواجر منظوم

بادشہ سال طبع تم لکھدو
کیا ہے زیبا زواجر منظوم

قطعہ تاریخ مثنوی نغمۂ توحید تصنیف جناب ابو العرفان شاہ محمد عبد الرحمن صاحب فاروقی تسلیم مجدد علوم صوفیہ

لکھی مثنوی خوب تسلیم نے
مرے طبع نے بادشہ بہر سال

ہزار آفرین اور صد مرحبا
تصوف کا پاکیزہ دفتر کہا

قطعہ تاریخ رسالہ ہدایۃ الاخوان تصنیف جناب مولنا الحاج مولوی عبد الہادی صاحب متوطن وانباڑی

جناب مولوی الحاج عبد ہادی نام
رسالہ فن تجوید اس نے خوب لکھا
ملیگا حشر مین خالق سے اسکا اجر عظیم
بیان ہو ہم سے کہان وصف اس رسالہ کا
نہین فقط طلبا ہونگے مستفید اس سے
یہہ کہہ رہا ہے ہر یک شائق فن تجوید

یگانہ منتخب عالمان دین ہے یہہ
مدام قابل تحسین و آفرین ہے یہہ
ذرا بھی شک نہین واللہ ہمین یقین ہے یہہ
پسند اہل نظر حرز شائقین ہے یہہ
فروغ بخش کمال معلمین ہے یہہ
مکان دل کیلیے واہ کیا مکین ہے یہہ

رقم کیا قلم بادشہ نے مصرع سال
زہے ہدایت اخوان مومنین ہے یہہ

قطعہ تاریخ کتاب آئینہ فی اخبار المدینہ تصنیف جناب الحاج محمد صبغۃ اللہ صاحب مہاجر متوطن مدراس

اللہ اللہ یہ رسالہ	مطبوع ہوا بطرز مرغوب
ہر حرف حسین ہے مثل یوسف	ہر دائرہ گویا چشم یعقوب
مسجد کا یہ اسکے تذکرہ ہے	جسکی نسبت سے ہم ہین منسوب
خواہان نہین اسکا کون مومن	کس کے دل کو نہین یہ مطلوب
محبوب خدا کے شہر کا حال	کیونکر نہو یک جہان کو محبوب
یک فاضل دہر کی ہے تالیف	انداز بیان ہے کیا خوش اسلوب
اعمال مین تیرے ای مولف	بیحد ہو ثواب اسکا محسوب

تاریخ لکھی ہے بادشہ نے
یہہ تحفۂ مومنین ہے خوب

قطعۂ تاریخ رسالہ النسب معروف بہ تحقیقات فخری تصنیف جناب مولنا الحاج مولوی حکیم سید شاہ محمد فخر الدین صاحب نقوی فخری سیلاپوری مدراس

مسلمانو! یہ سب مین عمدہ تر ہے	بہت ہین یون تو تصنیفات فخری
دکہائے خوب فرق حق و باطل	یہ توضیحات و تفہیمات فخری
عجب کیا ہے نصاری کے دلون پر	موثر ہون جو تصدیقات فخری

زروئے آفرین ای بادشہ تم
لکھو تاریخ تحقیقات فخری

قطعۂ تاریخ رسالۂ البشارت تصنیف مولانائے موصوف

مقابل ہو توحید تثلیث سے کب	وہ مہر منور ہے ظلمات ہے یہہ
بھلا ایک ہو تین اور تین ہون ایک	ای نصرانیو کیا خرافات ہے یہہ
منزہ فقط ایک ذات خدا ہے	نہین ہے شریک اسکا حق بات ہے یہہ
محمد نبی خاتم المرسلین ہے	ہے افضل ترین سب مین کیا ذات ہے یہہ

بشارت جتنے ہین اگلے کتب مین | بمصداق جملہ بشارات ہے یہہ
چھپا اندنون نسخۃ البشارۃ | مدلل بہ انجیل و توراۃ ہے یہہ
مولف جو اسکا ہے مولنا فخری | سزاوار فخر و مباہات ہے یہہ
یہہ فاضل ہے سید ہے عالی مراتب | زہے منبع فیض و برکات ہے یہہ
مباحث ہے اعلی مناظر ہے یکتا | مہ اوج علم و کمالات ہے یہہ
ہزار آفرین ای مؤلف ہو تجھہ پر | نصاریٰ پہ بازی تری مات ہے یہہ
موثر ہے طرز بیان باسلاست | دکہایا ہے دن یہ ہے اور رات ہے یہہ
جو دیکھے یہ تالیف وہ کہہ اٹھیگا | بلاشک اہم مہمات ہے یہہ
اسی کو ہین تبلیغ اسلام کہتے | یگانہ بہ جملہ مشوبات ہے یہہ
خدا و نبی تجھہ سے راضی نہ کیون ہو | کہ اعظم ترین ہدایات ہے یہہ

لکھو بادشہ سال طبع رسالہ
بشارات احمد کا اثبات ہے یہہ ۱۹۱۲ع

نظم

جو جلسہ عام انجمن خیر خواہ عام گوبندپور واقع وانمباڑی کیلئے لکھی گئی تھی

مرحبا ساکنان گوبندپور | حبذا مومنان گوبندپور
انجمن آپ نے جو کی قایم | بڑہ گئی عزوشان گوبندپور
فیض پاتے ہین جس سے صبح و مسا | سارے پیر و جوان گوبندپور
مدرسہ ایک از پئے نسوان | کیا جاری میان گوبندپور
انجمن اور مدرسہ دونون | گویا تن اور جان گوبندپور
زیور علم سے مزین اب | ہونگے سب دختران گوبندپور
نام تا حشر کیون نہ ہو باقی | زہے زندہ دلان گوبندپور

چندہ دس روپے ماہوار دئے	ایک عالی نشان گوبندپور
نام اسکا ہے ٹی امین آلدین	زبدۂ تاجران گوبندپور
اور بھی حسب حوصلہ چندہ	دئے سب عمدگان گوبندپور
اور دیگر محلے والے بھی	ہوگئے مہربان گوبندپور
رقم چندہ سے جو کیئے تائید	سب ہین یہ قدردان گوبندپور
شکر سب معطیون کا ہے لازم	آفرین حامیان گوبندپور
یا الہی ہو تیرا فضل و کرم	دمبدم پاسبان گوبندپور
تیرے ابرکرم سے ہوا فزون	رونق گلستان گوبندپور

مین بھی ہون **بادشاہ** افزوزون
شاعر خوش بیان گوبندپور

رباعیات

مندرجہ ذیل رباعیات مولنا حالی کے مصرعہ پر لکھی گئین اور رسالہ تعلیم دہنباڑی بابت رمضان المبارک ۱۳۳۵ سنہ ہجری مین شایع ہوین

جو کام شریعت کے صریحا ہو خلاف	ہوگا نہ ضرورت سے زمانے کے معاف
ہے شرع پہ اب ضرورت زمانہ فائق	انصاف انصاف آہ انصاف انصاف

ولہ

کہتا ہے کوئی پردۂ نسوان ہے معاف	ترمیم فرایض مین کسیکو ہے لاف
پابند نہین دین کے دعوی دین کا	انصاف انصاف آہ انصاف انصاف

ولہ

اسلاف کے ہم مین نہین گرچہ اوصاف	کہلاتے ہین آخر تو نہین کے اخلاف

کچھ قدر نہین ہم کو ہے اس نسبت کی ۔ انصاف انصاف آہ انصاف انصاف

مندرجہ ذیل رباعیات اخبار روزانہ قومی رپورٹ مدراس مین شائع ہوی تھین

عید آئی ہے تمہین ای اہل نظر مبارک ۔ اس صحبت و طرب کا سب پر اثر مبارک
ہر سمت سے صدا یہ کانون مین آرہی ہے ۔ عید الفطر مبارک عید الفطر مبارک

ایضاً

بلبل کو گل مبارک گل کو چمن مبارک ۔ جان کو بدن مبارک لب کو سخن مبارک
عید الفطر مبارک ہے جیسے مومنون کو ۔ قومی رپورٹ تمکو اہل زمن مبارک

ایضاً

ادہر ہم سب کو فرحت عیدکی ہے ۔ اودہر یوروپ مین تیغ اب چل رہی ہے
خوشی اور غم ہین دونون طفل توام ۔ خوشی سے ہے غم مین اور غم مین خوشی ہے

ایضاً

شاعری کی آرزو رکھتے ہین ہم دلمین کثیر ۔ کہنہ طرز شاعری کے ہین مقلد بےنظیر
یہ نہین معلوم آزادی ہو کب حاصل ہمین ۔ فرضی معشوقون کے ہم ہین زلف پیچان کے اسیر

ایضاً

متبدل کیون کر نہو دنیا مین حال شاعری ۔ عشق فرضی کو سمجھتے ہین کمال شاعری
ہند مین پوچھے کوئی قومی تنزل کا سبب ۔ بے تحاشا مین یہ کہدونگا وبال شاعری

ایضاً

امر معروف سے جدا ہین ہم ۔ نہین منکر مین مبتلا ہین ہم
حشر مین کسطرح سے ہوگی نجات ۔ پارسائی سے پارسا ہین ہم

ایضاً

دین پر دنیا کبھی غالب نہین ۔ اسکا شائق اسکا کچھ طالب نہین

لیک ہے یون دین دنیا کے بغیر	روح یک موجود ہے قالب نہین

ایضاً

تم رہو دنیا کے ہر یک کام مین	پر نہ آؤ دین کے الزام مین
دین و دنیا دونون ہم کو چاہیئے	ہے کہان رہبانیت اسلام مین

ایضاً

قومی خدمت ما یہ بہبود دین	قوم کے محسن پہ صدہا آفرین
کسطرح بھولین یہ فرمان خدا	لا یضیع اللہ اجر المحسنین

ایضاً

جائز کوئی می کو ہے بتاتا گمراہ	بے پردہ ہون نسوان کسی کو ہے چاہ
بازیچۂ اطفال بنا ہے مذہب	لاحول ولا قوۃ الا باللہ

ایضاً

بے پدری عیسیٰ کا ہے قرآن گواہ	منکر اسکا ہو کون بغیر از گمراہ
کہتے ہین یہ ہے خلاف عقل و فطرت	لاحول ولا قوۃ الا باللہ

ایضاً

رہبر راہ خدا ہے روزہ	دین و ایمان کی جلا ہے روزہ
حال کیا اسکا ہو عمداً جس نے	ترک خواہش سے کیا ہے روزہ

ایضاً

اگر لاکھون بھی جہان مین کمائین تو کیا ہوا	جو کچھ ہوا حصول وہ یک دن فنا ہوا
عبرت کیواسطے یہ سخن بس ہے بادشاہ	اقبال کو جو اد لئے تو وہ لا بقا ہوا

ایضاً

کوئی نعمت نہین دنیا مین مقابل اسکی	ملی خالق سے جو عزت تو سخن کو ہی ملی

بے خبر ہیں جو سخن سے میں نہیں کہتا ہوں	ذوق این می نشناسی بخدا تا نہ چشی

ایضاً

لیگ اور کانگرس پہ کرو غور کی نظر	دختر یہ دونون ایک ہی مان کے ہیں سر بسر
ہر چنداب بچاؤ کرین ممبران لیگ	چھپتی نہین ہے بات بناوٹ کی بال بھر

ایضاً

ای لیگ خلق مین ہے تو مورد عتاب کی	خود غرضیون نے کیا تری حالت خرابکی
تیرے ملمع کاریان پوشیدہ کیون رہین	کھل جاتی ہے اخیر کو رنگت خضاب کی

مضامین نثر

انسان کیلیئے مذہبی ضرورت

دنیا مین انسان کی زندگی سے بحید و بیشمار ضرورتین وابستہ ہین کوئی ضرورت ایسی نہین جس سے انسان کو ہم مستثنیٰ کرسکین از انجملہ جاہل کو علم کی ضرورت عالم کو خلائق کو مستفیض بنانے کی ضرورت شاعر کو عمدہ خیالات کی ضرورت بدن کو صحت کی ضرورت گرسنہ کو طعام کی ضرورت پیاسے کو پانی کی ضرورت مفلس کو مال و زر کی ضرورت تاجر کو سرمایہ کی ضرورت دہقان کو آلات کشتکاری کی ضرورت وغیرہ وغیرہ ہم جہان تک غور کرین جسقدر خیال کو بلند کرین ہماری گرد و پیش طرح طرح کی ضرورتین ہی نظر آرہی ہین اگر ایک ضرورت حاصل ہو گئی تو پھر دوسری ضرورت حاصل کرنے کی جستجو رہتی ہے کوئی شخص دنیا مین ایسا نہین ملتا جو تمام ضرورتون سے فارغ ہو گیا ہو مہد سے لحد تک ہر انسان کو اپنی ضرورتون کو پورا کرنے کے سوائے چارہ نہین ہر ضرورت کی ایک حیثیت اور ایک رتبہ ہے حسب حیثیت حسب مراتب ہمکو کاربند ہونا چاہیئے ہمارے مضمون کا عنوان مذہبی ضرورت ہے یہ وہ ضرورت ہے کہ انسان کی کوئی ضرورت اسکے مقابل ہو نہین سکتی تمام ضرورتون پر مقدم تمام حاجتون سے معظم حاجت ہے تو بس یہی ہے یہ وہ ضرورت ہے جسکے لئے صدہا ہزارہا انبیائے کرام دنیا مین مبعوث ہوے یہ وہ ضرورت ہے جسپر ہمارے روحانی اور جسمانی اصلاح کا انحصار ہے۔ یہ وہ ضرورت ہے جسپر دنیا و دین کی تمام خوبیونکا دار و مدار ہے

یہ وہ ضرورت ہے جسکے روبرو دنیا کی تمام ضرورتین ایسی ہین جیسے آفتاب کے سامنے ذرہ یا دریا کے روبرو
قطرہ خوش نصیب وہی لوگ ہین جنکو مذہبی ضرورت کا نہ فقط پورا پورا احساس ہے بلکہ مذہبی فرائض سے غافل
رہنا انکے پاس انسانیت سے بعید ہے سچ پوچھو تو دنیا کا انتظام بغیر مذہب کے ممکن ہی نہین فرض کرو اگر دنیا
مین مذہب نہوتا تو انسان کی مطلق العنانی دنیا مین کیا کیا جرائم کیا کیا خرابیون اور کسقدر فسادون کی باعث
ہوتی کیا سرکار کی موجودہ پولس اور موجودہ مجسٹریٹون کی تعداد اسکے انسداد کیلئے مکتفی ہوسکتی تھی نہین ہرگز
نہین یہ مذہب ہی کا طفیل ہے کہ آج ہم امن وامان سے زندگی بسر کر رہے ہین انسان کے محکمہ جسم مین
دل جو بمنزلہ مجسٹریٹ ہے وہ خود سیکڑون فیصلے صادر کرتا ہے متعدد برے خواہشون کی مزاحمت اس سے
ہوجاتی ہے ہان جو کام اسکے حدود اختیار سے متجاوز ہو البتہ اسی کا دنیا مین ظہور ہوتا ہے مجسٹریٹ دل کا سرپرست
اور مقتدا کون ہے وہی مذہب ہے فی الحقیقت وجود مذہب ہی وجود عالم کا باعث ہے کسی شاعر نے کیا خوب
کہا ہے سه نہوتا اگر دین دنیا نہ ہوتی ؎ تمدن کی تصویر زیبا نہ ہوتی

یون تو دنیا مین سیکڑون مذہب ہین ہر مذہب والے کا دعویٰ ہے کہ ہمارا مذہب اچھا ہے مگر جن
حضرات کو خدا نے چشم بصیرت دی ہے جن لوگون کے دل و دماغ نور ہدایت سے منور ہین وہ یہی کہینگے
کہ دنیا بھر مین مذہب اسلام سے بہتر کوئی مذہب نہین مذہب اسلام کے سچے اور پاکیزہ اصول ایسے ہین جسکے
روبرو اعدائے اسلام خود بخود سر تسلیم خم کردیتے ہین انکے متعدد تصانیف و متعدد اقوال اس امر کے گواہ عادل
ہین انشاء اللہ المستعان اور کسی مضمون مین اسکی تفصیل ہم بیان کرینگے بڑے افسوس کا مقام ہے کہ ہم ایسے سچے
مذہب کے نام لیوا ہون اور ہم سے اس سچے مذہب کی پابندی مین قصور ہو۔

اہل اسلام اور انگریزی زبان

مدتون سے دنیا کا یہ دستور اور یہ قاعدہ چلا آرہا ہے کہ حاکم کی زبان محکوم رعایا پر زیادہ اثر کرجاتی ہے
نہ فقط زبان بلکہ حاکم کے اوضاع و اطوار اور لباس کی تقلید بھی محکوم رعایا کو پسندیدہ ہوجاتی ہے حاکم و محکوم
کے تعلقات بھی کچھ ایسے ہین کہ خواہی نخواہی رعایا کو ہر امر مین بغیر تقلید کے چارہ نہین ہر طرح سے حاکم کی دلجوئی محکوم
کے مدنظر رہتی ہے ہندوستان مین مغلیہ سلطنت کے عہد مین سرکاری زبان فارسی تھی رعایا کے دل مین زبان

فارسی کی قدر و قیمت اسی قبیل کی تھی جسطرح آجکل زبان انگریزی کی ہے ہندوستان کا بچہ بچہ فارسی زبان کا دلدادہ اور اسکا مشتاق نظر آتا تھا اکثر فارسی کتب مذہبی رنگ مین تصنیف ہوا کرتے تھے جسکی وجہ سے مذہب کو بڑی تقویت حاصل ہوتی تھی آجکل جسقدر کتب انگریزی مین تصنیف ہوتے ہین مذہبی رنگ سے معرا ہین مذہبی قیمت کی کاستگی کا غالبًا یہی سبب ہوگا سرکار علیہ کی زبان کا اثر دیکھیے کہ باوجود سالہاے سال گزر جانے کے ہنوز ہندوستان مین اسکا رواج باقی ہے۔ جیسے ضلع۔ تعلقہ تحصیلدار منصف سررشتہ دار۔ دربار۔ قسط۔ جمعبندی۔ آبکاری ضابطہ وغیرہ وغیرہ۔ اگر غور کرین تو اور بہت سے الفاظ قبیل کے دستیاب ہوسکتے ہین ہماری دوراندیش برٹش گورنمنٹ نے غالبًا مرقومۃ الصدر الفاظ کو انگریزی مین اسلیے بحال رکھا تاکہ اسکے مقبولیت عامہ مین خلل واقع نہو اگر وہ چاہتی تو ان الفاظ کو انگریزی سے بدل دینا کوئی بڑی بات نہ تھی غرض حاکم کی زبان کا اثر محکوم رعایا پر ہونا جب ایک لازمی امر ٹھہرا تو ہی زمانا جو لوگ اشاعت زبان انگریزی کے مخالف ہین انکی مخالفت دانشمندی سے بعید ہے جس جس طرح برٹش سلطنت کا اقبال اور اسکی قوت و شوکت ہندوستان مین افزون ہوتی جائیگی اس اس طرح زبان انگریزی کی ترقی معراج کمال پر پہنچنے مین کوئی شک و شبہ نہین اشاعت زبان انگریزی کا روکنا گویا ایک سیلاب عظیم کو ہاتھون سے تھامنا ہے اب یہ دیکھنا چاہیے کہ زبان انگریزی کے ناپسندیدگی کی وجہ کیا ہے جو لوگ اس سے ناراض ہین وہ کیسے لوگ ہین تجربہ اور مشاہدہ سے یہ بات بخوبی ثابت ہوچکی کہ انمین اکثر لوگ اہل علم و کمال منصف مزاج ہین انکی ناپسندیدگی اسوجہ سے نہین کہ انگریزی ایک غیر مانوس زبان ہے اسوجہ سے نہین کہ اسکی اشاعت دیگر زبانون کی ترقی مین حائل ہوگی اسوجہ سے نہین کہ انگریزی حکام ہمارے ہم قوم نہین ہین بلکہ انکی ناراضمندی ناپسندیدگی اسوجہ سے ہے کہ آجکل انگریزی خوان گروہ سے دینداری مفقود ہوی جارہی ہے انکے اقوال اعمال بالکل مذہب سے معرا ہین انکے پاس دین و مذہب کوئی چیز نہین حشر و نشر۔ دوزخ و جنت کا اعتقاد انکے پاس فضول ہے مسلمان کہلانیکے لیے فقط نام مسلمانی کافی ہے ان کے پاس دنیا مین اگر کوئی نیکی ہے تو وہ یہی ہے کہ ہر طرح سے قوم مین انگریزی زبان کی اشاعت ہو اسکی تائید و کمک کیلیے زبان و قلم دل وجان مال و زر راحت و آرام سب کچھ وقف ہوجائے تو بہتر ہے حالانکہ انکا یہ خیال سراسر غلط ہے دنیا کی کوئی نیکی حق تعالیٰ کی عبادات یعنے نماز و روزہ حج و زکوٰۃ کے مقابل ہو نہین سکتی جسکے دل مین ایمانی جوش ہے وہ شخص ہرگز کسی نیکی کو عبادات سے افضل نہین سمجھ سکتا

انگریزی خوان گروہ پابند شرع نہونیکی اصلی وجہ یہ ہے کہ انکے آبا و اجداد نے بجز انگریزی تعلیم کے سرے سے لڑکون کو دینی تعلیم ہی نہ دلوائی بعضون نے دینی تعلیم سرسری لڑکون کو دلوائی مگر انگریزی تعلیم کو ہر طرح مقدم رکھا دین و مذہب کی حقانیت ایام کمسنی مین بخوبی ذہن نشین نہونے پائی لڑکون کی عمر جب عہد شباب کو پہنچی تو مذہبی وقعت گھٹانے کیلیے انگریزی جدید فلسفہ کی تعلیم نے گویا سہنے پر سہاگہ کا کام دیا ہمارے پاس بیچارے انگریزی خوان گروہ کا کوئی قصور نہین البتہ اس خرابی کے باعث اگر ہین تو انکے ورثا انکے آبا و اجداد ہین اگر لڑکپن سے ہی دینی تعلیم انکو بخوبی دی ہوتی تو آج کیون ہم انکو دینی بے اعتنائی مین منہمک دیکھتے جس عمارت کے بنیاد مین ہی غلطی ہو اس عمارت کے استحکام کی کیا امید ہوسکتی ہے ہمین شک نہین کہ اگر انگریزی خوان گروہ کی دینی بے اعتنائی یون ہی بڑھتی جائیگی تو قوم کے لئے آئندہ بہت بڑی خرابی کا سامنا ہوگا ؎

این مراتب کہ دیدۂ جزوی است ۔ کار کلی ہنوز در قدر است

البتہ ہمپر یہ اعتراض ہوگا کہ غیر انگریزی خوان بہی تو صدہا ہزار ہا افراد موجود ہین جن مین شریعت کی مطلق پابندی نہین ہے کیون انکو نصیحت نہین کیجاتی؟ کیون انکو راہ پر نہین لایا جاتا؟ صرف انگریزی خوان فریق کے تخصیص کا کیا سبب ہے؟ اسکا جواب یہی ہے کہ انگریزی خوان اور غیر انگریزی خوان مین بہت بڑا فرق ہے وہ یہ ہے کہ جسقدر انگریزی تعلیم یافتہ ہین انمین کوئی فرد بشر ایسا نہوگا جسکو قومی اصلاح کا دعوی نہو کوئی شخص ایسا نہوگا جسکے زبان پر قوم کے تنزل و ادبار کا مرثیہ نہو کوئی ایسا نہوگا جو اپنے فریق کو سب مین معزز و ممتاز نہ سمجھتا ہو اور ہر ایک کو اپنا ہمخیال بنانا نہ چاہتا ہو برخلاف غیر انگریزی دان کے جو شریعت کے پابند نہین ہین انمین ہر گز یہ امور نہین ہین انکے افعال لازمی ہین یعنے اسکا اثر انکی ذات پر محدود ہے قوم کے دیگر افراد پر سرایت نہین کرتا انگریزی خوان فریق کے افعال متعدی ہین جس سے قوم کے دیگر افراد متاثر ہوتے ہین پس ہر ایک کو لازم ہے کہ حتی الامکان انگریزی خوان فریق کو پابند شریعت بنانیکی کوشش کیجائے اس مضمون کے لکھنے سے ہر گز ہر گز ہمارا یہ مقصود نہین کہ انگریزی زبان کی اشاعت نہ ہو بلکہ ہم یہی کہتے ہین کہ جسکا جی چاہے جہان تک چاہے انگریزی سیکھے پڑھے دنیاوی وجاہت دنیاوی جاہ و ثروت دنیاوی رسوخ جسقدر چاہے حاصل کرے مگر شرط یہ ہے کہ اسکے ساتھ دیندار بھی رہے احکام شریعت کا لحاظ رکھے ورنہ اس پیر مرد یگانہ ناصح زمانہ حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمہ کے قول کے مصداق ہوگا جو چھ سو سال کے پیشتر ہمکو جتلا دیا ہے

مباد اولِ آن فرومایہ شاد　　　　که از بہر دنیا دہد دین بباد

انگریزی خوان گروہ مین بغیر پابندی شریعت کے سیکڑون ہزارون افراد کلکٹر اور جڈج بنجایین بلکہ گورنر کے عہدے تک بہی انکی رسائی ہوجائے ان سے نہ خدا خوش نہ رسول راضی نہ قوم پر وہ فخر کرسکتے ہین نہ قوم انکو سرمایہ ناز سمجھ سکتی ہے ٥

هر آنچه شرط بلاغ است باتو می گویم　　　　تو خواه از سخنم پند گیر خواه ملال

صبح

صبح صادق مرہم کافور دارد در بغل　　　　گر علاج زخم عصیان می کنی بیدار باش

اللہ اللہ یہ کسی استاد کا کیا عمدہ شعر ہے جس عمدہ پیرایہ مین جس قریب الفہم انوکہے طرز مین صبح کی تعریف اس نے ادا کی ہے نہایت درجہ قابل تحسین و آفرین ہے اور اسکی داد نہ دینی سخت بیدادی ہے صبح صادق کو مرہم کافور سے تشبیہ دینی مجروحان خنجر عصیان کا اس سے علاج مقرر کرنا کسقدر دلکش اور دلچسپ مضمون ہے بیدار باش سے صرف ہوشیار رہنا یہان مراد نہین بلکہ اپنے پاک پروردگار کے ذکر و فکر مین اسکے عبادت مین مشغول رہنا مقصود ہے دنیا بہر کے تمام حیوانات چرند پرند ہر قسم کا ذی روح ہر طرح کا جانذار صبح کے وقت اپنے حقیقی مالک و آقا اپنے پاک پروردگار کے دہیان مین لگا رہتا ہے یہ تو بدیہی بات ہے اس سے کوئی انکار کرسکتا ہے ؟ نہین ہرگز نہین بہت تعجب ہے ہم انسانون سے جو صبح کے وقت نشۂ غفلت مین مست ہوکر بیخبر پاؤن پہیلائے سو رہتے ہین ایسے مبارک ایسے پیارے وقت کو بے پروائی سے کہو بیٹھتے ہین باوجود اسکے پہر ہم کو اشرف المخلوقات کہلانیکا دعوی بہی ہے کیا یہ بے زبان بے شعور ناچیز حیوانات سے ہمکو عبرت حاصل نہین ہوتی کیا اشرف المخلوقات کہلانے کا یہی مقتضا ہے کہ صبح جیسے پاکیزہ وقت مین بہی اپنے خدا کو یاد نکرین ٥

وائے بر ما وائے بر انجام ما　　　　عار دارد کفر از اسلام ما

رات اور دن کے چوبیس گھنٹون مین صبح کا وقت ایسا پیارا اور سہانا وقت ہے ممکن نہین کہ کوئی

یہ مضمون اردو
[illegible]
مدارس ...
اور رسالہ الذری تجارت
مدارس مین طبع ہوا ۱۲

وقت اسکے مقابل ہوسکے وہ شمع سحر کا جہلملا جہلملا کے جلنا وہ پروانوں کی کنارہ کشی وہ معشوقوں کا اپنے عاشقوں کے بستر سے تہوڑے وقت کیلئے ہٹ جانا وہ تہنڈی تہنڈی نسیم سحر کی چمن مین خوش خرامی وہ سربستہ غنچوں کی شگفتگی وہ شبنم کے قطروں کی درختوں کے سبز پتیوں پر موتیوں جیسی بہار وہ درختوں کی سرسبزی اور انکا نکہار وہ بلبلوں کی نغمہ سنجی ودلگداز وہ قمریوں کی سرو چمن پر کوکو کی پیاری پیاری آواز وہ زاغ وزغن کا بیساختہ بے محابا شور وغوغا وہ سخت سخت مریضوں کا مرض سے افاقہ وہ دلجمعی وسکون وقرار وہ پرنور سپیدی کا عالم وہ موذنوں کی اذان کے الفاظ کے ساتھ الصلوۃ خیر من النوم کی پاک ہدایت وہ مصلیوں کا جلد جلد اپنے قضائے حاجت سے فارغ ہوکر مسجد کی طرف متوجہ ہونا وہ نمازمین اماماں مسجد کی خوش لہجگی کے ساتھ قرآن شریف کی تلاوت وہ بعد نماز باعجز وانکسار دعا کی طوالت غرض ان تمام امور ان تمام واقعات مین کوئی امر کوئی واقعہ ایسا نہین جو دلوں کو اپنی طرف کہینچنے مین قوت مقناطیسی کا حکم نہ رکہتا ہو ہر امر ہر واقعہ دلربا ہے دلکش ہے دلچسپ ہے دلفریب ہے جسکو دیکہکر بے اختیار یہ شعر زبان پر آہی جاتا ہے۔ ؎

ایک دل دلبر بہت اب کس کو کس کو دیجئے
دلمین آتا ہے کہ اس دل کے ہی ٹکڑے کیجئے

اہل سخن کے گروہ مین مختلف مذاق مختلف طبیعت کے لوگ موجود ہین ہر شخص کچھ نہ کچھ کہیگا۔ مگر مجھ سے پوچھا جائے تو مین یہی کہونگا کہ فکر سخن کیلئے صبح کے وقت سے بہتر اور کوئی وقت نہین طبیعت کی آمد خاطر جمعی پر منحصر ہے خاطر جمعی جسطرح ہونی چاہیئے بجز وقت صبح کے اور کسی وقت مفقود ہے علاوہ اسکے تمام اطبائے یونانی اور انگریزی ڈاکٹروں کے نزدیک قواعد احتیاط صحت مین صبح خیزی ایک جزو اعظم سمجہی جاتی ہے صبح کا غسل صبح کی ورزش صبح کی مشی یہ تمام امور حفظان صحت کے ماتقدم اسباب ہین اور تمام مغربی اقوام ان پر عمل پیرا ہین تعجب کا مقام ہے کہ ہم مسلمانوں مین جو لوگ مغربی طرز معاشرت مغربی اوضاع واطوار کے دلدادہ ہین ان مین اکثر افراد نہ فقط صبح خیزی کی نعمت سے محروم ہین بلکہ اسکے متعلق دیگر ابواب کے بھی عادی

نہین ہان البتہ ایسے امور کی زیادہ تقلید کیجاتی ہے جس سے نہ کوئی ذاتی نفع ہے نہ قوم کی کوئی بہبودی۔ جیسے تقلید لباس تقلید ماکولات و مشروبات تقلید رسومات مغربی وغیرہ وغیرہ مین یہ نہین کہتا کہ بالکلیہ مغربی اقوام کی تقلید نہ کرنی چاہیئے بلکہ میرا مطلب یہہ ہے کہ ان امور کی تقلید کیجیے جن سے اپنی ذات کیلیے اپنی قوم کے لئے کوئی فائدہ کی ہی صورت نکل آئے دنیا مین کوئی قوم ایسی نہین جو تمام خوبیون کا مجمع ہو۔ بلکہ خوبیون کیساتھ چند در چند برائیان بھی ضرور موجود رہتی ہین ہمکو چاہیئے کہ خوبیون کو اخذ کرین برائیون سے احتراز کرین۔ خذ ما صفا دع ما کدر کے مقولہ پر کاربند ہونا چاہیئے خیر یہ ایک جملہ معترضہ تہا جو درمیان مین آگیا پھر مین اپنے اصلی مطلب کے طرف رجوع کرتا ہون مین نے جو کچھ وقت صبح کی تعریف کی ہے وہ مشتے نمونہ از خرواری ہے مجھہ جیسے کم استعداد قلیل البضاعت ہیچمدان کا کیا حوصلہ اور کسطرح مجھہ سے صبح کی تعریف کا حق ادا ہوسکے میری تقریر مین اگر کوئی خطا و لغزش ہے تو اہل مجلس سے معافی کا خواستگار ہون ؎

آئینہ خود باش صفائے بہ ازین نیست　　عیب ہمہ کس پوش قبائے بہ ازین نیست

شام

ای وقت شام مین آج تیرے حالات تیرے کیفیات ظاہر کرنے پر اردو سوسائٹی کی طرف سے مامور ہوا ہون مگر مین اس حیص و بیص مین ہون کہ لکھون تو کیا لکھون تعریف لکھون یا مذمت اگر مذمت کرون تو تجھکو اچھا جاننے والے لوگ مجھہ پر برہم ہو جائینگے تعریف کرون تو تیرے بدخواہ مجھہ پر چاپلوسی اور خوشامدی کا الزام دہرینگے اور یون کہینگے ؎

اچھے کو برا برے کو اچھا سمجھے　　کتنی یہ سمجھ بری ہے اچھا سمجھے

خیر کچھ ہی ہو مین غلو اور مبالغہ کو بالائے طاق رکھکر صحیح صحیح حالت و واقعی کیفیت کا فوٹو کھینچ دیتا ہون ع ہرچہ بادا باد ما کشتی در آب انداختیم۔

اے وقت شام! تمام ذی لیاقت تمام شعرائے جادو بیان تیرے اور وقت صبح کے درمیان جو واؤ عطف لاتے ہین اور اس کو اپنا محاورہ بناتے ہین یعنے صبح و شام و سحر کہتے ہین۔

اس سے ہرگز یہ مطلب نہین کہ تو وقت صبح کا مقابل ہے یا مترادف ہے یا تجھہ مین ہمسری صبح کے اوصاف موجود ہین بلکہ اس سے مراد کسی چیز کی ابتدا اور انتہا بیان کرتا ہے گویا از ابتدا تا انتہا اس کا پورا مفہوم سامع کے ذہن نشین بنا دینا ہے یعنے دن کی ابتدا صبح ہے اور انتہا شام اسلیئے صبح کو معطوف الیہ اور تجھکو معطوف بنایا جاتا ہے ورنہ کہان وقت صبح اور کہان تو ؎

گرکنان اس سے کھٹے اس سے جگر ہو چاک چاک　　ماہِ تابان اور ہے رخسار جانان اور ہے

اے وقت شام ! ہمین نے مانا کہ صبح کے وقت نور کا عالم جو تمام دنیا پر چھا جاتا ہے وہ تجھہ مین موجود ہے مگر انسان کے دلمین جو اطمینان اور جو تفریح کا سامان صبح کے وقت قدرت نے عطا کیا ہے ۔ وہ تجھہ مین بالکل مفقود۔ مریض گو اسکی کیسی ہی سقیم حالت ہو ضرور صبح کے وقت اس مین کچھ نہ کچھ افاقہ نظر آتا ہے برعکس اسکے تجھہ مین مرض کا اشتداد بڑہجاتا ہے شعرا ئے زمانہ صبح کو وصال سے نسبت دیتے ہین اور تجھکو فراق سے یعنے کہتے ہین کہ صبح وصال اور شام فراق وصال جیسی پیاری شئی کو صبح سے نسبت دینی اور استعارہ کرنا اور فراق جیسی ناگوار چیز کو تیرے متعلق نسبت کرنا اس امر کی واضح تر دلیل ہے کہ تجھہ مین اور صبح مین بہت بڑا فرق ہے وقت صبح باعث مسرت ہے اور تو موجب کدورت وقت صبح دیرپا ہے اور تو سریع الزوال صبح کے ساتھ ساتھ مہر منور کا نو رہی نور ہے اور تیرے ساتھ شب دیجور صبح کو رخ یار سے شعرا تشبیہ دیتے ہین اور تجھکو نہ فقط گیسو ئے سیاہ سے مثال دیتے ہین بلکہ کالی بلا بھی کہتے ہین جیسے کسی نے کہا ہے ؎

صبح جسطرح گزرتا ہے گزر جاتی ہے　　شام کیا آتی ہے یک کالی بلا آتی ہے

اوقات نماز مین جسقدر تنگی اور کمی تجھہ مین پائی جاتی ہے اور مصلیون کو نماز فوت ہونیکی گھبراہٹ تیرے وقت مین پیدا ہوتی ہے اور کسی وقت مین نہین البتہ ایک بڑی خوبی تیری یہ ہے کہ ملازمت پیشہ تجارت پیشہ زراعت پیشہ لوگ تمام دن کی جسمی دماغی محنتون کو برداشت کرکے تیرے ظہور سے پہلے اپنے اپنے مکانون کو واپس آجاتے ہین اور تجھہ سے وہ آرام

لیتے ہین اور تو انکے لئے مرکز مسرت وانبساط بنجاتی ہے وہ لوگ بازبان حال تجھہ سے
مخاطب ہوکر کہتے ہین ع

ای وقت تو خوش کہ وقت ما خوش کردی

ای وقت شام! اگرچہ نسیم صبح گلزار مین غنچون کو شگفتہ بناتی ہے درختون کو ترو تازگی
مین لاتی ہے اور تیری ہوا بھی کم وبیش وہی صفت رکھتی ہے اور تیرے وقت بھی طیور اپنی اپنی بولی
بولتے ہین مگر کیا حاصل تیرے وجود و عدم کے درمیان فاصلہ اسقدر کم ہے کہ کچھ کہا نہین جاتا۔ اگر
فاصلہ زیادہ ہوتا تو ہمکو تیری کارروائیون پر غور کرنے کا موقع ملتا تیری تنگدلی نے تیرے تمام اوصاف
کو ملیامیٹ کردیا۔ اے وقت شام! بعضے اہل محاورہ صبح کو وطن سے تجھکو غریبان سے نسبت دیتے
ہین یعنے صبح وطن شام غریبان کہا کرتے ہین سچ ہے دنیا مین کسی فرد بشر کا دل وطن کی الفت
سے خالی نہین یہ ایک فطرتی امر ہے۔ ؎

یوسف کہ بمصر بادشاہی می کرد می گفت گدا بودن کنعان خوشتر

حب وطن کی دلچسپی کے ساتھ صبح کی بہار بھی شامل ہو جائے تو پھر کیا پوچھنے نورٌ علیٰ نورٌ
دونون کا انضمام سہنے پر سہاگہ ہوگیا غرض اہل وطن کیلئے صبح وطن بڑی پیاری چیز ہے اور نہایت
مسرت انگیز ہے اس کا لطف اسکی خوشنمائی اسکی بہار انہی لوگون سے پوچھنا چاہئے جو اہل
وطن ہین ع تیغ قاتل کی صفت گھائل سے پوچھا چاہئے

صبح وطن کے مقابل مین شام غریبان کے حالات بالکل مغائر ہین لفظ غریبان سے اگرچہ
مفلس ومحتاج لوگ کا مفہوم بھی نکلتا ہے مگر شام کے ساتھ لفظ غریبان کا استعمال زیادہ تر مسافرون
کے ہی معنے پر ہوا ہے۔ ظاہر ہے کہ مسافر لوگ شام کے وقت جب منزل پر پہنچتے ہین توکسقدر رنجیدہ
اور کبیدہ خاطر رہتے ہین گو ان کیلئے منزل پر ہر طرح سامان راحت و آرام میسر ہو مگر راہ کی تکان
جسم کی کوفتگی مزاج کی پریشانی وکدورت سامان راحت وآرام سے پورا پورا حصہ نہین لینے دیتی بلکہ رنج
مسرت پر غالب آہی جاتا ہے۔ ؎

حسرت پہ اس مسافر بیکس کے روئیے — جو تھک گیا ہو بیٹھ کے منزل کے سامنے

اے وقت شام! میں خوب جانتا ہوں کہ تو بے جان ہے بے زبان ہے تجھے مجھ پر حرف گیری کرنے کی طاقت نہیں ہاں وہ لوگ جو تیرے کیفیات تیرے جذبات کو محسوس کرنے والے ہیں تیری نیابت میں کچھ نہ کچھ کہینگے مجھے ان کا کہنا بسر وچشم قبول ہے وہ لوگ جو کچھ کہتے ہیں کہنے دو ای وقت شام! خدا حافظ اب تجھ سے رخصت لیتا ہوں سہ

ہر طرح رنج جدائی سے بچائے اللہ — زندگی باقی ہے گر پھر بھی ملائے اللہ

تقریظات وقطعات تاریخ طبع رسالہ ہذا

تقریظ دلپذیر جناب شاہ ابو العرفان محمد عبد الرحمن صاحب فاروقی المتخلص بہ تسلیم مجدد علوم صوفیہ دام لطفہ

گلزار بادشاہ اپنے مصنف کی ذاتی خوبیوں کے باعث تقریظات۔ تمہیدات وتاریخات کا خواہاں نہیں آفتاب عالمتاب کے طرح وہ خود ضیا گستر ہے میں نے چونکہ اپنا نام گلزار بادشاہ کے ساتھ قایم رکھنا چاہا اسلیئے میں بھی ہولگا کے شہیدوں میں ملگیا مصنف گلزار بادشاہ کی قومی خیر خواہی اور لیاقت نفسی معارف بادشاہ (انکی سوانح) سے اظہر من الشمس ہوچکی اور دوبارہ قند مکرر کیطرح گلزار بادشاہ سے عیاں ہورہی ہے میرے محترم دوست جناب نجوم صاحب مدراسی نے بادشاہ نوراللہ مرقدہ کی شاعری بلند خیالی بیمثل تاریخ گوئی کا جو نقش کھینچا ہے ممکن نہیں کہ مرحوم کا کوئی زندہ دوست اب اور ایسی تصویر اتارے۔ بادشاہ نوراللہ مرقدہ کا دوسرا نام حالی مدراس تہا اپنی عمر کا اخیر حصہ جن خیالات اور قومی خدمات میں طی کیا ایک حیرت انگیز معاملہ ہے۔ گلزار بادشاہ کا مضمون بزبان حال کہہ رہا ہے کہ بادشاہ کا شاعرانہ خیال سہ دگر آسمان ودگر عرش جوید ÷ بلندی طبع حقایق بیانش۔

دہلی اور لکھنو والوں کی اردو نظم اور انکی روزمرہ بول چال اور انکے ملکی محاورے اہل مدراس کی فطرت سے دور ہیں بعض شعرائے مدراس دہلی لکھنو والوں کی تقلید اور انکی شاگردی کو اسلیئے فخر سمجھتے ہیں کہ انہیں بجز الفاظ پرستی اور کوئی مادہ نہیں مضمون آفرینی کا جوہر جو خاص موہبت ایزدی سے

متعلق ہے الفاظ پرست شعرا میں نہیں پیدا ہوتا وہ کتنا ہی سرمایۂ حقیقی شاعری (مضمون آفرینی) کی تعریف مولانا روم رح نے یوں کی ہے۔ ؎

شاعری جزویست از پیغمبری   جاہلانش کفر خوانند از خری

میں کہتا ہوں کہ میرے مخدوم بادشاہ کی مقدس فطرت میں خدا نے مضمون آفرینی کی وہ قابلیت رکھدی تھی جو جزو نبوت سے متعلق ہے پس بادشاہ نے اس جوہر الٰہی کو اپنے ملک کی زبان میں عرض کیا ہے جسکا نام گلزار بادشاہ رکھا گیا ہے۔ بادشاہ نور اللہ مرقدہ کا لائق جانشین اپنے والد امجد کی یادگار قایم رکھنے والا خطیب محمد عبدالرشید زاد اقبالہ نے ۱۳۳۶ ہجری میں گلزار بادشاہ طبع کرواکے صرف اپنے والد ماجد کی روح مقدس کو ہی خوش نہیں کیا بلکہ اپنے والد کے احباب اور اپنے وطن کے اہل علم کو تحفۂ گلزار بادشاہ سے ممنون و مشکور کیا۔ میں دعا کرتا ہوں کہ خداوند کریم عزیزم خطیب محمد عبدالرشید زاد عمرہ کو تندرستی اور تجارت مال کی ترقی کے ساتھ از دیاد ایمان اور خاص اپنی معرفت کا علم عنایت فرماوے اور اپنے والد ماجد کی یادگار میں تعمیرات پل و مسجد و چاہ و مہمان سرا کی توفیق بخشے آمین۔

نظم

صاحب خلق و مروت ذی وجاہت ذی کمال   شاہ اقلیم سخن اور منبع جود و نوال

حافظ شرع پیمبر سالک راہ خدا   حاجی الحرمین قادر بادشہ فرخندہ فال

وہ خطیب دین و دنیا وہ ادیب ملک و قوم   وہ جنوبی ہند کا تھا شیخ اہل حال و قال

یاد حق سے دولت دین اور تجارت سے معاش   مہدی اہل وطن تھا حق نما فرخ مآل

وہ ابھارا قوم کو تہذیب اور اخلاق پر   مذہبی تعلیم کا تھا رات دن اسکو خیال

صوفی و عارف نہاں و عابد و زاہد عیاں   سیکڑوں میں منتخب تھا شاعر شیریں مقال

خاک وانمباڑی کہتی ہے زبان حال سے   حاجی قادر بادشہ تھا بے عدیل و بے مثال

انجمن اور دار اخبار و سوسیٹی مدرسے   یاد کرتے ہیں تجھے ای بادشہ صاحب کمال

یادگاریں سب وہ اپنی آپ قایم کر گیا   اور یک گلزار نامی بادشہ کا تھا مقال

جانشین بادشہ عبدالرشید نامور — باپ کے گلزار کا ہے باغبان وہ خوش خصال

اس کلام بے بہا کو اسنے شائع کر دیا — تا ہو خوشنودی پدر کی اور رضائے ذوالجلال

دوسرا مقصد یہ تہا ہو قوم اس سے مستفید — اور احباب مصنف پائین لطف لازوال

جن بزرگون کو ہو حاصل سیر اس گلزار کی — ملتجی ہون وہ بدرگاہِ خدائے لایزال

تا مصنف پر ہو نازل رحمت باری مدام — روح اسکی شادمان ہو رنج وغم ہون پائمال

صدق دل سے فاتحہ ہو اور ایصال ثواب — ہے یہی میری گزارش اور یہی ہے عرض حال

ہے دعا تسلیم کی ہر اہل دین کے واسطے
بادشہ کی زیست کر سبکو عطا اے ذوالجلال

"فکر علامۂ فخری" ۱۳۳۶ھ

تقریظ جناب مولانا الحاج مولوی حکیم سیدہ شاہ محمد فخرالدین صاحب نقوی فخری سجادۂ خانقاہ و متولی
مسجد فخریہ واقع میلاپور مدراس

"خیر جاری بادشہ" ۱۳۳۶ھ

خطیب قدر شناس۔ عزیزی محمد عبدالرشید صاحب خلف الصدق جناب اخی فی اللہ حاجی خطیب قادر بادشاہ صاحب مرحوم نے مجہہ سے یہ فرمائش کی ہے کہ مین جناب بادشاہ مرحوم کے مجموعۂ مسمّی بہ گلزار بادشاہ پر جو زیر طبع ہے تقریظ لکھون کلام بادشاہ پر تقریظ وہی لکھے جو بادشاہ کلام ہو۔ بادشاہ کا کلام کلام بادشاہ ہے۔ کیونکہ مثل مشہور ہے کلام الملک ملک الکلام نہ مین بادشاہ ہون اور نہ میرا کلام بادشاہ ہے۔ جناب بادشاہ مرحوم کی تعریف اور انکے کلام کی توصیف وہ کر سکے جو اونہین سا ہو۔ نہ وہ ہوگا نہ یہہ ہو سکیگا۔

جنوبی ہند کی خصوصیت کیا ہے ہندوستان کے خاص قادر الکلام لوگ بہی آپ کے کلام سے واقف ہین۔ عجم تو عجم عرب مین بہی آپ نے اپنا سکہ جمایا تہا کعبۂ مقدس اور روضۂ اطہر

زادھم اللہ شرفاً و تعظیماً کی زیارت کے وقت بادشاہ سخن نے اپنے بادشاہ اور آقائے حقیقی جل جلالہ و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے درباروں میں کلام بادشاہ قرأۃ فرمایا تھا آفتاب کی منوری اور آسمان کی بلندی کو سب مانتے اور جانتے ہیں کوئی کہے تو کیا اور نہ کہے تو کیا۔

علاوہ اسکے ہر قسم کے صفات حمیدہ اور قابلیت پسندیدہ کی جامع بادشاہ مرحوم کی ذات شریف تھی۔ شاعری انشاپردازی میں بھی آپ ہی اپنا نظیر یا ثانی تھے۔ آپ کی خوش بیانی اور نازک خیالی کا یہ مرتبہ کہ جنکو انا ولاغیری کا دعویٰ ہے۔ جب آپکے نثر و نظم کلام کو سنتے ہیں تو آپ کی استادی کو تسلیم ہی نہیں کیا بلکہ توصیف بھی کی ہے۔ کسی نے آپکی تعریف میں کیا خوب کہا ہے

در بستن شعر ہم سنگ بیدل   و ندر قصاید ہم دوش سلمان

یہہ تصنیف بھی ایسی ہے جسکی تعریف حد امکان سے باہر ہے میرا دعویٰ بے دلیل نہیں ہے جسکو یقین نہ ہو وہ اس کتاب کو دیکھے اور ابتدا سے اس وقت تک جتنی کتابیں اردو نثر و نظم میں لکھی گئی ہیں مجھے دکھاوے کہ اسطرح کی نظم و نثر کسی نے لکھی ہے؟ یہہ سلاست بیان یہہ صفائی ترکیب یہ نازک خیالی۔ یہہ مضامین عالی۔ یہہ رنگ۔ یہہ ڈھنگ۔ کس کے نظم و نثر میں ہے؟ ارباب زمانہ اگر رشک نہ کریں اور انصاف سے نہ گزریں تو اونکو تسلیم کرنا لازمی ہے۔ حاسدوں کو سوائے غم کہانے اور مغموم ہونیکے اور کیا نتیجہ حاصل ہو سکتا ہے آپ کی نظم "نظم سربلند" اور آپ کی نثر "گلستان بلند فطرت" ہے۔

جان دیدہ بقالب معنی   گویم او را اگر خدائے سخن

گر چنین شاہد سخن باشد   می کنم جان خود فدائے سخن

خطیب رشید سلمہ اللہ نے یہ ایک معمولی کتاب نہیں چھپوائی ہے بلکہ مجموعہ بے نظیر پبلک کے پیش کیا ہے جسکو فی الحقیقت "مجموعہ اسرار سخن" یا "تبرکات بادشاہ" کہنا زیبا ہے۔ خدا بادشاہ مرحوم کو اسکا اجر دے اور آپ کے خلف الصدق کو دیرگاہ سلامت باکرامت رکھے اور الولد سر لابیہ کا سچا فوٹو بناوے۔

تقریظ از نتیجہ طبع جناب ابوالمقبول محمود الحسن صاحب المتخلص بہ محمود متوطن وانمباڑی

لائق حمد و ثنا وہی باغبان حقیقی ہے جس نے سرزمین عالم مین گلزار سخن کو سرسبز و شاداب کیا فہم ناقص اور ذہن نارسا کو کنہ ذات باری تک رسائی کہان زبان و قلم سے اسکی حمد ادا ہو کیا امکان ۔ جل جلالہ و عم نوالہ ۔ نہ فقط حمد کا ہی یہ حال ہے بلکہ نعت کا دعوی کرنا بھی نرا بیہودہ خیال ہی۔ مگر خاموشی بہی باعث رنج و ملال ہے سیاح لامکان کے ادراک کیلیئے طائر حواس مقطوع البال ہے اسکا ادا کرنا غیر ممکن ہے نہ کہ محال ۔ انسان ضعیف البنیان اسکا اہل ہو سکے کیا مجال ۔ سزاوار ستایش وہی چمن آرائے رسالت ہے کہ جس نے نکہت گلزار سخن سے مشام اہل ایمان کو صورت طبلۂ عطار معطر کیا اور گنہگاران امت کی شفاعت کا بیڑا اٹھایا صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و اصحابہ اجمعین ۔

امابعد خاکسار احقر الزمن محمود الحسن متخلص بہ محمود ارباب علوم کی خدمات مین بشارت تازہ اور نوید روح افزا پیش کرتا ہے ۔ الحمد للہ کہ ان ایام فرحت انضمام مین شاہد مدعا پردۂ اخفا سے جلوہ فرما ہوا یعنی میرے مخدوم و معظم ۔ مجد و مکرم حضرۃ الحاج خطیب قادر بادشاہ صاحب المتخلص بہ بادشاہ ۔ طاب اللہ ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ کا دیوان مسمی بہ گلزار بادشاہ زیور طبع سے مزین ہو کر غنچۂ آرزوے دیرینہ کو شگفتہ بنایا اور مشتاقان سخن کو اپنی دلربائی کا عالم دکھا کر شیدا کیا ؎

للہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر می خواست آخر آمد زپس پردۂ تقدیر پدید

باغ سخن کے متوالو! شاعری کا صحیح مذاق رکھنے والو! ذرا اس گلزار پر بہار کی سیر کرو اور گلہائے سخن سے اپنا دامن بہر لو پہر اگر آپ کی زبان پر یہ شعر جاری نہو تو میرا ذمہ ؎

چون این رشک چمن محفل بدیدم شگفتم گل شدم گلزار گشتم

سبحان اللہ گلزار بادشاہ کیا پیارا نام ہے سخن فہم و نقیقہ رس اصحاب نام کی بندش پر ہی جان دینگے یہ وہ گلزار ہے جسکو نہ خوف خزان ہے نہ خلش خار ہے ہر گل اسکا گل خورشید کا ہمسر ہے ہر شگوفہ شگوفۂ امید کا مظہر ہے ؎ عجب سخن کا شگفتہ ہے گلشن بے خار ٭ خزان کا خوف نہ صیاد کا ہے غم زنہار

بڑی خصوصیت اس دیوان کی یہ ہے کہ یہ مرحوم کے سچے خیالات اور پاک جذبات کا آئینہ ہے۔ جسمین عشق رسول مقبول کا عکس رونما ہے نہ اس مین حق وصداقت کا خون ہے نہ الشعراء یتّبعہم الغاوٗن کا مضمون ہے اسلیئے ہر پیر وجوان اسکے حسن وجمال پر فریفتون ہے ہر شعر نازک خیالی کا میدان وسیع ہے ہر کلام نوایجاد اور ہر مضمون بدیع ہے فقرہ فقرہ مین فصاحت ہے لفظ لفظ مین بلاغت ہے جسکو ذہن سلیم اور فکر رسا کا عطیہ حاصل ہے وہ اتنا کہے بغیر نہین رہ سکتا کہ ہر ہر شعر اسکا غواصان دریائے فکر کیلیئے گوہر آبدار ہے یہی راستی کا اظہار ہے اس مین لاف وگزاف کو دخل ہے نہ مبالغہ شاعری کی نقل ہے بلکہ اس سراپا مخزن برکات مین حمد الٰہی نعت نبی مدح خلفائے راشدین واہل بیتؓ کے ساتھ ساتھ قومی نظمین بھی درج ہین گو کہ مین علمی میدان مین پسماندہ ہون مگر مذاق سخن سے بے بہرہ نہین ہون۔ شاہد سخن پر جان دیتا ہون حسن معانی کا فریفتہ اور دیوانہ ہون اس لحاظ سے بلا تصنع یہ کہتا ہون کہ بادشاہ سخن کی طبع خداداد نے جو جوہر دکہائے ہین اسکی قدر وقیمت وہی جان سکتے ہین جو مذاق سخن مین کامل دستگاہ رکہتے ہین۔ بڑی خوبی یہ ہے کہ فرضی عشق کے ناپاک جذبات سے انکا کلام مبرا ہے میری دُعا ہے کہ خدا سر ہے تو یہی سودا سے کہ محبت محبوب خدا اور اہل بیت مین محو رہے وہ انسان ہی کیا ہے جو اس دولت سے محروم رہے قوم کا ہمدرد اور غمخوار بھی وہی بن سکتا ہے جو مصنوعی تعشق اور خیالی ڈہکوسلون سے محترز رہے اخیر مین ناظرین سے ملتجی ہون کہ اس پر بہار گلزار کی سیر سے حظ وافر اٹہا نیکے بعد میری دعا مین شریک ہو جائین کہ خداوند کریم مصنف کو اس کا نیک صلہ عطا کرکے اپنی رحمت کاملہ سے ممتاز فرمائے۔

ع این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد

قطعات تاریخ

از جناب محمد سمعیل سیٹھ صاحب المتخلص بہ مغموم متوطن مدراس

سرسبز و پر بہار ہے کیا گلشن سخن	پہنچے یہان خزان یہ نہین اسکو دستگاہ
مغموم بلبلان سخن کو یہ دے نوید	راحت فزا پیام ہے گلزار بادشاہ ۱۳۰۶ھ

ولہ

دلچسپ و دلفزا احسن بےنظیر ہے / عشاق شاہدان معانی کی سیرگاہ
ہین کلک بادشاہ کے گلکاریان دلا / لکھ نقش آفریدہ ہے گلزار بادشاہ

ولہ

سرمایۂ نشاط ہے باغ گل سخن / حاصل ہو جس سے معرفت قدرت الہ
مغموم سال طبع کا خواہان ہو گر کوئی / لکھ۔ ہے مفید رویت گلزار بادشاہ

ولہ

حاصل ہو سیر لطف ارم اہل ذوق کو / پڑ جائے اسکے حسن معانی پہ گر نگاہ
مغموم بہر سال لب انبساط سے / لکھ۔ زینت ربیع ہے گلزار بادشاہ

ولہ

کیا دلربا ہے نکہت گلہائے معنوی / لطف سخن اٹھائین جو ہین غم کے مبتلا
مغموم سال طبع کہو از لب امید / گلزار بادشاہ ہے نقش طرب افزا

از جناب الحاج محمد عبدالقادر صاحب متخلص بہ شاکر ساکن و انمباڑی

بادشہ نے گل کہلاتے تازہ تر / تیسرا دیوان ہے یہ گلزار شاہ
ہے مشام آرا یہ گلزار سخن / روح افزا ہے کلام بادشاہ
تمکو گلہائے مضامین گوندہنے / چاہیے تفہیم کا تار نگاہ
شاہ معنی کا لقب ہے آپ کو / ہین تصانیف آپکے اسپر گواہ
آپ ہین جان سخن سکان سخن / آپ افلاک سخن کے مہر و ماہ
آپ کا ہے نام بالاے زمین / آپ ہین زیر زمین باعز و جاہ
آپ کے اخلاق کی مداح خلق / آپکے اوصاف ہین شہرت پناہ
آپ ممدوح خلائق سربسر / خیرخواہ ملک و قومی خیرخواہ

آپ کے اشعار سرتاج سخن — آپ ہین شاہ سخن بے اشتباہ
روح اقدس آپ کی ہو خلد مین — قرب حق ہو آپ کی آرام گاہ
حق کرے مرحوم کو جنت نصیب — یہ دعا شاکر کی ہے شام وپگاہ
اسکی یہ تاریخ شاکر نے کہی — تاج نو گلزار قادر بادشاہ
۱۳۳۶ھ

ولہ

کرتے ہین بادشہ کے سخن کو سند ہین پیش — ملک دکن کے نامی سخنور جوان و پیر
شاکر نے اسکی عیسوی تاریخ یہ کہی — گلزار بادشہ ہے یہ علامہ بے نظیر
۱۹۱۸ء

از جناب حکیم سید شاہ محمد صبغتہ اللہ صاحب حسینی القادری نور ـ متوطن مدراس

آئی بہار تازہ کھلا اک نیا چمن — اتراتی ہے ہر ایک نظر باز کی نگاہ
بلبل ہے شاد رنگ گل وغنچہ دیکھکر — باد خزان کو بھولی ہے اس بوستانکی راہ
گو باغبان لگاکے چمن ہو گیا روان — باران وباد بنگئے بلبل کے اشک وآہ
اسکے جو ہین کھلائے ہوئے وہی چمن — ہر ایک رنگ خاص کا ہے شاہد وگواہ
جسطرح لہلہاتے ہین عالم مین وہ چمن — اسپر بھی تازگی سے ہے جنت کا اشتباہ
مطبوع نظمین اون چمنون سے مراد ہین — مقصود باغبان سے ہے شاعر سخن پناہ
شاعر وہ بادشاہ تخلص شہیر خلق — بحر اجل نے کشتی عمر اوسکی کی تباہ
دیوان چھپگیا ہے یہ اوسکا جو اوسکے بعد — جو شخص دیکھتا ہے وہ کہتا ہے واہ واہ

نکلا یہ سال نور نے ڈالی جو چشم دید
رنگین و پر بہار ہے گلزار بادشاہ
۱۳۳۶ھ

از جناب نواب محمد منور صاحب گوہر نائب خاندان کرناٹک مدراس

دیوان نہین یہ گلشن رنگین ہے لاکلام — گل سے شگفتہ اسکے مضامین ہین سب کے سب
یون عندلیب خامۂ گوہر ہے نغمہ زن — گلزار بادشاہِ سخنگو چھپا ہے اب
۱۳۳۶ھ

از جناب مولوی سید علی صاحب قادری بہار ساکن حیدرآباد دکن

گلزار بادشہ کا پہولا پہلا ہے کیسا / دیکھو تو سیر اسکی آنکھین یہ کہہ رہی ہین
کہدو بہار تم بہی تاریخ اسکی ہجری / نظمین یہ واہ کیسی اچھی کہی گئی ہین ۱۳۴۶ھ

از جناب خان بہادر ڈاکٹر الحاج خواجہ محمد حسین صاحب متخلص بہ خواجہ چیف مڈیکل آفسر بیگن پلی اسٹیٹ

ہست فرزند رشید بادشاہ / مشفقی عبدالرشید نیکنام
طبع زاد والدش را قصد طبع / این زمان دارد بحسن اہتمام
بسکہ در نعت محمد بادشاہ / شعرہا دارد عقیدت انضمام
از سر انصاف خواجہ سال آن / گو۔ کلام بادشہ خیر الکلام ۱۳۴۶ھ

ولہ

از طبع بادشہ چون گلزار نظم بشگفت / گوئی کہ لعل و گوہر از بحر و کان بر آمد
ای خواجہ بہر سالش فکرم چون جستجو کرد / تصنیف بادشاہ رنگین بیان۔ بر آمد ۱۳۴۶ھ

ولہ

بود قادر بادشہ قادر باصناف سخن / نقش در ہر صنف رنگ طبع او دارد جدا
چشم بد دور این سن فصلیش خواجہ زد رقم / اندرین گلزار ہر گل رنگ و بو دارد جدا ۱۳۴۷

ولہ

گلزار بادشاہ ہو مصر سخن نہ کیون / ہے جلوہ گاہ شاہد یوسف جمال طبع
خواجہ سروش غیب نے مجھسے یہ کہدیا / گلزار بادشاہ سخندان۔ ہے سال طبع ۱۳۴۶ھ

از جناب مولانا عبد السبحان صاحب روشن آنرری پریسیڈنسی مجسٹریٹ مدراس

فضل خدا سے چھپگیا گلزار بادشاہ / گلہائے تازہ اسکے ہین ہمرنگ مہر و ماہ

جنکے گل سخن ہین بانواع رنگ و بو — فرحت فزائے دل ہین لطافت دہ نگاہ
اس شاعر شہیر کی یہ یادگار ہے — ملک جنوب جسکے سخن کا تہا جلوہ گاہ
یعنی وہ بادشاہِ سخن سنج بے نظیر — جنکا کلام جنکی لیاقت پہ ہے گواہ
کچھ عشقیہ کلام پہ اونکا نہ تہا حصر — بتلاتے تھے وہ قوم کی بہی حالت تباہ
ہر بزم و انجمن ہین وہ پڑہتے تھے نظم و نثر — اور لوگ اسپہ کہتے تھے تحسین و واہ واہ
انکا کلام نعتیہ مشہور عام ہے — جسپر گواہ خود ہے یہ گلزار بادشاہ
تاریخ کا جو فن ہے وہ ہے دردسر مگر — حاصل تہی اونکو اس مین بہی اک خاص دستگاہ
آخر وہ اس جہان فنا سے گزر گئے — روتی ہے خلق اونکے لئے شام اور پگاہ
حاجی تھے اور خطیب تھے ہر دلعزیز تھے — دیندار تھے خلیق تھے سبکے تھے خیر خواہ
عبدالرشید انکے جو فرزند ہین رشید — ہم سیرت پدر ہین وہم شکل بادشاہ
ترتیب دی اونہون نے ہی اس یادگار کو — دونون جہان مین اونکی بڑہے عزت او جاہ

تاریخ اس کتاب کی روشن نے یون لکھی
گلزار بادشاہ سخن لاجواب واہ
۱۳۳۶

از جناب مولوی عبدالرحیم صاحب متخلص بہ سلیم وکیل ہائیکورٹ حیدرآباد دکن

چہ دیوان است این دیوان کہ ہر حرفش گلستانے — حروفش غنچہ و گلہا سطورش نخل بستانے
زمین نظم این دیوان زمین باغ فردوس است — شگفتہ نعتیہ گلزار معنی خیز دیوانے
مثال مطلع خورشید رخشان مطلع غزلش — بچشم حاسدان چون نیزہ و خار مغیلانے
حروفش را سیاہی صورت شام غریبان است — بیاض صفحہ را بین السطورش چو خیابانے
بگل مضمون اشعارش مثال غنچہ خوشبو — دماغ بلبل طبعم کند چون مست ریحانے
بگلہاے معانی بلبل طبعم فدا گردید — فشاندہ غنچہ احسنت بر اوراق ریعلانے
حروفش بر بساط صفحہ مثل سنبل و لالہ — نشستہ چون عروسان چمن الفاظ عیلانے

مثال نخل مثمر صف بصف الفاظ منقوطش ‏— الف چون سرو بستاد است با یکپا نگہبانے

اگر گویم کہ عینش مثل چشم عاشقے بازست ‏— بہ بین لامش مثال زلف محبوب پرستانے

چو زاہد کوزہ پشتے میم قصد سجدہ میدارد ‏— چو دیدم سین گفتم شاہد نمود دندانے

مثال ابروئے معشوق آمد مد دیوانش ‏— کہ شمشیر برہنہ از پئے حساد خشلانے

بہ بین تشدید چون سوراخ ہائے بینی دلبر ‏— فتادہ با مثال نعش عاشق در بیابانے

بہر نقطہ دل عارف نکات معرفت بیند ‏— ہزاران رمز یابد گر کسے خواند بہ امعانے

بہر بطنش نہان معنی بہر معنی نہان رازے ‏— پری در شیشہ بنشست است با مہر سلیمانے

کراماتش بہ بین خواند برہمن بچہ گر غزلش ‏— بخواند کلمہ توحید از دل چون مسلمانے

شود گلدستہ گلزار وحدت از غزل ظاہر ‏— ز بیتش گنج عرفان می شود اظہر فراوانے

ز گلزار خطیب حاجی قادر بادشہ صاحب ‏— کسے گلچین شود مستون بود در ایم زحرمانے

کلامش شہ تخلص بادشہ مداح شاہنشہ ‏— بہ بین این طرفہ مضمونے بہ شانش ہست شایانے

بعالم در رموز نعت میگویم کہ کم یابی ‏— کتابے با چنین اوصاف و با این ساز و سامانے

پئے عشاق ہمیر چہ خوش گلہائے معنی خیز ‏— مضامین بہ زنیلو فر مطالب بہ ز خرصانے

درین گلزار عالم از طفیل مصطفٰے بادا ‏— نہال خاندانش منشعب سرسبز اعضانے

چو فرزند رشید او کہ اسمش بامسمٰی شد ‏— خطیب عبد الرشید نیکخو باکس مرنجانے

پدر را شادمان فرمود شائع کرد دیوانش ‏— کز و قلبش فروغے یافت چون شمع شبستانے

ندا آمد ز ہاتف از سر انصاف گو سالش ‏— سلیمی بین چہ گلزارے ہمہ گلہاش عرفانے

۱۳۴۶ھ

از جناب مولوی قاضی محمد کریم الدین صاحب زعیم ساکن ننڈیال ضلع کرنول

ہے خوب ہی ملاحت گفتار بادشہ مین ‏— بے انتہا ہے لذت اشعار بادشہ مین

قربان تھی فصاحت دلدادہ تھی بلاغت ‏— معنی تھی وقف خدمت دربار بادشہ مین

جنکے کلام کا تہا سارا زمانہ خواہاں — وہ آج چہپ رہا ہے گلزار بادشہ مین
کیا دلنشین حلاوت ہوتی ہے سامعین کے — ہے طرز ہی انوکہا اشعار بادشہ مین

بہر سن اشاعت تم ای نعیم کہدو
گلہا ہے نعتیہ ہین گلزار بادشہ مین
۱۳۳۶ھ

از جناب الحاج محمد عبد السبحان صاحب متخلص بہ دل متوطن مدراس

عبد الرشید نے کیا منظر دکہا دیا ہے — گلزار بادشہ کی دلچسپ ہے نمائش
وہ معدن بلاغت گنجینۂ فصاحت — تہا ایک دُرِّ مکنون چند نے منو سے روکش
ظلمت ہوی جہان سے کافور مثل عنقا — وہ مہر علم نکلا جب وقت آزمائش
یہ طبع کی روانی یہ بندش معانی — یہ طرز خوش بیانی ہر دل سے نکلے عش عش
ہین یادگار تیرے اے بادشاہ مغفور — احباب کے دل افزا حاسد کے دل مین ترکش
تو کشور سخن کا ہے بادشاہ بیشک — منہہ آئے منہہ کی کہائے تیرا عدوئے سرکش
سنکر کلام تیرا عشاق وجد مین آ — خوش ہو کے جہومتے ہین محفل مین جیسے میکش
ای بادشاہ عالی جنت کا تو ہو والی — حاضر جلو مین ہر دم تیرے ہو حور مہوش
یہ ہے مرا عقیدہ اور ہے یہی بہروسہ — دار السلام مین ہے بیشک تو اب فروکش

تاریخ دل نے چاہی ہاتف نے یون ندا کی
گلزار بادشاہ ہے قادر کلام دلکش
۱۳۳۶ھ

از جناب مولوی حافظ قاضی محمد عبد الحمید صاحب متخلص بہ حمید پروفیسر عربی و فارسی رپن کالج کلکتہ

مژدہ ای والیان حسن کلام — مژدہ ای ناظمان سحر نوا
آن خطیبے کہ خطبۂ سخنش — از امرأ القیس راجحون افزا
قادرے کوست بادشاہ سخن — بادشاہے کہ شاہ ملک صفا
اشرف الحاج بادشاہ خطیب — قادر اہل کمال اہل وفا

داد ترتیب طرفہ دیوانے
تازہ فرمود طرز عرفی را

بر سواد بیاض رنگینش
جان فدا کردہ گیسوی لیلیٰ

بیتہایش نگار بیت عروس
مصرعش سرو قامت عذرا

زد رقم سال طبع کلک حمید
سخن بادشاہ شہ بادا ۱۳۳۶ھ

از جناب خواجہ محمد مرتضیٰ حسین صاحب تبسم ساکن مدراس

یہ ہے نسخہ حسن شعر و سخن
کہ گلدستہ تازہ اشعار ہے

کہی میں نے تاریخ بے ساختہ
یہ نظم دلاویز گلزار ہے ۱۳۳۶ھ

از جناب مولوی سید شاہ حسین صاحب نیساں ممتحن مدارس اسلامیہ بنگن پلی

چون دید جلوۂ گلزار بادشہ دل گفت
بہار رشک دہ گلشن جنان این ست

نشان دہند مضامین نعت شاہ امم
شمیم غنچۂ گلزار صوفشان این ست

بہ اہتمام جناب خطیب عبد رشید
سخن بگفت گل گلشن بیان این ست

ز فکر خویش بگو سال عیسوی نیساں
بجا نسیم گلستان بے خزان این ست ۱۹۱۸

ولہ

می سراید طایر قدسی درین گلزار نعت
لحن داؤدی بر آمد از زمین و از یسار

گفت نیساں از پئے سال اشاعت فی الجمل
چہچہائے عندلیب گلشن نعت کبار ۱۳۳۶ھ

ولہ

دیکھکر گلزار کو دل نے کہا
کیا قصیدے افضل و اعلیٰ ہیں یہ

شاعر یکتا کا ہے یکتا کلام
طبع کہتی ہے دُر یکتا ہیں یہ

سال فصلی بھی لکھا نیساں نے خوب

نغمہائے بلبل مولا ہین یہ
۱۳۲۶ ف

از جناب محمد تاج الدین صاحب متخلص بہ شوقؔ ساکن مدراس

للہ الحمد چون مرتب گشت
سخن بادشاہ خاطر خواہ

سال طبعش بشوقؔ ہاتف گفت
مدحت ختم مرسلین اللہ
۱۹۰۸ ع

از جناب قاضی سید عبد العزیز صاحب المتخلص بہ عزیزؔ مدرس مدرسہ اسلامیہ انمباڑی

گلزار بادشہ کا دیوان ہے یہ نادر
کیا خوشنما چمن ہے بے خار بادشہ کا

ہوتی ہے سیر جسدم گلزار بادشہ کی
پھر جاتا ہے نظر مین دیدار بادشہ کا

لاکھون عزیز یوسف کے مشتری ہین
ہے مصر کا نمونہ بازار بادشہ کا

اس فن شعر مین وہ شاہ سخن ہین یکتا
ثانی نہین ہے کوئی زنہار بادشہ کا

وابستہ انکے دم سے رونق تہی شاعری کی
جلسون مین تہا منور دربار بادشہ کا

تاریخ عزیز اسکی کہدو ز روئے بلبل
دلچسپ و خوب ہے یہ گلزار بادشہ کا
۱۳۲۶ ہ

ولہ

عجب دیوان ہے یہ گلزار شاہی
مضامین صورت گلہائے خندان

کلام صاف نادر بادشہ کا
منور ہے بشکل ماہ تابان

ہے شہرہ آپ کا ہندوستان مین
ہین قائل آپ کے سارے سخندان

عزیز اسکی کہو تاریخ شمسی
ہے نادر خوبتر دلکش یہ دیوان
۱۹۰۸ ع

از جناب محمد فخر الدین صاحب الفتؔ ساکن محفوظ خان باغ مدراس تلمیذ حضرت مغموم

طبع گلزار بادشہ گردید
نوربخش جمال باغ سخن

زد رقم سال خامۂ الفتؔ
نو دمیدہ نہال باغ سخن
۱۹۰۸ ع

از جناب منشی محمد سعد الدین صاحب متخلص بہ سعد ساکن مدراس

حاجی قادر بادشہ صاحب خطیب | شاعر ونمین تھے جو بالکل نیکنام
چھوڑ کر صد حیف اپنے طبعزاد | جنت الفردوس مین پایا مقام
اندنون مرحوم کے فرزند نے | اونکو چھاپا ہے بحسن انتظام

سعد سال اسکا زروے آفرین
لکھہ - کلام بادشہ خیر الکلام

ولہ

فیض نسیم طبع سے باغ جہانمین آجکل | ہوگیا گلشن سخن کیا تروتازہ واہ واہ
ہوگئی سال طبع کی سعد کو جبکہ جستجو | بلبل طبع نے کہا۔ واہ ریاض بادشاہ

از جناب زکریا عبد الرحیم سیٹھہ صاحب متخلص بہ متین ساکن مدراس تلمیذ جناب مغموم

چھپگیا دیوان انکا ای متین | تھے جو قادر بادشہ عالی جناب
منتخب ہر شعر اس کا بے بہا | ہے غزل ہر ایک اسکی لاجواب
یہ فصاحت یہ بلاغت دیکھکر | رشک سے کہاتے ہین حاسد پیچ وتاب
اسکو گر سحبان وائل دیکھلے | طاق نسیان پر دہرے اپنی کتاب

اسکا سال طبع کہدے ای متین
گوہر معنی کتاب مستطاب

از جناب محمد احمد محی الدین صاحب ویلوری شہرت موجد معراج خیال و مالک اسلامی جنتری مدراس

بادشاہ عروض و ملک سخن | نوزدہ بحر سے کے چلتے گہر
شعرگوئی مین دور رس تھے وہ | نکتہ پرور تھے اور وسیع نظر
ذکر خالق سے عشق احمد سے | تہی زبان شستہ دل بشکل قمر
سید اشفق خطیب عبد رشید | اسکو چھپوا کے کردیا اظہر

طبع کا سال کلک شہرت نے
لکھدیا ہے یہ مدح پیغمبر

ازجناب خواجہ شاہ سید حبیب اللہ حسینی چشتی القادری جلال مدرس مدرسہ ناصر الاسلام گونڈپور و نمبارہ تلمیذ جناب شاہ واتمبارزہ

گلزار بادشاہ ہے دیوان بادشاہ — عمدہ سخن یہ شاہ سخن کا ہے لاکلام
مرحوم بادشاہ کے اوصاف ہین بہت — فن سخن مین آپ کا بالاترین مقام
اشعار بادشہ کے فصیح و بلیغ ہین — دلکش ہے نظم نثر ہے مقبول خاص و عام

تاریخ طبع تم ہی سنا دو یہ ای جلال
گلزار بادشاہ ہے بے مثل والسلام

ازجناب قاضی میر غیاث الدین صاحب متخلص بہ اظہر ساکن پالکوڈ ضلع سیلم

گلزار بادشاہ عجب پر بہار ہے — رشک ارم جو اسکو کہون سازوار ہے
باغ سخن کے گل سے نکلتی ہے جو شمیم — کیا اسکے آگے نکہت مشک تتار ہے
شاخ سخن پہ کیا گل معنی کا رنگ ہے — ہر دل مثال بلبل شیدا نثار ہے
ای طالبان ذوق کرو سیر بے خطر — جز گل کے اس چمن مین نہ امکان خار ہے
آئے وہ جسکو حسن حقیقی کی ہو طلب — ہر شعر بادشاہ کا روئے نگار ہے
مرحوم بادشہ کے جو خلف الرشید ہین — بس انکی سعی سے یہ چمن یادگار ہے
آسیب چرخ سے رہے محفوظ یا خدا — جبتک جہان مین گردش لیل و نہار ہے
نکہت سے اسکے تازہ رہے روح بادشاہ — یہ التجا غیاث کی بس بار بار ہے

تاریخ اسکے طبع کی مرغوب جان دل
اظہر سروش غیب سے یون آشکار ہے

ازجناب محمد عبد الحلیم صاحب بشر حیدرآبادی فرزند جناب مولوی محمد عبد العزیز صاحب مرحوم

(در صنعت معجمہ) سبحان اللہ آج گلزار بادشاہ تیرسو چھتیس ہجری النبوی مین چھپا

مطبوع ہو گیا ہے جو گلزار بادشاہ — جوہر کھلا ہر ایک پہ انکے کمال کا
وہ نعتیہ کلام ہے اور ہے مفید قوم — پُر لطف صفحہ صفحہ ہے اس قیل و قال کا

کہدے بتشنہ ساکے حسد کو حسود سے
دیوان چھپا ہے شاعر نازک خیال کا ۱۳۳۶

وله

یارب رہے جنان مین مصنف کی روح پاک — اس نعتیہ کلام سے دل کا گیا ہے کرب
منقوط مین ہو سال سر قلب سے عیان — گلزار بادشاہ کو دین چار مین جو ضرب ۱۳۳۶ھ

از جناب حافظ محمد عبد القادر صاحب حافظ مالک مطبع رزاقیہ مدراس

جو عاشق لقائے پیمبر تھے بادشاہ — تصنیف انکی ہے یہ زمانہ مین منتخب
ابن رشید انکے جو عبد الرشید مین — شائع کیا انہون نے یہ سرمایۂ طرب

حافظ کہو یہ مصرع تاریخ انطباع
گلزار بادشہ ز ہے نعت حبیب رب ۱۳۳۶

از جناب ابو المقبول محمود الحسن صاحب المتخلص بہ محمود متوطن وانمباڑی تلمیذ جناب مغموم

میرے خالو کا اب چھپا دیوان — گل معنی کا دلکشا گلزار
لب بہجت سے سال ای محمود — لکھہ کہ ۔ زیبندہ دفتر اشعار ۱۳۳۶ھ

وله

لطف گلزار بادشہ کیا ہے — حمد باری ہے مدح شاہ زمن
گلشن نعت مصطفےٰ مین ہے — نغمہ پرداز عندلیب دکن

سر بد مین اُڑا کے لکھہ محمود
واہ کیا بے نظیر ہے یہ چمن ۱۳۳۶ھ

وله

پانچوین تصنیف حضرة بادشہ مغفور کی | اندنون شائع ہوی از فضل خلاق جہان
سال اسکے طبع کا ای خامۂ محمود یون | لکھہ کہ ہے دیوان قادر بادشہ شیرین بیان

ولہ

کیا طبع بادشاہ نے اب گل کھلائے ہین | گلزار پر بہار کی نکہت ہے جانفزا
محمود دین نے بے سر اندیشہ اسکا سال | گلزار بادشاہ سخنگو یہ ہے کہا

از جناب مولوی سید سلطان محی الدین صاحب قادری ساکن وانمباڑی

کیا خوب آبیاری فکر رسا سے آج | سبز و پربہار ہے گلزار بادشاہ
ہر لفظ حسن شاہد معنی سے مفتخر | ہر حرف نقش گوہر اشعار بادشاہ
بھر لے جو آئے شوق سے دامن آرزو | دربار فیض عام ہے دربار بادشاہ
ہر پند ہے مفید مس قلب کیلئے | اکسیر بے نظیر ہے گفتار بادشاہ
شام و سحر ہو بلبل دل اس سے بہرہ ور | گلزار بے خزان ہے یہ گلزار بادشاہ
گلچین ہون کیون نہ سارے سخنور کہ حسن مین | لاریب بیمثال ہین اشعار بادشاہ

سلطان نے یون کہا سر اعدا کو کاٹ کر
مرغوب طبع آج ہے گلزار بادشاہ

از جناب خطیب محمد عبدالرشید صاحب ساکن وانمباڑی (فرزند مصنف نسخۂ ہذا)

اپنی تصنیفات میرے والد مرحوم نے | یہ ہین جنکو زندگی مین اپنے شائع کردیا
پہلی دیوان اور دوم یادگار بادشاہ | ذوق حاصل کر رہے ہین جن سے ارباب صفا
ایک جا پر جمع کرد و لفظ جوہر اور خیال | جلوہ گر ہو نام انکی تیسری تصنیف کا
اور چوتھی وہ ہے جسکا نام ہے سفر حجاز | درج ہین حرمین کے حالات جس مین جابجا
پانچوین تصنیف انکی یہ کتاب لاجواب | طبع کرنے کا جسے بیحد خیال انکو رہا

موت نے افسوس انکو اتنی مہلت ہہی نہ دی
حضرت مغموم نے جو شاعر بیمثل ہین
انکی کوشش کو خدائے پاک کے افضال سے
ناظرین ذی کرم سے ہے یہ میری التجا

تاکہ مقصد مین وہ پائین کامیابی کی ضیا
طبع کی تحریک کی اسکے جو بالکل تہی بجا
مین نے اپنی سعی سے آخر مکمل کر دیا
پڑہ کے اسکو کیجیئے مرحوم کے حق مین دعا

فکر سال طبع کی مجھکو ہوی جب ای رشید
دفتر گنج فصاحت۔ غیب سے آئی ندا
۱۳۰۶ھ

ازجناب مولوی محمد عبد المجید صاحب شرر آلندوری ایڈیٹر اخبار قومی رپورٹ مدراس

حاجی الحرمین قادر بادشاہ صاحب خطیب
قوم کے ناصح تہے مداح رسول اللہ بہی
سادگی تہی وضع مین شایستگی اخلاق مین
انکی نظم و نثر سے زندہ ہے انکی یادگار
باپ کے نقاش ہین بیشک خطیب عبد الرشید

عندلیب خوشنوا تہے علم کے گلزار مین
تھی جگہ حاصل انہین احرار مین ابرار مین
راستی رفتار مین حق گوئی تہی گفتار مین
ملگیا ہو گا صلہ اللہ کی سرکار مین
لائے ہین پھر صورت یوسف کو وہ بازار مین

فکر کیون تاریخ کی ہے ای شرر کہدیجیئے
بادشاہ حالی تہے اپنے حال مین بیکار مین
۱۳۰۶ھ

ازجناب مولانا عبد السبحان صاحب روشن آنریری پریسیڈنسی میجسٹریٹ مدراس

از فضل کردگار شہنشاہ ذوالجلال
مطبوع شد وخامۂ روشن بہ انبساط

گلزار بادشاہ بصد زینت و جمال
گلزار بادشاہ سخندان۔ نوشت سال
۱۳۰۶ھ

م

اعلان

آج خوش فضل خدا سے ہے طبیعت میری
للہ الحمد ٹھکانے لگی محنت میری

دلدادگان سخن اور شایقین نعت رسول زمن کو مژدہ ہو کہ ایک مدت کے انتظار کے بعد میرے والد بزرگوار حضرت خطیب الحاج قادر بادشاہ صاحب المتخلص بہ بادشاہ مرحوم و مغفور کا غیر مطبوعہ کلام المسمّٰی بہ گلزار بادشاہ چھپکر تیار ہے غالباً مصنف سے روشناس کرانیکی چندان ضرورت نہین کیونکہ اونکا دلچسپ کلام مقبول خاص و عام ہونیکی سند حاصل کرچکا ہے اور اخباری دنیا مین بھی وقعت کی نظر سے دیکھا گیا ہے جنوبی ہند کے علاوہ شمالی ہند کے متعدد اخبارات و رسالجات مین بھی اونکا کلام طبع ہو کر شہرت پذیر ہوچکا ہے اس سے پہلے اونکے دو دیوان طبع ہو کر ہدیۂ ناظرین ہوچکے ہین یہ اونکا تیسرا دیوان اور آخری مجموعۂ کلام ہے جسکے اہتمام مین مینے سعی بلیغ سے کام لیا کیونکہ یہ میرا فرض تھا اس سے پہلے کا کلام چونکہ والد ماجد کی حین حیات مین شائع ہوا تھا لہذا اوس مین میری جد و جہد کو کچھہ دخل نتھا مینے کامل دو سال اونکے منتشر کلام کو فراہم کرنیمین صرف کئے اس عرصے مین اونکے احباب کے اشتیاق اور اصرار کی کوئی حد نتھی بار بار تقاضا ہوتا تھا کہ کلام جلد شائع ہو مگر ہنوز آنکہ آید میسر ہوئین باو قاتھا اس شاہد رعنا کی جلوہ آرائی مین تاخیر رونما ہوی مین نے ہر چند اسکے اہتمام مین جد و جہد کا کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہ کیا اور حتی الامکان خوشنویسی و صحت کا لحاظ رکھا گیا پھر بھی سہو و نسیان سے کوئی انسان بری نہین ہوسکتا لہذا اگر کہین خطا نظر آئے تو ناظرین دامن عفو سے ڈھانپ دین مصنف کا خیر دیوان اس وقت سے شروع ہوتا ہے جب وہ فرضی معشوق اور رندانہ اشعار سے تائب ہوچکے تھے اور عشق رسول مقبول صلے اللہ علیہ علی آلہ وسلم کے جذبات صادق اونکی طبیعت مین ظہور پذیر ہوچکے تھے چنانچہ یہ دیوان اسکا مرقع ہے خریدار مندرجہ ذیل پتہ سے بقیمت عہ ایک روپیہ چار آنہ علاوہ محصول ڈاک ترسیل زر یا بذریعہ وی پی طلب فرمائین تاخیر روا رکھین

المشتہر
خطیب محمد عبد الرشید
۲۹ گودون اسٹریٹ مدراس